انبیائے کرام

اور

مشاہیرِ اسلام کے بہترین خطوط

علی اصغر چودھری

Marfat.com

انبیائے کرام
اور
مشاہیرِ اسلام کے بہترین خطوط

علی اصغر چودھری

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

۲۹۷.۶۳
۱۹۰۵۹۵

297.63 Ali Asghar Chaudhary
Ambia-ye-Kiram aur Mashahir-e-Islam Kay Behtareen Khtoot / Ali Asghar Chaudhary.- Lahore : Sang - e - Meel Publications, 2001.
184p.
Bibliography : p. 184
1. Islam. 2. Khtoot-Ambia-ye-Kiram.
I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کاروائی کا حق محفوظ ہے

2001.
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
Chowk Urdu Bazar Lahore. Pakistan. Phone 7667970

زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

فہرست

1- آغاز کلام	7
2- خالق اکبر کا ارشاد	10
3- ربّ کائنات کا فرمان بنی نوع انسان کے نام	11
4- انبیاء علیہم السلام کے خطوط	
سیّد الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مکتوبات گرامی	13
ا- حیات مبارکہ کے چند عنوان	14
۲- نجاشی شاہ حبشہ کے سوانح حیات	18
۳- نجاشی شاہ حبشہ کے نام پہلا مکتوب گرامی	19
۴- نجاشی شاہ حبشہ کے نام دوسرا مکتوب گرامی	22
۵- قیصر روم کے سوانح حیات	28
۶- قیصر روم کے نام مکتوب نبویؐ	29
۷- کسریٰ پرویز شاہ ایران کے سوانح حیات	36
۸- کسریٰ پرویز شاہ ایران کے نام مکتوب گرامی	37
۹- مقوقس نائب السلطنت کے سوانح حیات	40
۱۰- مقوقس کے نام مکتوب گرامی	41
۱۱- حارث غسّانی شاہ دمشق کے نام مکتوب گرامی	46
۱۲- حضرت معاذ بن جبل کے نام مکتوب گرامی	49
۱۳- ہوذہ بن علی گورنر یمامہ کے نام مکتوب گرامی	52
۱۴- فروہ گورنر معان کے نام مکتوب گرامی	54
۱۵- جنّ کے نام مکتوب گرامی	55

Marfat.com

5- حضرت سلیمان علیہ السّلام کا مکتوب گرامی ملکہ سبا کے نام

۱- سوانح حضرت سلیمان علیہ السلام 59

۲- مکتوب گرامی 62

6- خلیفۃ الرّسول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکتوبات گرامی

۱- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح حیات 66

۲- حضرت خالدؓ بن ولید کو وصیت نامہ 68

۳- حضرت خالدؓ بن ولید کے نام مکتوب گرامی 70

۴- حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے نام 72

۵- حضرت یزیدؓ بن ابو سفیانؓ کے نام 74

۶- حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے نام 75

۷- سالار شام حضرت یزیدؓ بن ابو سفیانؓ کے لیے نصیحت نامہ 77

۸- وصیّت نامہ (حضرت عمرؓ کی جانشینی کا فرمان) 78

۹- سوانح حضرت خالدؓ بن ولید 80

۱۰- سوانح حضرت ابو عبیدہؓ ابن الجرّاح 81

۱۱- سوانح حضرت یزیدؓ بن ابو سفیانؓ 82

7- امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کے مکتوبات گرامی

۱- حضرت عمر فاروقؓ بن الخطاب خلیفہ دوم کے سوانح حیات 85

۲- حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے نام 87

۳- مرکزی شہروں کے نام 89

۴- حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے نام 90

۵- حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے نام 91

۶- دریائے نیل کے نام 93

۷- حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے سوانح حیات 94

۸- حضرت عمرو بن العاص کے سوانح حیات 96

8- حضرت عثمانؓ خلیفہ سوئم کے مکتوبات اور خطبات

۱- سوانح حضرت عثمانؓ 98

۲- خلافت کے بعد پہلا خطبہ 102

۳- ولید بن عقبہ کے نام	103
۴- ولیدؓ بن عقبہ کے سوانح حیات	104
۵- عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے نام	104
۶- حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے نام فرمان	105
۷- شہری مسلمانوں کے نام ایک گشتی مراسلہ	106
۸- آپ کا آخری خطبہ	107
۹- حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے سوانح حیات	108
9- مکتوبات حضرت علیؓ خلیفہ چہارم	
۱- حضرت علیؓ کے سوانح حیات	111
۲- حضرت امیر معاویہؓ کے نام	113
۳- حضرت امیر معاویہؓ کے نام	114
۴- حضرت امیر معاویہؓ کے نام	115
۵- شیعانِ کوفہ کے نام	117
۶- حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام	119
۷- ابو مسلم خولانی کے سوانح حیات	120
۸- حضرت جریرؓ بن عبداللہ بجلی کے سوانح حیات	121
۹- حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سوانح حیات	121
۱۰- حضرت امیر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کے سوانح حیات	121
10- حضرت حسن بصریؒ کا خط حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے نام	
۱- سوانح حضرت حسن بصریؒ	124
۲- مکتوب	125
۳- سوانح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	126
11- حضرت امام ابوحنیفہؒ کا خط	
۱- سوانح حضرت امام اوزاعیؒ	128
۲- حضرت امام اوزاعیؒ کا خط خلیفہ منصور عباسی کے نام	129
12- قاضی ابو یوسفؒ کے نام	
۱- سوانح حضرت امام ابوحنیفہؒ	131

Marfat.com

۲- مکتوب (وصیّت نامہ) 133

13- مکتوبات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے مُریدوں کے نام

۱- سوانح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ 140

۲- مکتوبات 141

14- شیخ الاسلام حضرت امام ابن تمیمیہ کے مکتوبات

۱- سوانح حضرت ابن تمیمیہ 146

۲- والدہ کے نام 148

۳- سلطان مصر کے نام 150

15- حضرت شیخ احمد مجددالف ثانیؒ کے مکتوبات اپنے مریدوں کے نام

۱- سوانح حضرت مجددالف ثانیؒ 154

۲- مکتوبات 155

16- تصوف کیا ہے 165

17- مولف کی چند گزارشات قارئین کرام کی خدمت میں

۱- وقت 172

۲- آنکھ 174

۳- چہرہ 176

۴- دل 178

18- احادیث مبارکہ 182

19- کتب حوالہ جات 184

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آغاز کلام

قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے محبوب حضرت محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو ساری دنیا کے لیے بشارت دینے والا اور خدا سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اسی لیے آپؐ نے اللہ کا پیام اس کے بندوں تک پہنچانے کی خاطر بے حد تکالیف برداشت کیں۔ حتیٰ کہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت بھی کرنی پڑی لیکن جن لوگوں تک آپ خود نہ پہنچ سکے ان تک دعوتِ اسلام پہنچانے کے لیے مکتوبات گرامی سے کام لیا۔

فتح مکہ کے بعد آپؐ نے عرب و عجم کے بہت سے فرمانرواؤں کو تبلیغی مکتوبات گرامی روانہ فرمائے جن میں نہایت اختصار سے کام لے کر آپؐ نے انہیں اللہ جل شانہٗ کا فرمانبردار بننے کی تلقین اور تبلیغ کی۔

ان مکتوبات گرامی کے مطالعہ سے یہ بات نمایاں طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ دعوت اسلام کو کس انداز میں دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان وہ کون سے ایسے امور ہیں جو دعوت اسلام کے لیے بنیاد اور اصول کا کام دے سکتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس (23) سالہ دعوت و تبلیغ اور سیرت و کردار

نے غیر مسلموں کے لیے دینِ حق کی طرف آنے کی راہیں کھول دیں۔ مکتوبات نبویؐ کے ایک ایک لفظ سے مخاطبین کے لیے دردمندی، ہمدردی اور خیر اندیشی کے دلی جذبات نمایاں ہیں۔ اور ان ہی مکتوبات مبارکہ کے ذریعے آپؐ نے تمام اقوام پر واضح کر دیا تھا کہ آپؐ تمام عالم انسانیت کے لیے ربّ کائنات کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

قرآن مجید کی سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس مکتوب گرامی کا ذکر ہے جسے آپ نے ہُد ہُد کے ذریعہ ملکۂ سبا کو پہنچایا تھا۔ قرآن مجید میں اس ایک مکتوب گرامی کا ذکر ہے اور یہ واقعہ خاتم النبیّین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے بہت پہلے کا ہے۔ لیکن آپؐ کے سیّد الانبیاءؑ ہونے کی وجہ سے آپؐ کے مکتوبات گرامی کو اس کتاب میں پہلے درج کیا گیا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مذکورہ گرامی نامہ کو بعد میں شامل کیا ہے چونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انبیائے کرام میں اوّلین اور آخرین ہیں اس لیے آپؐ کی یہ امتیازی خصوصیت اس امر کی متقاضی ہے کہ آپؐ کے مکتوبات گرامی کو پہلے ہی درج کیا جائے۔

کسی مفکّر کا قول ہے کہ خطوط انسانی سیرت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنے قارئین تک خلفائے راشدین اور صوفیائے کرام کے دو بہت ہی بزرگ رہنماؤں کے خطوط بھی اس مجموعے میں شامل کر دیئے ہیں تاکہ ان کے سامنے سیرت و کردار کی کئی مثالیں روشن ہو جائیں اور انہیں معلوم ہو کہ ان بزرگوں نے اپنے متوسلین کی ذہنی، روحانی اور اخلاقی تربیت کس انداز پر کی ہے اور ان خطوط کے ذریعے ان کی راہ میں حائل ہونے والی تمام الجھنوں کو کس طرح دُور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان خطوط سے اس وقت کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالت کا بھی پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دینی کیفیات کیسی تھیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تصوف کے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے سرچشمہ ہیں۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ کے وہ آفتاب ہیں جنہوں نے اکبر بادشاہ کے خود ساختہ ”دین الٰہی“ کی پھیلائی ہوئی ظلمت و گمراہی کو برصغیر سے دور کیا اور رشد و ہدایت کی تابانیوں سے مسلمانوں کے قلوب کو پھر سے منور کر دیا۔ اگرچہ اس مساعی میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنی پڑیں۔ لیکن آپ کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہ آئی۔ آپ کی تحریر و تقریر اور سیرت و کردار نے صراط مستقیم سے بھٹکنے والے لاکھوں انسانوں کو پھر سیدھی راہ پر گامزن کر دیا۔

Marfat.com

قرآن مجید کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ عالم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لادی گئی ہوں۔ علم کا سرچشمہ اللہ کی ذات پاک ہے اور اس علم کو حاصل کرنے کا ذریعہ وحی ہے۔ جو انبیائے کرام کے لیے مخصوص تھی۔ تاہم اللہ کے برگزیدہ بندوں نے بھی خلق خدا تک اس کا پیام پہنچانے کے لیے بے حد و حساب تکالیف برداشت کیں۔ اور اپنے عمل سے اس علم کی تفسیریں اور تعبیریں بھی واضح کر دیں۔

ہم نے بے شمار مکتوبات گرامی سے صرف چند خطوط ہی اس کتاب میں جمع کیے ہیں اور مرسل، مکتوب الیہ، کاتب، قاصد اور ردِّ عمل کے متعلق بھی جو معلومات حاصل ہو سکیں جمع کر دی ہیں تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو۔

جن بزرگوں کی کتابوں سے ہم نے حوالہ جات لیے ہیں ان کے لیے اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنی رحمتِ بے پایاں سے نوازے۔

ارائیں ہاؤس
ٹنڈو آدم پاکستان
16 ربیع الثانی 1421ھ (19 جولائی 2000ء)

احقر
علی اصغر چودھری

Marfat.com

خالق اکبر کا ارشاد

"مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے۔ پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے۔ کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں۔ کوئی پھٹتا ہے اور اس سے پانی نکل آتا ہے۔ اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔"

(البقرۃ۔74)

Marfat.com

ربّ کائنات کا فرمان بنی نوع انسان کے نام

اے انسان! تو کشاں کشاں اپنے ربّ کی طرف چلا جارہا ہے اوراس سے ملنے والا ہے۔ پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیااس سے ہلکا حساب لیا[1] جائے گااور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے[2] گا۔ رہا وہ شخص جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے[3] دیا جائے گا۔ تو وہ موت کو پکارے گااور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔ وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے۔ پلٹنا کیسے نہ تھا۔ اس کا ربّ اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔ پس نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں شفق کی......اور رات کی اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی ہے اور چاند کی جب کہ وہ ماہ کامل ہو جاتا ہے۔ تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا[4] ہے۔

(الانشقاق 19-6)

فٹ نوٹ

1. یعنی اس سے سخت حساب فہمی نہ کی جائے گی اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ فلاں فلاں کام تُو نے کیوں کیے تھے۔ اور تیرے پاس اُن کاموں کے لیے کیا عذر ہے۔ اس کی بھلائیوں کے ساتھ اس کی بُرائیاں بھی اس کے نامۂ اعمال میں موجود ضرور ہوں گی۔

Marfat.com

2 اپنے لوگوں سے مراد آدمی کے وہ اہل و عیال، رشتہ دار اور ساتھی ہیں جو اس کی طرح معاف کیے گئے ہوں گے۔

3 سورہ الحاقة میں فرمایا گیا ہے کہ جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور یہاں ارشاد ہوا ہے اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ غالباً اس کی صورت یہ ہو گی کہ اگر خلقت کے سامنے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال لیتے ہوئے اسے خفت محسوس ہو گی تو وہ اپنا ہاتھ پیچھے کر لے گا۔ مگر نامہ اعمال تو بہر حال اسے پکڑایا ہی جائے گا۔ خواہ وہ ہاتھ آگے بڑھا کر لے یا پیٹھ کے پیچھے چھپا لے۔

4 یعنی تمہیں ایک حالت پر نہیں رہنا ہے۔ بلکہ جوانی سے بڑھاپے، بڑھاپے سے موت، موت سے برزخ، برزخ سے دوبارہ زندگی، دوبارہ زندگی سے میدان حشر، پھر حساب و کتاب اور پھر جزا و سزا کی بے شمار منزلوں سے لازماً تم کو گزرنا ہو گا۔ اس بات پر تین چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ 1- سورج ڈوبنے کے بعد شفق کی سُرخی 2- دن کے بعد رات کی تاریکی اور اس میں ان بہت سے انسانوں اور حیوانوں کا سمٹ آنا جو دن کے وقت زمین پر پھیلے رہتے ہیں۔ 3- اور چاند کا ہلال سے درجہ بدرجہ بڑھ کر بدر کامل ہونا۔ یہ گویا وہ چند چیزیں ہیں جو اس کی اعلانیہ شہادت دے رہی ہیں کہ جس کائنات میں انسان رہتا ہے اس کے اندر کہیں ٹھہراؤ نہیں ہے۔ ایک مسلسل تغیر اور درجہ بدرجہ تبدیلی ہر طرف پائی جاتی ہے۔ لہٰذا کفار کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ موت کی آخری ہچکی کے ساتھ معاملہ ختم ہو جائے گا۔

(ترجمہ قرآن مجید)

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات گرامی

1- حیات مبارکہ کے چند عنوان
2- نجاشی شاہ حبشہ کے سوانح حیات
3- نجاشی شاہ حبشہ کے نام پہلا مکتوب گرامی
4- نجاشی شاہ حبشہ کے نام دوسرا مکتوب گرامی
5- قیصر روم کے سوانح حیات
6- قیصر روم کے نام مکتوب نبوی ﷺ
7- کسریٰ پرویز شاہ ایران کے سوانح حیات
8- کسریٰ پرویز شاہ ایران کے نام مکتوب گرامی
9- مقوقس' نائب السلطنت کے سوانح حیات
10- مقوقس نائب السلطنت کے نام مکتوب گرامی
11- حارث غسانی شاہ دمشق کے نام مکتوب گرامی
12- حضرت معاذ بن جبل کے نام مکتوب گرامی
13- ہوذہ بن علی گورنر یمامہ کے نام' مکتوب گرامی
14- فروہ گورنر معان کے نام' مکتوب گرامی
15- جنّ کے نام' مکتوب گرامی

مُرسل (مکتوبات بھیجنے والا)	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اسم گرامی:	محمد ﷺ......احمد ﷺ
والد کا اسم گرامی:	جناب عبداللہ
والدہ کا اسم گرامی:	سیّدہ آمنہ
نسب:۔	محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب
خاندان:	بنوہاشم
	(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے چند ماہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔
	آگے بڑھنے سے پہلے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے چند واقعات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو۔
1- پیدائش:	موسم بہار میں دوشنبہ کے روز (اس دن پر اتفاق ہے)
	بتاریخ 9 ربیع الاول 1 عام الفیل (واقعہ فیل سے 50 روز بعد) بمطابق 22 اپریل 571ء بوقت صبح صادق (قبل از طلوع آفتاب)
2- والدہ کا انتقال	جب آپؐ کی عمر چھ سال تھی۔
3- شام کا پہلا سفر (اپنے چچا جناب ابوطالب کے ساتھ)	12 سال 2 ماہ کی عمر میں۔
4- حلف الفضول (ایک اصلاحی انجمن) میں شرکت	16 سال کی عمر میں۔

5- شام کا دوسرا اور تاجرانہ حیثیت میں سفر	23یا24سال کی عمر میں۔
6- حضرت خدیجہؓ سے نکاح	25سال 2ماہ 10دن کی عمر میں۔
7- تحکیم	25 سال کی عمر میں' تعمیر حرم کے سلسلے میں حجراسود نصب کرنے پر جھگڑا ہوا تو سب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امین قرار دے کر حکم بنایا اور معاملہ بخوبی طے ہو گیا۔
8- بعثت	40سال 11دن کی عمر میں۔ 9 ربیع الاوّل 41 سال میلاد بمطابق 12 فروری' 610ء بروز دوشنبہ
9- فرضیت نماز' فجر وعصر کی دو دو رکعتیں	9 ربیع الاول (بعثت کے دن)
10- آغاز نزول وحی	18 رمضان 1 سال بعثت بروز جمعہ بوقت شب' بمطابق 17اگست 610ء
11- معراج	27 رجب 50 میلاد یعنی 10 بعثت بروز دوشنبہ (شب)
12- ہجرت مدینہ	1- مکّہ سے غار ثور 27 صفر (شب) 53 میلاد یعنی 13 بعثت 2- غار ثور سے روانگی یکم ربیع الاوّل بروز دوشنبہ بمطابق 16 ستمبر 622ء 3- قبا میں ورود 8 ربیع الاول 53 میلاد 13 بعثت بمطابق 23 ستمبر 622ء بروز 2 شنبہ 4- قبا سے مدینہ 12 ربیع الاوّل 1ھ کو روانگی' مدینہ میں داخلہ 12 ربیع الاول 1ھ 14 بعثت بروز جمعہ

(واضح رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس واقعہ کے وقت (ہجرت کے وقت) ربیع الاول میں 53 سال پوری ہوئی اور سال 54 شروع ہوا۔ اسی طرح

تیرھواں سال بعثت تکمیل پا کر چودھویں کا آغاز کیا۔
جمعہ بنو سالم کی بستی میں ادا کیا گیا (12 ربیع الاول 1ھ)
ایک قوی روایت یہ بھی ہے کہ قبا میں 14 دن قیام رہا۔ اور بعض روایات میں مدینہ پہنچنے کی تاریخ 22 ربیع الاول آتی ہے۔

14- فرمان جہاد (عملی کارروائی کرنے کی اجازت)	12 صفر 2ھ یا ہجرت کے ایک سال دو ماہ اور ایک دن بعد۔
15- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوّلین فوجی و سیاسی سفر (یعنی غزوہ ودّان)	صفر 2ھ
16- اذان کا آغاز	2ھ
17- معرکہ بدر (پہلی باقاعدہ جنگ)	چہار شنبہ یا 12 رمضان 2ھ بروز جمعہ
مدینہ سے روانگی، معرکۂ کارزار	20 رمضان 2ھ بروز جمعہ
18- معاہدہ حدیبیہ	ذی قعدہ 6ھ
19- بین الاقوامی دعوتِ اسلام کا آغاز (یعنی سلاطین کے نام خطوط)	یکم محرم 7ھ بروز چہار شنبہ
20- فتح مکہ	(1) مدینہ سے روانگی 10 رمضان 8ھ بروز چہار شنبہ (2) مکہ میں فاتحانہ داخلہ 20 رمضان 8ھ
21- حجتہ الوداع	مدینہ سے روانگی 26 ذی قعدہ 10ھ بروز شنبہ مکہ سے واپسی (حج کے بعد) 13 اور 14 ذی الحجہ کی درمیانی شب
22- وصال	12 ربیع الاوّل 11ھ دوشنبہ بوقت چاشت
23- تدفین	13 اور 14 ربیع الاوّل 11ھ کی درمیانی شب بروز چہار شنبہ۔

حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں قبر مبارک بنی۔ بحوالہ محسن انسانیت صفحہ 603-620

حضور نبی اکرم ﷺ کے مکتوبات کے اجزائے ترکیبی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو جو تبلیغی خطوط لکھے تھے۔ وہ سب رق پر لکھے گئے تھے۔ رق ایک خاص قسم کی باریک جھلّی کو کہتے ہیں جو کاغذ کی ایجاد سے پہلے لکھنے کے لیے چمڑے سے تیار کی جاتی تھی۔ رقّ تیار کرنے کا طریقہ یہ تھا۔ کہ بھیڑ، بکری یا بچھڑے کی کھال کو لے کر اسے چُونے میں ڈال دیتے تھے۔ اس عمل سے کھال پر سے بال اُتر جاتے تھے۔ پھر اُسے خشک کر کے اس پر کھریا مٹّی ملتے تھے اور پتھر سے رگڑ کر اس کی سطح کو صاف اور ہموار بنا لیتے تھے۔ قدیم زمانے میں توراۃ اور انجیل وغیرہ جیسی کتابیں رقّ پر لکھی جاتی تھیں۔

1- شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

2- بحیثیت مُرسل (خط بھیجنے والا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی مع ضروری صفات

3- مکتوب الیہ (جس کو خط بھیجا جائے) کا نام مع لقب

4- امن وسلامتی کا مفہوم ادا کرنے والا فقرہ

5- نامہ مبارک کا مضمون، مختصر، پُرزور اور شُستہ الفاظ میں۔

6- آخر میں مُہر رسالت

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر) یہ چاندی کی انگوٹھی تھی۔ اس میں مندرجہ ذیل الفاظ نقش تھے۔

اللہ
رسول
محمد

Marfat.com

یہ انگوٹھی یعلی بن اُمیہ صحابی نے تیار کی تھی۔ یہ سنار تھے۔

صحابہ کرامؓ نے اور بالخصوص حضرت سلمان فارسیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ جب تک مکتوب گرامی پر مُہر نہ لگائی جائے گی' ان مکتوبات گرامی کو سرکاری مکتوب تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی' جس کو مُہر کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

یہ انگوٹھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس پھر حضرت عمرؓ کے پاس پھر حضرت عثمانؓ کے پاس رہی۔ انہوں نے سرکاری کاغذات پر یہی مہر لگائی تھی۔ آخر میں ایک دن حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے بیئر اریس میں گر گئی۔ یہ 30ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ایک دوسری ایسی ہی انگوٹھی بنا کر اس سے کام لیا جاتا رہا۔ جو آج کل ترکی کے عجائب خانہ "توپ کاپی" میں موجود ہے۔

نجاشی شاہ حبشہ کے سوانح حیات

حبش عرب کے جنوب میں مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ یونانی زبان میں اسے ایتھوپیا کہا جاتا ہے۔ دنیا کے موجودہ نقشے میں اسے اے-بی-سینیا کا نام دیا گیا ہے۔ حبشی زبان میں بادشاہ کو نجوس کہتے ہیں۔ نجاشی اس لفظ کا عربی ترجمہ ہے۔ صحابہ کرامؓ ہجرت کر کے اسی ملک میں گئے تھے۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حبش پر اصحمہ نامی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ یہ خاندان پہلے بُت پرست تھا۔ پھر رومی شہنشاہیت نے مصر کے بشپ (عیسائی مذہبی رہنما) کو یہاں بھیجا جس کی تبلیغ سے رفتہ رفتہ سارا ملک عیسائی ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مہاجرین کا پہلا گروہ رجب 45 میلاد یعنی 5 بعثت میں یہاں پہنچا تھا۔ اس قافلے کے سردار حضرت عثمانؓ تھے۔ دوسرے قافلے میں حضرت جعفر طیارؓ بھی شامل تھے۔ بنو ہاشم میں سے یہ پہلے نوجوان تھے جو اسلام میں داخل ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ شاہ حبش کے نام ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا تھا۔ مکتوبات نبویؐ میں غالباً یہ سب سے پہلا نامہ مبارک ہے۔

حضرت جعفرؓ کی تبلیغ سے نجاشی خود اسلام سے متاثر ہوا اور بعد میں رفتہ رفتہ سارا

ملک اسلام کی آغوش میں آگیا۔ اصحمہ نجاشی جب فوت ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ اس کا انتقال رجب 9 ہجری (630ء) میں ہوا تھا۔

محرم 7ھ یعنی 629 میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دوسرے بادشاہوں کو مکتوبات گرامی بھجوائے' تو نجاشی شاہ حبشہ کے نام بھی ایک نامہ مبارک بھجوایا' جس کے قاصد حضرت عمرو بن امیہ الضمری تھے' جنہوں نے مکتوبات گرامی پیش کرتے ہوئے نجاشی کے دربار میں ایک ایسی پر اثر تقریر کی جس نے نجاشی کے دل میں اسلام کی شمع روشن کر دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

نجاشی شاہ حبشہ کے نام پہلا مکتوب گرامی

1- مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے...... نجاشی شاہ حبش کے نام۔

میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں' جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو تمام کائنات کا حاکم ہے' پاک ہے' امان دینے والا ہے اور سلامت رکھنے والا ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی رُوح اور اس کا حکم ہیں۔ جن کو پاک اور بُرائی سے محفوظ مریم بتول کی طرف ڈالا گیا اور عیسیٰ بطن مریم سے جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ نے ان کو اپنی روح اور دم سے اسی طرح پیدا کیا' جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا۔

میں آپ کو اس خدائے واحد کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں' اس پر ایمان لائیے۔ خدا کی فرمانبرداری میں میرا ساتھ دیجئے۔ میری پیروی اختیار کیجئے اور میری رسالت کو تسلیم کر لیجئے' کیونکہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔

میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ آپ کو پہنچا دینے میں خیر خواہی کی

Marfat.com

ہے۔ میری ہمدردانہ نصیحت کو قبول کرنا آپ کا کام ہے۔ میں آپ کی رعایا کو بھی یہی دعوت دیتا ہوں۔

میں اپنے چچازاد بھائی جعفرؓ کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو حکومت کے غرور و تکبّر کو ترک کر کے ان کے ساتھ تواضع سے پیش آیئے۔

اس پر سلامتی ہو' جس نے راہ راست کی پیروی کی۔

مکتوب الیہ	نجاشی شاہ حبشہ
کاتب	حضرت ابو بکر صدیقؓ
قاصد	نامعلوم
وجہ تحریر	دعوت اسلام
ردّعمل	خاموشی

کاتب کی زندگی کے متعلق چند اشارے

نام	عبداللہ
کنیت	ابو بکرؓ
لقب	صدیق اور عتیق
والد بزرگوار	عثمان اور کنیت ابو قحافہ
والدہ کا نام	سلمٰی اور ام الخیر کنیت
اسلام	سب سے پہلے مسلمان
ہجرت مدینہ	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ مکرمہ سے غار ثور تک 27 صفر (شب) 53 میلاد 14 بعثت غار ثور سے قبا تک 8 ربیع الاول 53 میلاد' قبا سے مدینہ تک 14 بعثت بروز جمعہ
آپ کی بیٹی عائشہؓ حرم نبوت میں آئیں	شوال 1ھ میں۔
معرکہ بدر میں روانگی اور واپسی مدینہ منورہ	8 رمضان 2ھ اور واپسی 20 رمضان 2ھ
امارت حج	9ھ

خلافت	12 ربیع الاول 11ھ
خلافت کے مشہور واقعات	اسامہؓ بن زیدؓ والی مہم کی روانگی مدعیان نبوت کا خاتمہ' مرتدین کی سرکوبی' منکرین زکوٰۃ کو تنبیہ' جمع و ترتیب قرآن' عراق کی مہم' شام کی فتح' نظام خلافت اور جمہوری حکومت کی بنیاد رکھی' ملکی نظم و نسق کو بہترین اصولوں پر قائم کیا' حکام کی نگرانی پر عمل کیا' اسلامی تعزیز و حدود نافذ کیے' مالی انتظامات کے ساتھ ساتھ بیت المال تعمیر کرایا' فوجی نظام میں ترتیب قائم کی' فوج کی اخلاقی ترتیب اور سامان جنگ کی فراہمی کو باقاعدہ بنایا اور فوجی چھاؤنیوں کا باقاعدہ معائنہ کرنے کا طریقہ جاری کیا' خدمت دین میں حدیث' افتا اور اشاعت اسلام پر خصوصی توجہ دی۔
بیماری میں خلافت کے لیے نامزدگی	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا۔
وصال	اواخر جمادی الاوّل 13ھ بروز دوشنبہ
عمر	تریسٹھ سال (63سال)
تدفین	حجرۂ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے دفن تھے۔
نماز جنازہ	حضرت عمر فاروقؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مکتوبات گرامی جو اس وقت بھی اپنی اصلی حالت میں دنیا میں موجود ہیں۔ یہ سب خطوط رقّ پر لکھے گئے ہیں۔

1- حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام۔

2- مصر میں رومی سلطنت کے نائب السلطنت مقوقس کے نام۔

Marfat.com

3- بحرین کے ایرانی گورنر منذر کے نام
4- ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے نام
5- قیصر روم کے نام۔

ہجرت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب کے سلاطین اور ملحقہ علاقوں کے فرمانرواؤں کے پاس دعوت نامے (تبلیغ اسلام کے لیے) ارسال فرمائے تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت نامے ارسال کیے تھے وہ یہ ہیں۔

1- بحرین‘ عمان اور یمن کے سلاطین اور یہ سب بادشاہ فارس کے زیر اثر تھے۔
2- بلقاء اور حوران کے غسّانی بادشاہ اور یہ سب بازنطینی شہنشاہیت کے تابع فرمان تھے۔
3- ہر قل بازنطینی شہنشاہیت کا حکمران تھا اور شام پر اس کی حکومت تھی اور مقوقس بازنطینی شہنشاہیت کی طرف سے مصر کا حکمران تھا۔ نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا اور کسریٰ فارس پر بادشاہی کر رہا تھا۔ عراق بھی اس کے تابع تھا۔

Marfat.com

نجاشی شاہ حبشہ کے نام دوسرا مکتوب گرامی

مکتوب گرامی

خدائے رحمان و رحیم کے نام
محمد رسول اللہ کی جانب سے
حبش کے بادشاہ نجاشی کے نام!
اس پر سلامتی ہو جو راہ راست اختیار کرے۔
میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو معبودیت میں یکتا ہے
کل کائنات کا مالک ہے‘ برگزیدہ ہے
امن اور سلامتی کی پناہ گاہ صرف اسی کی ذات ہے
اور اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ

۵۵۵۹۵

ہیں، جس کو اس نے مریم بتول پاک دامن پر القاء کیا کہ وہ خدا کے نبی عیسیٰ کی والدہ بنیں۔ پس اللہ ہی نے ان کو اپنی روح سے پیدا کیا اور اس کو حضرت مریم علیہ السلام میں پھونک دیا جیسا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔

اب میں آپ کو خدائے واحد لاشریک لہٗ کی اطاعت و مودّت اور محبت کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ کو میری پیروی اختیار کرنی چاہیے اور خدا کا جو پیغام میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لانا چاہیے۔

میں آپ کو اور آپ کے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں۔

پس میں نے تبلیغ اور نصیحت کا فریضہ ادا کر دیا ہے۔

آپ کو چاہیے کہ اسے قبول کریں۔

پیروانِ ہدایت پر سلام ہو۔

اللہ

رسول

محمد

مکتوب الیہ	اصحمہ نجاشی شاہ حبشہ
کاتب	حضرت ابو بکر صدیقؓ
قاصد	حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری
وجہ تحریر	دعوت اسلام
زمانۂ تحریر	محرم 7 ہجری (629ء)
ردّ عمل	شاہ حبش کے دربار میں پہنچ کر مکتوب گرامی پیش کرتے ہوئے قاصد حضرت عمرو بن امیہ الضمری نے مندرجہ ذیل اثر انگیز تقریر کی:

"شاہ ذی جاہ! میرے ذمے حق کی تبلیغ ہے اور آپ کے ذمے حق کی سماعت۔ کچھ عرصے سے ہم پر آپ کی شفقت و محبت کا یہ حال ہے کہ گویا ہم اور آپ ایک ہی ہیں۔ ہمیں آپ کی ذات پر اس قدر اطمینان ہے کہ ہم آپ کو کسی طرح اپنی جماعت سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ہماری طرف سے آپ پر حجّت قطعی ہے، جس قدرت کے کرشمہ ساز ہاتھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر والدین کے پیدا کر دیا۔ اس

Marfat.com

نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے بطن مادر سے پیدا کیا ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان انجیل سب سے بڑی شہادت ہے اس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خیر و برکت کا ورود اور فضیلت و بزرگی کا حصول ہے۔

شاہِ عالی جاہ! اگر آپ نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کیا تو اس نبی امی کا انکار آپ کے لیے اسی طرح وبال جان ہو گا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار یہود کے حق میں وبال جان ثابت ہوا۔

میری طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بعض دیگر اشخاص مختلف بادشاہوں کے پاس دعوتِ اسلام کیلئے قاصد بنا کر بھیجے گئے ہیں مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امید آپ کی ذات سے وابستہ ہے کہ آپ اپنے اور خدا کے درمیان اپنی گزشتہ نیکی اور آئندہ کے اجر و ثواب کا خیال رکھیں گے۔"

ردِّعمل

قاصد نبوّت کی اس پُر اثر تقریر نے اس کے سینے میں شمع ایمان روشن کر دی اور سفیر رسالت ﷺ سے مخاطب ہو کر بولا:

"عمرو...... بخدا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وہی برگزیدہ پیغمبر ہیں، جن کی آمد کا ہم اور یہود انتظار کر رہے ہیں۔ بے شک جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی تھی، ٹھیک اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے۔ دونوں میں سرِمُو فرق نہیں ہے۔ اس بارے میں خبر اور مشاہدہ دونوں برابر ہیں۔ مگر اہل حبش میں میرے حامی و مددگار بہت کم ہیں، اس لیے تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنی قوم میں کافی مددگار پیدا کر لوں اور اہلِ حبش کے اسلام قبول کرنے کے لیے زمین ہموار ہو جائے۔"

یہ کہہ کر نجاشی تختِ شاہی سے نیچے اتر آیا۔ نامہ مبارک کو ہاتھ میں لے کر تعظیماً آنکھوں سے لگایا اور ترجمان بلوا کر پڑھنے کا حکم دیا۔ (مکتوب گرامی ہم اوپر درج کر چکے ہیں) نجاشی فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتا جاتا تھا اور متاثر ہوتا جاتا تھا...... جوں ہی مضمون ختم ہوا۔ فرط شوق میں نامۂ مبارک کو بوسہ دے کر سر پر رکھ لیا اور جواب میں حسب ذیل معروضہ لکھا:

Marfat.com

نجاشی کی طرف سے مکتوب گرامی کا جواب

”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
اصحمہ نجاشی کی جانب سے
السلام علیک یا نبی اللہ
آپ پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو

وہ خدا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی ہے جس نے اسلام کا راستہ دکھایا اور میری راہ نمائی کی۔

بعد ازاں اے خدا کے نبی ﷺ، آپ کے مکتوب گرامی کی زیارت کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ آپؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے، میں زمین و آسمان کے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

ہم نے ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے جو آپ ﷺ نے ہم تک پہنچائیں۔ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی اور ان کے رفقاء ہمارے مُقرّب ہیں۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ خدا کے سچے رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے چچیرے بھائی کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے بیعت کر لی ہے اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ہوں۔

اے اللہ کے نبی ﷺ، میں آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے اُرحا کو بھیجتا ہوں۔ اگر آپ ﷺ کا حکم ہو گا تو میں خود بھی حاضر ہو جاؤں گا۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

حضرت عمروؓ نجاشی کا یہ خط لے کر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور تمام واقعات بیان کیے۔

نجاشی نے احتیاط کے ساتھ یہ فرمان رسالتؐ ہاتھی دانت کے ایک ڈبے میں رکھوا دیا۔ (واضح رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ بعد حضرت عمرو بن امیہ الضمری کے ہاتھ ایک اور یعنی تیسرا مکتوب گرامی بھی بھیجا تھا جس میں نجاشی کے قبول اسلام پر اظہار مُسرت کیا گیا تھا۔ اس کی عبارت مندرجہ ذیل تھی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

آپ کے اوپر سلامتی ہو۔ آپ نے ہمارے ساتھ حسن سلوک برتا۔ ہمیں آپ

Marfat.com

کے اوپر پورا اعتماد ہے۔ ہم نے آپ سے جس چیز کی امید کی وہ پوری ہوئی اور جس بات کا خوف کیا اس سے مامون و محفوظ رہے۔ وباللّٰہ التّوفیق

اللّٰہ

رسول

محمد

اس نامہ مبارک کی تحریر کا شرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا۔

نجاشی نے یہ دونوں مکتوبات گرامی ہاتھی دانت کے ایک ڈبے میں رکھوا دیئے اور کہا کہ جب تک یہ دونوں فرمان موجود ہیں' مجھے یقین ہے کہ اہلِ حبش مامون و محفوظ رہیں گے۔

نجاشی نے حضرت عمروؓ سے کہا تھا کہ اہلِ حبش میں میرے حامی و مددگار بہت کم ہیں اس لیے مجھے مہلت دی جائے کہ میں اپنے مددگار پیدا کرلوں مگر نجاشی کو اس کا موقع نہ مل سکا اور رجب 9ھ (630ء) میں ان کا انتقال ہو گیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

قاصد	حضرت عمروؓ بن اُمیّہ الضمری
نسب	عمرو بن امیہ بن خویلد بن عبداللہ بنو ضمرہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔
اسلام	3ھ کے آخر میں یا 4ھ کے شروع میں اسلام قبول کیا۔

واقعات زندگی

-1 آپ بیرِ معونہ کے حادثے میں بچ گئے تھے' جہاں آپ مُبلغین کی ایک جماعت کے ساتھ گئے تھے۔

-2 آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خبیبؓ کی لاش مکّہ سے لانے کے لیے بھیجا تھا جبکہ کافروں نے حضرت خبیبؓ کو سُولی پر چڑھا دیا تھا...... آپ رات کو وہاں پہنچے اور سولی پر سے حضرت خبیبؓ کی لاش کو رسہ کاٹ کر زمین پر گرا دیا لیکن جب خود سُولی والے درخت سے اُتر کر نیچے آئے تو لاش غائب تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے زمین نگل گئی ہے۔

Marfat.com

3- ان ہی کے ذریعے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہؓ (جو اس وقت حبشہ میں تھیں) سے نجاشی کی معرفت نکاح کا پیغام دیا تھا۔

مسند احمد بن حنبل اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت عمروؓ بن امیہ کے حبش پہنچنے پر نجاشی نے اپنی لونڈی ابراہہ کے ذریعے حضرت ام حبیبہؓ کے پاس سرور عالم ﷺ کا پیام پہنچایا اور کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لیے لکھا ہے۔ تم اپنا کوئی وکیل مقرر کرو تاکہ یہ تقریب انجام پائے۔ حضرت ام حبیبہؓ نے خالدؓ بن سعید بن عاص کے پاس آدمی بھیج کر انہیں اپنا وکیل بنایا۔ وہ آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اور ابراہہ کو نکاح کا پیام لانے کی خوشی میں چاندی کے دو پازیب اور چاندی کی کئی انگوٹھیاں عنایت کیں۔ جب شام ہوئی تو نجاشی نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب' حضرت خالدؓ بن سعید اور حبش میں مقیم دوسرے مسلمانوں کو بلا بھیجا اور ان کے سامنے خود خطبۂ نکاح پڑھ کر حق مہر میں چار سو دینار حضرت ام حبیبہؓ کے وکیل حضرت خالدؓ بن سعید کو دیئے۔ حافظ ابن کثیرؒ کا بیان ہے کہ نکاح کے بعد نجاشی نے تمام حاضرین مجلس کو کھانا کھلا کر رخصت کیا۔

زبیرؒ بن بکار کی روایت کے مطابق نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا:

"تمام تعریف اس اللہ پاک کی ہے جو مالک ہے۔

مقدّس ہے' امن دینے والا عزیز اور جبّار ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہیں جن کی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔

امّابعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں ان کا نکاح امّ حبیبہؓ بنت ابوسفیان سے کر دوں۔ سو میں نے وہ بات جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا' منظور کر لی۔ اور میں نے ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کر دیا۔

اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل فرمائے۔

وطن (مدینہ) واپسی

حضرت عمروؓ کی اس سفارت کے بعد ہی حضرت ام حبیبہؓ اور دوسرے مسلمان حبش سے واپس آ گئے۔ قیاس یہ ہے کہ حضرت عمروؓ بن امیہ بھی انہی کے ساتھ واپس آئے۔

Marfat.com

اس وقت خیبر فتح ہو چکا تھا۔ان کی واپسی سے مسلمانوں کو دہری خوشی ہوئی۔ایک فتح خیبر کی اور دوسرے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے ملنے کی۔

وفات

60ھ میں یا اس سے کچھ پہلے مدینہ منورہ میں (امیر معاویہؓ کے آخر عہد امارت میں) وفات پائی۔

فضل و کمال

آپؓ کی سفارت حبشہ آپؓ کی جلالت قدر پر بین دلیل ہے۔ یہ کوئی معمولی سفارت نہیں تھی۔ اس کا ایک مقصد خود ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص ذاتی کام کی انجام دہی بھی تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے کوئی ایسا ہی شخص بھیجا جاسکتا تھا جس کی فہم و ذکا اور خلوص و دیانت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اعتماد تھا۔ یہ حضرت عمروؓ بن امیہ کی خوش بختی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ اہم ذمہ داری تفویض فرمائی۔ گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد ترین صحابہؓ میں سے ایک تھے۔

قیصر روم کے سوانح حیات

چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کی سیاسی قوتوں کے دو بڑے مرکز تھے۔ ایرانی، شہنشاہیت جو دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی۔ دوسری رومی سلطنت جو تاریخ میں روم (بازنطین) کے نام سے مشہور رہے۔ روم کا بادشاہ قیصر اور ایران کا بادشاہ کسریٰ کہلاتا تھا۔

آفتاب نبوت کے طلوع پر چند سال گزرے تھے کہ 613ء میں خسرو پرویز شہنشاہ ایران رومی سلطنت پر زبردست حملہ کر کے عراق، شام اور مصر کو فتح کرنے کے بعد ایشیائے کوچک میں داخل ہو گیا۔ ہرقل اس حملے کو نہ روک سکا، حتیٰ کہ اس کے دارالخلافہ قسطنطنیہ کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی۔ عیسائیوں کے گرجے گرائے گئے اور ان کی جگہ آتش کدہ بنائے گئے کیونکہ ایرانی آتش پرست تھے۔ صلیب کی لکڑی کو بیت المقدس سے نکال کر ایران کے پایۂ تخت مدائن میں پہنچا دیا گیا۔ غرض رومیوں کی شکست ایسی زبردست تھی کہ مستقبل قریب

میں ان کے سنبھلنے کی کوئی امید نہ رہی تھی۔

624ء میں ہرقل نے ایران کا مقابلہ کرنے کے لیے زبردست تیاری کی۔ گبن لکھتا ہے کہ وہی ہرقل جس کی ہمت پست ہو چکی تھی اور جس کا دماغ اس سے پہلے کچھ کام نہیں کرتا تھا' اب اس نے ایک نہایت کامیاب منصوبہ بنایا۔ 624ء میں جب ہرقل (روم کا بادشاہ) اپنی فوجیں لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تو لوگوں نے سمجھا کہ دنیا رومن امپائر کا آخری لشکر دیکھ رہی ہے لیکن ہرقل نے اپنی فوجیں بحر اسود کے راستے سے گزار کر آرمینیہ میں اتار دیں اور وہاں سے ایران پر ایک بھرپور حملہ کیا۔ ایرانی اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا گئے اور ان کے قدم اکھڑ گئے۔ ہرقل نے دوسرے سال آذر بائی جان میں گھس کر ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدے کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

قیصر روم ایران پر اس قدر شاندار فتح کی خوشی میں اپنے پایہ تخت قسطنطنیہ سے پاپیادہ زیارت کے لیے بیت المقدس (یروشلم) آیا۔ اس کی شان و شوکت کا یہ عالم تھا کہ راستے میں جہاں قدم رکھتا زمین پر فرش اور فرش پر پھول بچھائے جاتے تھے۔

قرآن مجید سورہ روم کی آیت نمبر 6 میں اس بات کی پیش گوئی کی گئی ہے کہ دس سال کے اندر اندر رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے اور ساتھ ہی یہ پیش گوئی بھی کی کہ خود مسلمانوں کو بھی اس وقت خدا کی مدد سے خوش نصیبی ہوگی۔ یہ پیش گوئی اس وقت کی گئی تھی جب قریش نے مسلمانوں کا مکمل بائیکاٹ کیا ہوا تھا اور وہ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تھے۔

اس مقررہ میعاد کے اندر اندر رومی بھی ایران پر غالب آگئے اور مسلمانوں نے بھی غزوۂ بدر میں قریش کو زبردست شکست دے کر ان کا غرور توڑ دیا۔

قیصر روم کے نام مکتوب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے

ہرقل قیصر روم کے نام

Marfat.com

اس پر سلامتی ہو' جس نے راہ راست اختیار کی۔

بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیجیے۔ اگر آپ نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قوم کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہو گی۔

اے اہل کتاب...... اختلاف و نزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں یکساں طور پر مُسلّم ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں۔

اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم رہنا چاہیے کہ ہم بہر حال خدا کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اللہ
رسول
محمد

مکتوب الیہ	ہرقل قیصر روم
کاتب	نامعلوم
قاصد	حضرت وحیہؓ بن خلیفہ کلبی
زمانۂ تحریر	محرم 7ھ

ردّ عمل

ہرقل قیصر روم اُن دنوں بیت المقدّس (یروشلم) میں آیا ہوا تھا۔ حضرت وحیہؓ یہ مکتوب گرامی لے کر جب وہاں پہنچے اور لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ ہرقل کے نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اسے پیش کرنے کے لیے آئے ہیں تو لوگوں نے آپؓ کو بتایا کہ جب تم قیصر کے سامنے پہنچو تو تخت شاہی کے قریب جا کر سجدہ کرنا کیونکہ دربار شاہی کا یہی دستور ہے۔

آپ (حضرت وحیہؓ) نے جواب دیا کہ: ''ہم مسلمان ہیں' ہمارا مذہب خدا کی ذات اقدس کے سوا کسی کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مجھ سے یہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔''

Marfat.com

قیصر کے سامنے جب نامہ مبارک پیش ہوا تو اس نے حکم دیا کہ "عرب کا اگر کوئی آدمی مل جائے تو اسے یہاں لایا جائے۔"

اتفاق سے بیت المقدس کے قریب غزہ میں قریش مکہ کے تاجروں کا ایک قافلہ مقیم تھا۔ امیر قافلہ ابو سفیان تھے جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔ قیصر کے آدمی جا کر قافلے کے لوگوں کو لے آئے۔ قیصر نے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ دربار منعقد کیا اور اہل عرب کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا: "تم لوگوں میں کوئی شخص اس مدعی نبوت کا رشتہ دار ہے؟"

ابو سفیان نے کہا: "میں اس کا رشتہ دار ہوں۔"

قیصر نے ان کو تخت کے قریب بلایا اور ان کے ہمراہیوں سے کہا کہ:

"تم اس شخص کے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ میں اس سے کچھ سوالات کرتا ہوں۔ اگر کسی بات میں یہ جھوٹ بولے تو تم مجھ کو اشارہ سے بتا دینا۔"

ابو سفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے ارادہ کیا کہ میں قیصر کے دل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو اہمیت نہ اختیار کرنے دوں' اس لیے میں نے قیصر سے کہا کہ:

"آپ اس کی وجہ سے کیوں خواہ مخواہ پریشان ہوتے ہیں' جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان بہت کم ہے۔" مگر میں نے دیکھا کہ میری اس بات کا قیصر پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اس کے خلاف قیصر نے کہا:

"تم صرف ان باتوں کا جواب دو' جو میں تم سے اس کے متعلق دریافت کروں۔"

میں نے کہا: "آپ دریافت فرمائیں۔"

ابو سفیان کہتے ہیں کہ: "اگر مجھے جھوٹا مشہور ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور اس موقع پر جھوٹ بولتا۔"

اسلام کے بارے میں قیصر اور ابو سفیان کا مکالمہ

قیصر: مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابو سفیان: نہایت شریف۔

قیصر: پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندان سے ہوتے ہیں تا کہ ان کی اطاعت سے کسی کو عار نہ ہو۔

Marfat.com

قیصر: کیا اس کے خاندان میں کسی اور نے بھی کبھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ یا اس میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابوسفیان: کبھی نہیں۔

قیصر: اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ اس کو بادشاہت کی ہوس ہے اور باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔
جن لوگوں نے اس کا مذہب قبول کیا ہے وہ کمزور ہیں یا صاحب اثر؟

ابوسفیان: کمزور لوگ ہیں۔

قیصر: پیغمبروں کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ اچھا اس کے پیرو بڑھتے جا رہے ہیں یا گھٹتے جا رہے ہیں؟

ابوسفیان: اس کے پیرووں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

قیصر: ایمان کی کشش کا یہی عالم ہے۔ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ کیا کچھ لوگ اس کے دین سے بیزار ہو کر اس کو چھوڑ بھی بیٹھتے ہیں؟

ابوسفیان: ابھی تک تو کسی نے ایسا نہیں کیا۔

قیصر: ایمان کی خوبی یہی ہے کہ وہ جبر و اکراہ سے نہیں بلکہ اپنی صداقت کے ساتھ دلنشین ہوتا ہے۔ ایمان کی لذت کی یہی تاثیر ہے کہ جب وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے اور روح پر اپنا اثر کر لیتی ہے تو پھر جدا نہیں ہوتی۔
"اس کے دعوئ نبوت سے قبل تم اسے سچا سمجھتے تھے یا کبھی اس کے جھوٹ کا بھی تمہیں تجربہ ہوا ہے؟"

ابوسفیان: نہیں اس نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔

قیصر: جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہ بولے، وہ خدا پر کیوں کر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ پیغمبر نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں اور نہ کسی کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیا وہ کبھی عہد و پیمان کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے؟

ابوسفیان: ابھی تک تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ لیکن جو معاہدۂ صلح ہوا ہے اس میں دیکھنا ہے کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں۔

قیصر: پیغمبر عہد شکن نہیں ہوتے۔
کبھی اس کے ساتھ تمہاری جنگ ہوئی ہے؟

ابوسفیان: جی ہاں، کئی مرتبہ ہو چکی ہے۔

Marfat.com

قیصر: جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان: کبھی وہ غالب آئے کبھی ہم۔

قیصر: خدا کے پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے لیکن آخرکار کامیاب وہی ہوتے ہیں۔ وہ تعلیم کیا دیتا ہے؟

ابوسفیان: وہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو، کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ پاک دامنی اختیار کرو۔ سچ بولو۔ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ باپ دادا کے مشرکانہ طریقے کو چھوڑ دو۔ نماز پڑھو۔

قیصر: نبی موعود کی یہی علامتیں ہمیں بتلائی گئی ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ عنقریب ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے، مگر میرا یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں ہوگا۔ اگر تم نے جھوٹ نہیں بولا تو ایک روز وہ اس جگہ کا جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں...... ضرور مالک ہو جائے گا...... اے کاش میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔

قیصر نے ابوسفیان کے ساتھ جو گفتگو کی تھی، اہل دربار اس سے سخت مشتعل تھے۔ فرمانِ رسالت ﷺ کے پڑھے جانے کے بعد اور بھی برہم ہو گئے۔ قیصر نے یہ رنگ دیکھ کر حضرت دحیہؓ سے کہا کہ: "اگر مجھے اپنے لوگوں سے اپنی جان کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے نبی کا اتباع کرتا۔ وہ بلاشبہ وہی نبی ہیں جس کے ہم منتظر تھے۔"

ہر چند قیصر کے دل میں نور اسلام جلوہ فگن ہو چکا تھا۔ مگر تخت و تاج کی محبت میں وہ روشنی بجھ کر رہ گئی۔ حضرت دحیہؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں جب سفارت کو انجام دے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو یہ تمام واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیصر نے سچ کہا ہے، واقعی اسلام کی ترقی ان ہی دو شخصوں کے ہاتھوں کمال تک پہنچے گی۔"

واضح رہے کہ حضرت دحیہؓ کا بیان ہے کہ: "جب قیصر روم نے اپنی قوم کے عمائد کو اسلام سے متنفر پایا تو مجلس برخواست کر دی اور دوسرے روز مجھے ایک عالی شان محل میں بلایا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کمرے میں چاروں طرف 313 تصویریں لگی ہوئی ہیں۔ قیصر نے مجھے مخاطب کر کے کہا:

"یہ کل تصویریں جو تم دیکھتے ہو، نبیوں اور پیغمبروں کی ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ان

Marfat.com

میں تمہارے نبی کی کون سی تصویر ہے؟"

میں نے غور سے دیکھ کر ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہے۔

قیصر نے کہا: "بے شک یہی آخری نبی کی تصویر ہے۔"

قیصر نے پھر دریافت کیا: "اس تصویر کی دائیں جانب کی تصویر کو بھی پہچان سکتے ہو یہ کس کی ہے؟" میں نے بتایا کہ "یہ نبی آخر الزماں کے ایک صحابی ابوبکر صدیقؓ کی تصویر ہے۔" قیصر نے پھر پوچھا: "اور یہ بائیں طرف کی تصویر کس کی ہے؟" میں نے کہا: "یہ ان کے دوسرے صحابی عمر فاروقؓ ہیں۔"

قیصر نے یہ سن کر کہا کہ "تورات کی پیش گوئی کے مطابق یہی وہ شخص ہیں جن کے ہاتھوں سے تمہارے دین کی ترقی اوج کمال کو پہنچے گی۔"

حضرت عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں: "مجھے قیصر نے بتایا تھا کہ یہ تصویریں ہمیں دانیال نبی کے ذریعے ملی ہیں۔"

قیصر کی آخری نصیحت

تاریخ طبری میں ہے کہ قیصر جب شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا تو اس نے ایک مرتبہ پھر اہل دربار کو سمجھایا کہ:

"تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہماری مقدس کتابوں میں موجود ہے اور ان کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ موعود جن کا ہمیں انتظار تھا' وہ یہی ہیں' اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم ان کی پیروی اختیار کرلیں...... تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ ہو جائے۔"

اہل دربار بولے: "اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں۔ حالانکہ دنیا میں ہماری سلطنت سب سے بڑی ہے اور ہم سب سے بڑی قوم ہیں...... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابلے میں یہ ذلت گوارا کرلیں۔"

قیصر نے کہا: "اگر تم اس کے لیے تیار نہیں ہو تو تمہیں عنقریب عربوں کے مقابلے میں مغلوب ہونا پڑے گا۔"

یہ کہہ کر ناراضی کے ساتھ دربار سے اٹھ کھڑا ہوا اور قسطنطنیہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے قیصر نے سرزمین شام پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈالی اور کہا:

"اے سوریہ (سرزمین شام) میں اب ہمیشہ کے لیے تجھ سے رخصت ہوتا ہوں۔" اور تاریخ گواہ ہے کہ قیصر کو پھر شام میں آنا نصیب نہ ہوا۔

قاصد' حضرت دحیہؓ بن خلیفہ کلبی

ان کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی کبھی ان کی شکل میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نہایت مخلص اور پیارے صحابی تھے۔

نسب اور اسلام

آپؓ قبیلۂ بنو کلب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ قدیم الاسلام تھے اور یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ آپؓ کب مسلمان ہوئے؟

واقعات

آپؓ کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ ہرقل کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک لے کر جانا ہے۔

آپؓ نے غزوۂ خیبر میں شامل ہو کر دادِ شجاعت دی...... آپؓ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت تک زندہ تھے' اس کے بعد فوت ہوئے لیکن ان کے سال وفات کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ ان سے ایک حدیث بھی مروی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قباطی چادریں آئیں (قباطی سفید رنگ کی بہترین قسم کی چادریں ہوتی تھیں' جو مصر سے آیا کرتی تھیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے ایک مجھے عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا: "کہ اس کے دو ٹکڑے کر لینا' ایک ٹکڑے کا تو اپنا کُرتہ بنا لینا اور دوسرا ٹکڑا اپنی بیوی کو دے دینا' وہ اس کو خمار (اوڑھنی) کے طور پر استعمال کرے گی۔"

پھر جب دحیہؓ اٹھ کر جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگا لے تاکہ دکھائی نہ دیں اس کے بال اور جسم وغیرہ۔"

کسریٰ پرویز' شاہ ایران کے سوانح حیات

ایران میں مجوسی مذہب رائج تھا اور آگ کی پرستش ہوا کرتی تھی۔ یہ عربوں کے عقائد سے بالکل مختلف اور مخالف تھا۔ اس لیے ان کو یہ بات عجیب نظر آئی کہ کوئی عرب ان کو ایسا دعوت نامہ ارسال کرے جس میں دوسرا دین ماننے کی تلقین ہو اور نہ ماننے کی صورت میں عذاب و سزا کی دھمکی دی جائے۔ یہ کسریٰ جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت نامہ ارسال فرمایا تھا' شاہان فارس میں بڑا عظیم بادشاہ تھا۔ اس کی فرماں روائی کا ڈنکا ایران و عراق' بحرین' عمان اور یمن تک بج رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سال ہجرت فرمائی' پرویز کی بادشاہت کا وہ 32واں سال تھا اور جب ہجرت کے چند سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نامہ مبارک ارسال فرمایا تو اس کی بادشاہت کے 39 سال پورے ہو چکے تھے۔

ایران کا آخری کسریٰ یزدگرد تھا جو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مارا گیا تھا اور اس کے بعد نہ کوئی دوسرا کسریٰ ہوا اور نہ ہی خاندان کی بادشاہت رہ گئی۔ اس زمانے میں مقصد زندگی صرف عیاشی تھا اور اس کو حاصل کرنے کے لیے نت نئے طریقے اور اسباب تلاش کیے جاتے تھے۔ لوگ عالی شان محلوں اور ان کے اردگرد باغات اور سونے چاندی کے برتنوں کی فکر میں رہتے تھے۔

خسرو پرویز نے دریائے دجلہ کے پار مدائن سے 60 میل دور "دست گرد" کے مقام پر ایک شاندار محل تعمیر کرایا اور مفتوحہ ممالک کے تمام خزانے وہاں جمع کر دیئے۔ مورخین کی روایت کے مطابق یہ محل اس قدر وسیع تھا کہ اس کی چھتوں کو سہارا دینے کے لیے چار ہزار ستون بنائے گئے تھے۔ ایک ہزار سنہری فانوس محل میں آویزاں تھے۔ محل کے باہر میلوں تک باغات پھیلے ہوئے تھے۔ محل کے اندر تین ہزار حسین و جمیل لونڈیاں تھیں۔ سونے' چاندی اور جواہرات کے ایک سو تہہ خانے مخصوص تھے۔ بیرونی ممالک کے سفیر اس محل اور اس کی شان و شوکت کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔

دوسرے ملکوں کی طرح فارس (ایران) کی اخلاقی حالت بھی بہت ابتر تھی۔ یزدان اور اہرمن نیکی اور بدی کے دو خدا سمجھے جاتے تھے۔ آتش پرستی ملک کا عام مذہب تھا۔ طاقتور کا کمزور پر ظلم کرنا اور زبردست کا زیردست کو کھا جانا ان کی زندگی کا وطیرہ بن چکا تھا۔

Marfat.com

خسرو پرویز بہت ہی مغرور تھا' اس نے بیت المقدس میں ایک بار ہرقل کے نام ایک خط لکھا جس کے دو جملے مندرجہ ذیل تھے:

"سب خداؤں سے بڑا خدا' تمام روئے زمین کے مالک' خسرو کی طرف سے اس کے کمینہ اور بے شعور بندے ہرقل کے نام"

اس سے آپ اس کے تکبّر کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

کسریٰ پرویز' شاہ ایران کے نام مکتوب گرامی

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کے نام

جو ہدایت کی پیروی کرے' اللہ پر اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے اس پر سلام ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا جو اکیلا لاشریک ہے کوئی معبود نہیں' اور محمد (ﷺ) اس کا بندہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہے۔ خدا نے مجھے تمام دنیا کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہر زندہ انسان کو خدا کا خوف دلاؤں۔ اسلام قبول کر لیجئے اور محفوظ ہو جایئے۔ اگر آپ نے انکار کیا تو تمام مجوس (زرتشتیوں) کا گناہ بھی آپ کے ذمے ہوگا۔

اللہ

رسول

محمد

قاصد حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی

ردّعمل

628ء میں جب حضرت عبداللہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر فارس پہنچے تو خسرو نینویٰ میں مقیم تھا اور قیصر روم سے جنگ کی تیاری کر رہا تھا۔

Marfat.com

فارس کے معمول کے مطابق بڑے جاہ و جلال اور شان و شوکت کے ساتھ خسرو تخت سلطنت پر موجود تھا کہ نقیب کی آواز پر ایک شخص دربار میں حاضر ہوا۔ یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حاضرین نے بڑی حیرت اور تعجب کے ساتھ انہیں دیکھا۔ اتنے معمولی لباس اور اس قدر سادگی اور بے باکی سے آج تک خسرو کے دربار میں کوئی نہ آیا تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن حذافہ نے نامۂ مبارک شہنشاہ فارس کے سامنے پیش کر دیا۔ خسرو پرویز نے ترجمان کو بلا کر پڑھنے کا حکم دیا اور نامۂ مبارک کے پورے مندرجات کو سننے سے پہلے ہی اس نے نامۂ مبارک کو چاک کر دیا' کیونکہ وہ اپنے آپ کو دوسرا خدا سمجھتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کو سنا تو اسے یہ سن کر آگ سی لگ گئی کہ اس سرزمین پر کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جو اس کے نام سے پہلے اپنا نام لکھنے کی جرأت کر سکے' کیونکہ فارس کے بادشاہوں کو خط لکھتے میں سب سے پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔

خسرو نے خدا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے شروع ہونے والے مکتوب گرامی کو غصے میں آکر چاک کر دیا اور نہایت غضبناک لہجے میں بولا:

"ہمارے غلام کو یہ جرأت کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھے۔ یمن کے گورنر کو حکم دیا جائے کہ اس کو پکڑ کر ہمارے دربار میں بھیج دے۔"

گمان غالب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وہ چاک شدہ مکتوب گرامی اٹھا کر اپنے پاس محفوظ کر لیا ہوگا تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور نہایت تحمل اور متانت و سنجیدگی کے ساتھ اہلِ دربار سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے اہلِ فارس' عرصہ دراز سے تمہاری زندگی ایسی جہالت سے گزر رہی ہے کہ نہ تمہارے پاس خدا کی کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی خدا کا پیغمبر تمہارے یہاں مبعوث ہوا ہے جس سلطنت پر تمہیں غرہ ہے' وہ خدا کی زمین کا بہت ہی مختصر ٹکڑا ہے' دنیا میں اس سے کہیں زیادہ بڑی بڑی حکومتیں موجود ہیں۔"

اس کے بعد بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا:

"آپ سے پہلے بہت سے بادشاہ گزرے ہیں' ان میں جس نے آخرت کو اپنا منتہائے مقصود سمجھا' وہ دنیا سے اپنا حصہ لے کر بامراد گیا اور جس نے دنیا کو مقصود بنایا' اس نے آخرت کے اجر کو ضائع کر دیا۔ افسوس کہ میں نجات و فلاح کے جس پیغام کو لے کر آپ کے

Marfat.com

پاس آیا ہوں آپ نے اسے حقارت سے دیکھا حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ پیغام ایسی جگہ سے آیا ہے جس کا خوف آپ کے دل میں موجود ہے۔ یاد رہے کہ حق کی یہ آواز آپ کی تحقیر سے دب نہیں سکتی۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حذافہ اہل فارس کو یہ تنبیہ کر کے دربار سے چلے آئے اور بارگاہ نبوتؐ میں حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کر دیا۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اسی طرح کسریٰ کی حکومت چاک ہو جائے گی۔"

چنانچہ چند ہی سال بعد عہد فاروقی میں ہزاروں برس کی اس عظیم الشان سلطنت کے پُرزے اڑ گئے۔

خسرو پرویز نے یمن کے گورنر باذان کو حکم بھیجا کہ عرب کے مدعیِ نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے دربار میں حاضر کیا جائے۔ باذان نے بابویہ اور خر خسرو نامی دو شخصوں کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر عرض کیا کہ شہنشاہ عالم نے آپ ﷺ کو بلایا ہے۔ اگر تعمیل نہ کرو گے تو وہ تمہیں اور تمہارے ملک کو تباہ کر دے گا' لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

"قضاو قدر نے تمہارے بادشاہ کی قسمت کا پانسہ الٹ دیا ہے۔ اور خسرو کو خود اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا ہے۔ تم لوگ واپس جا کر اپنے آقا کو یہ خبر پہنچا دو اور یہ بھی کہنا کہ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایۂ تخت تک پہنچ جائے گی۔"

- شیرویہ نے اپنے باپ خسرو کو 13 جمادی الاول 7ھ بمطابق 628 کی شب میں قتل کر دیا تھا۔

اپنے دونوں آدمیوں کی زبانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر اور خسرو کے قتل کی تصدیق کرنے کے بعد یمن کا گورنر باذان مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی جماعت بھی مسلمان ہو گئی۔

قاصد' حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی

آپ رضی اللہ عنہ کو ایران کی سفارت پر بھیجنا آپ رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا اعزاز ہے۔ چونکہ آپؓ اس سے پہلے بھی کئی بار ایران کا سفر کر چکے تھے۔ اسی لیے حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایرانؓ کی سفارت پر بھیجا تھا۔

سیّدنا ابو حذیفہ عبداللہؓ بن حذافہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھے۔ وہ بعثت نبوی ﷺ کی ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ 6ھ بعد بعثت حبش کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ 6ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر کسریٰ پرویز کے پاس فارس گئے تھے، جس کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔ عہد صدیقیؓ اور عہد فاروقیؓ میں آپؓ نے کئی معرکوں میں داد شجاعت دی۔

آپؓ نے مصر کی فتوحات میں حضرت عمروؓ بن العاص کے ساتھ مل کر بہت سی فتوحات میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے جن میں ''عین شمس'' کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مصر ہی میں فوت ہو گئے تھے اور وہیں آپ رضی اللہ عنہ کا مدفن ہے۔

مقوقس......نائب السلطنت کے سوانح حیات

مصر کے تاجداروں کا لقب فرعون تھا۔ بعثت نبوی ﷺ کے وقت اس ملک میں دو قومیں آباد تھیں۔ ایک قبطی جو اس ملک کے اصلی باشندے تھے۔ دوسرے رومی جنھوں نے مصر کو اپنی نو آبادی بنا رکھا تھا۔

مقوقس جس کا اصل نام جریج بن متی تھا اور بعض روایات کے مطابق بنیامین تھا، جو بازنطینی (رومی) سلطنت کی جانب سے مصر کا نائب السلطنت تھا۔ اپنے مذہب کا بہت بڑا عالم تھا۔ مصر کا مشہور تاریخی شہر اسکندریہ اس کا دارالسلطنت تھا۔

مصر عہد قدیم سے مشرق و مغرب کے مابین تجارتی، تہذیبی اور علمی روابط کا ذریعہ رہا ہے۔ مصر نے علم ہندسہ، نجوم اور دوسرے علم و فنون میں جو ترقی کی ہے وہ کبھی مٹ نہیں سکتی، مگر اخلاقی لحاظ سے روم و ایران کی طرح مصر بھی بداخلاقی کا مرکز بنا ہوا تھا۔ رومی حاکم مصری عوام کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے۔

مقوقس نے نامۂ مبارک کا احترام کیا لیکن مسلمان نہ ہوا۔ حضرت حاطبؓ نے مقوقس کے دربار میں ایک تقریر بھی کی تھی، جس سے مقوقس بہت متاثر ہوا، لیکن عمائدین سلطنت کی بغاوت کے خوف سے اس نے دعوت حق قبول نہ کی، تاہم اس نے حضور ﷺ

کے نامہ مبارک کو بڑے احترام کے ساتھ ہاتھی دانت کے ایک ڈبے میں بند کر کے اور مُہر لگا کر اپنی کنیز خاص کی حفاظت میں دے دیا۔

مقوقس نائب السلطنت کے نام مکتوب گرامی

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد خدا کے بندے اور اس کے رسولؐ کی جانب سے

مقوقس حاکم مصر کے نام!

اُس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست اختیار کی۔

بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیجئے۔ اگر آپ نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قوم کی گمراہی کی ذمے داری بھی آپ کے ہی اوپر ہوگی۔

اے اہل کتاب! اختلاف و نزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں یکساں طور پر مسلم ہے' وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا رب بنائیں۔ اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم بہر حال خدا کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اللہ

رسول

محمد

مکتوب الیہ	مقوقس حاکم مصر
کاتب	حضرت ابو بکر صدیقؓ
	(پہلے آپ کے حالات درج کیے جا چکے ہیں)
قاصد	حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ

Marfat.com

ردِّ عمل

حاطب رضی اللہ عنہ جب یہ مکتوب گرامی لے کر اسکندریہ پہنچے تو اس وقت مقوقس دریائے نیل کی سیر کر رہا تھا۔ آپ نے ایک کشتی کرایہ پر لی اور مقوقس کے قریب پہنچ گئے اور اسے مکتوب گرامی پیش کیا۔ اس نے مطالعہ کرنے کے بعد کہا:

"اگر تمہارا نبی سچا ہے تو خدا سے یہ دعا کیوں نہیں مانگتا کہ اسے وطن سے نکالنے والے مخالفین تباہ ہو جائیں۔"

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے بلا توقف جواب دیا:

"آپ کے عقیدے کے مطابق یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی اور سولی پر ہی ان کی موت واقع ہوئی۔ انہوں نے خدا سے دعا مانگ کر دشمنوں کو ہلاک کیوں نہ کرایا۔"

مقوقس یہ جواب سن کر لاجواب ہو گیا اور بولا:

"بے شک تو خود بھی دانا ہے اور جس کا تو سفیر ہے وہ بھی دانا اور حکیم ہے۔"

پھر اس نے نامۂ مبارک کو ہاتھی دانت کی دو تختیوں کے درمیان رکھ کر سرکاری خزانے میں محفوظ کر دیا اور ایک عریضہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھوا کر حضرت حاطبؓ کو دیا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ مقوقس نے بھرے دربار میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بڑی عزت سے مناسب مقام پر بٹھایا اور پھر نامۂ مبارک ان سے لے کر پڑھا۔

مقوقس نامہ مبارک کو پڑھ کر بولا:

"بے شک یہی وقت ہے کہ وہ نبی ﷺ جس کا انتظار تھا ظاہر ہو' مگر میرا خیال تھا کہ وہ شام کے ملک میں پیدا ہو گا۔ ہمیں توریت وانجیل سے اس کی یہ صفات معلوم ہوئیں کہ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائے گا' مگر ہدیہ قبول کرلے گا' غریب اور مسکین لوگ اس کے ہم جلیس ہوں گے اور اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔

اس کے بعد مقوقس نے نامہ مبارک کا حسب ذیل جواب لکھ کر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کے سپرد کیا۔

محمد بن عبداللہ کے نام' مقوقس کی طرف سے!

میں نے آپ ﷺ کا خط پڑھا اور جو کچھ آپ ﷺ نے تحریر فرمایا ہے اسے

Marfat.com

سمجھا۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ ابھی ایک نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے' لیکن میرا یہ خیال تھا کہ وہ شام میں پیدا ہوں گے۔

میں نے آپ ﷺ کے قاصد کو عزت واحترام سے رکھا ہے۔ آپ ﷺ کے لیے ہدیۃً دو لڑکیاں روانہ کر رہا ہوں۔ ہمارے یہاں یہ لڑکیاں نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ نیز آپ کے لیے کپڑے اور سواری کے لیے دُل دُل بھیج رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر سلامتی نازل فرمائے۔"

اس اعتراف اور احترام کے باوجود مقوقس اسلام کی سعادت سے محروم رہا۔ حاطبؓ ان تحائف کو لے کر بارگاہ نبوت میں پہنچے۔ آپ ﷺ نے تحائف کو قبول فرمالیا اور مقوقس کا جواب سن کر فرمایا:

"مقوقس کو سلطنت کے اقتدار نے اسلام سے محروم رکھا اور وہ یہ نہ سمجھا کہ سلطنت ناپائیدار چیز ہے۔ ماریہ اور سیرین (جو دونوں مقوقس نے ہدیہ کے طور پر بھیجی تھیں) راستے ہی میں حضرت حاطبؓ کی تعلیم اور تلقین سے مسلمان ہو چکی تھیں۔ حضرت ماریہؓ حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جبکہ سیرین حضرت حسانؓ کو عطا ہوئیں۔

یہ مکتوب گرامی موسیو بارتل می نے ترکی کے سلطان عبدالحمید خان (1255ھ 1839ء...... 1277ھ 1861ء) کو تین سو پاؤنڈ میں فروخت کر دیا تھا۔ سلطان نے اس قیمتی مکتوب گرامی کو سونے کے فریم میں لگوا کر قصر شاہی کے خزانے میں دوسرے تبرکات نبوی ﷺ کے ساتھ بحفاظت رکھوا دیا۔

مقوقس کے بھیجے ہوئے تحائف کی ایک فہرست درج ذیل ہے۔

ہدیئے

1- ماریہؓ قبطیہ جو آپ ﷺ کے حرم میں شامل ہوئیں۔
2- سیرین جو حضرت حسانؓ کو عطا ہوئیں۔
3- یعفور نامی گدھا۔
4- دُلدل نامی خچر۔
5- بیس عدد مصر کے نفیس ترین کتانی کپڑے۔
6- ایک ہزار مثقال سونا۔

Marfat.com

7- عمدہ شہد کا مشکیزہ۔

8- لکڑی کی شامی سرمے دانی۔

9- آئینہ۔

10- کنگھا۔

ان کے علاوہ ایک سو دینار اور پانچ کپڑے حضرت حاطبؓ کو دیئے۔

ترکی کا عجائب گھر

استنبول میں یہ قصر شاہی توپ کاپی کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی متعدد یادگاریں محفوظ ہیں۔ اس محل کو سلطان محمد فاتح نے فتح قسطنطنیہ کے بعد 863ھ 1458ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اسے کافی عرصہ کے بعد عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔

اس میوزیم (عجائب گھر) میں بہت سے ہال کمرے ہیں۔ ایک ہال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تلواریں چاندی کے ایک صندوق میں رکھی ہوئی ہیں۔ یہیں سونے کے دو صندوق ہیں۔ ایک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے اور دوسرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے۔ ایک دوسرے ہال میں جسے قاعۃ العرش کہتے ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مکتوب گرامی بنام مقوقس سونے کے فریم میں رکھا ہوا ہے۔ یہ ہال میوزیم کا سب سے زیادہ مقدس حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی جگہ حضور اکرم ﷺ کا موئے مبارک اور مہر مبارک ہے جو گلابی رنگ کے عقیق کو تراش کر بنائی گئی ہے۔ اس کی شکل بیضوی ہے' اس حصے میں ہر وقت سنگین پہرہ رہتا ہے۔

قاصد' حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ

آپؓ یمن کے رہنے والے تھے اور بنو لخم بن عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ نے اکیس یا بائیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا اور "السابقون الالون" کی مقدس جماعت کے رکن تھے۔ آپؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تاکہ کفار زیادہ تنگ نہ کریں۔ آپؓ بدر' احد' احزاب' خیبر' فتح مکہ' حنین' طائف اور تبوک جیسے تمام معرکوں میں شامل رہے۔

6ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو مقوقس حاکم مصر کی طرف اپنا نامہ مبارک دیکر بھیجا۔ آپؓ مقوقس کو نامہ مبارک دیکر 5 دن تک اسکندریہ میں مقیم رہے۔ پھر مقوقس کا خط اور اس کے دیئے ہوئے تحائف لیکر حضور اکرم ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو گئے۔

صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر لشکر کشی کا ارادہ کر لیا کیونکہ قریش نے یہ معاہدہ توڑ کر بنو خزاعہ پر سخت ظلم کیا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے۔ حضرت حاطبؓ نے اپنی فراست سے اندازہ کر لیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی تیاریاں یقیناً اہل مکہ کے خلاف ہیں' اس لیے حضرت حاطبؓ نے اپنے اہل و عیال کی حفاظت کی خاطر اہل مکہ کے نام ایک خط میں ان تیاریوں کی اطلاع دے دی اور مکہ جانے والی ایک عورت کے ہاتھ یہ خط بھجوا دیا' لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعۂ وحی اس بات کی اطلاع مل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ' حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت مقدادؓ بن الاسود کو حکم دیا کہ وہ اس عورت کا تعاقب کریں اور اس سے یہ خط چھین لائیں۔ ان تینوں شہسواروں نے اس عورت کو روضۂ خاخ کے مقام پر جا پکڑا اور خط چھین کر واپس آ گئے۔ یہ خط حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"حاطبؓ یہ کیا معاملہ ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ' میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمایئے۔ خدا کی قسم میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں میں نے اپنے دین کو تبدیل نہیں کیا اور نہ نفاق اور ارتداد کو اپنے دل میں جگہ دی ہے۔ میں غریب الوطن یمن کا رہنے والا ہوں' قریش کا حلیف ہوں اور قریشی نہیں ہوں۔ مکے میں میرا کوئی حامی و مددگار نہ تھا' اس لیے میں نے سوچا کہ میں اپنا کوئی حق قریش پر ثابت کر دوں تاکہ وہ میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ اسی غرض نے مجھے یہ خط لکھنے پر آمادہ کیا اور کوئی بات نہیں۔"

یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "حاطبؓ نے سچ سچ بیان کر دیا۔" حضرت عمر فاروقؓ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ ان کو جوش آ گیا اور بولے:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اگر اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں نہیں اے عمر! حاطبؓ اس غزوۂ بدر میں شریک ہو چکے ہیں جس کے شرکاء کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے دیکھا تو انہیں تمام عالم سے بہتر پایا۔ اب یہ منافق نہیں ہو سکتے۔"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

Marfat.com

آپؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں اور اس کے بعد مدینہ منورہ میں باقی زندگی نہایت خاموشی سے گزاری۔ آپؓ کا انتقال حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں 30ھ میں ہوا۔ نماز جنازہ خود امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے پڑھائی۔ وفات کے وقت آپؓ کی عمر 65 سال تھی۔

حافظ ابن عبد البرؒ کا بیان ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت حاطبؓ کو مقوقس شاہ مصر کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے سفارت کی خدمت ایسے احسن طریقے سے انجام دی کہ خلافت اسلامیہ اور حکومت مصر کے درمیان ایک دوستانہ معاہدہ طے پا گیا۔ دونوں حکومتیں کئی سال تک اس معاہدے کی پابند رہیں لیکن بعدؓ میں ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کو مصر پر حملہ کرنا پڑا۔

حارث غسّانی شاہِ دمشق کے نام مکتوب گرامی

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے...... حارث بن ابی شمر کے نام

سلام ہو اس پر جو راہِ راست کی پیروی کرے۔

اس پر ایمان لائے اور سچا جانے۔

میں آپ کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ ایک خدا پر ایمان لایئے جس کا کوئی شریک نہیں۔

آپ کا ملک آپ کے پاس باقی رہے گا۔

اللہ

رسول

محمد

قاصد حضرت شجاعؓ بن وہب الاسدی

Marfat.com

ردِّعمل

ملک شام بے شمار انبیاء علیہم السلام کی سرزمین رہا ہے۔ اس کے ساحلی علاقے کو مشرق و مغرب کے مابین سرحد کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا دارالخلافہ دمشق ہے جب حضرت شجاع ؓ دمشق پہنچے تو معلوم ہوا کہ قیصر روم بیت المقدس کی زیارت کے لیے جا رہا ہے اس لیے حارث اس کے انتظام میں مصروف ہے۔

حضرت شجاع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دمشق کے دوران قیام میں بادشاہ کے ایک درباری سے میری ملاقات ہوئی۔ اس کا نام مری تھا۔ یہ شخص رومی نسل سے تھا۔ چند روز میں میری اس سے بے تکلفی ہو گئی۔ ایک دن اس نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کیے اور حالات سن کر اس پر رقت طاری ہو گئی اور کہنے لگا:

"جو کچھ تم نے بیان کیا ہے انجیل میں یہی حالات اس آنے والے پیغمبر کے پائے جاتے ہیں' جس کا ہمیں انتظار ہے۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کے تمام احکام کی صدق دل سے تصدیق کرتا ہوں۔ مگر تم میرے قبول اسلام کا واقعہ ہرگز بیان نہ کرنا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر حارث کو یہ معلوم ہو گا تو وہ مجھے قتل کرا دے گا' حالانکہ وہ میری بہت عزت کرتا ہے اور مجھے اس کے مزاج میں بڑا دخل حاصل ہے۔"

ایک روز حارث نے بڑی شان و شوکت سے دربار کیا۔ مری نے اس سے میرا تذکرہ کیا۔ حارث نے مجھے دربار میں بلایا اور نامۂ مبارک لے کر پڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن مکتوب گرامی کو سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا:

"کس کی یہ مجال ہے کہ میرے ملک کی طرف نگاہ اٹھائے۔"

اور اسی غیظ و غضب میں فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔

حضرت شجاع رضی اللہ عنہ جب وطن واپس ہونے لگے تو مری ان کو اپنے مکان پر لے گیا اور زادراہ دے کر کہا:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا اسلام عرض کرنا۔"

حضرت شجاع ؓ نے بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مری نے جو کچھ کہا' سچ کہا' وہ مومن صادق ہے اور حارث عنقریب دیکھ لے گا کہ جس حکومت کے غرور میں اس نے خدا کے پسندیدہ مذہب کو رد کر دیا' وہ ہرگز باقی

Marfat.com

رہنے والی نہیں ہے۔" —

حارث نے جو فوج تیار کی تھی اس نے فتح مکہ کے بعد 9ھ 630ء میں قیصر روم کی قیادت میں اسلام سے جنگ کا آغاز کر دیا مگر آخر کار 14ھ 635ء میں شام سے غسانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

قاصد' حضرت شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب الاسدی

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں میں سے تھے' آپؓ کا تعلق بنواسد بن خزیمہ سے تھا۔ آپؓ ابھی نوجوان ہی تھے کہ اسلام کی آواز کان میں پڑی تو آپؓ نے جلد ہی اسلام قبول کر لیا اور جب کفار کے ظلم و ستم ناقابلِ برداشت ہو گئے تو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر یہ افواہ سنی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں تو آپؓ حبشہ سے واپس آ گئے' مگر یہ افواہ غلط نکلی اور آپؓ پھر قریش کے مظالم کی چکی میں پسنے لگی۔ آخر میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

آپؓ نے تقریباً تمام غزوات میں بھرپور حصہ لیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو ربیع الاوّل 8ھ میں بنوعامر کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ آپؓ کے ساتھ چوبیس مجاہد تھے۔ آپؓ دن کو چھپ رہتے اور رات کو سفر کرتے۔ اس طرح دشمنوں پر اچانک حملہ کر دیا اور وہ بدحواسی کے عالم میں سب کچھ چھوڑ گئے' چنانچہ مال غنیمت میں دوسرے مال و اسباب کے ساتھ اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کی بہت بڑی تعداد آپؓ کے ہاتھ آئی۔ جب یہ مدینہ میں پہنچ کر تقسیم ہوئے تو ہر مجاہد کے حصے میں پندرہ پندرہ اونٹ آئے۔

6ھ میں آپؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف مکتوب گرامی دے کر بھیجا' مگر وہ شخص مسلمان نہ ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں آپؓ یمامہ کی لڑائی میں مسیلمہ کذاب کے خلاف دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس وقت آپؓ کی عمر چالیس سال سے کچھ اوپر تھی۔

Marfat.com

حضرت معاذؓ بن جبل کے نام، مکتوب گرامی

آپ حضرت معاذؓ انصاری تھے، ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ منورہ میں حضرت مصعبؓ بن عمیر کی تبلیغ اسلام سے متاثر ہو کر اسلام لے آئے۔ اس وقت آپؓ کی عمر 18 سال تھی۔ آپؓ جلیل القدر صحابہؓ میں سے تھے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے 11ھ 632ء میں ان کو یمن کے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے مامور فرمایا۔ (جبکہ دوسری روایات کے مطابق یمن کا گورنر بنا کر روانہ کیا تھا)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ان کے فرزند کا انتقال ہو گیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو تعزیتی نامہ ارسال فرمایا، جس میں مصائب پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی جانب سے..... معاذؓ بن جبل کے نام

السلام علیک! میں خدائے واحد کی حمد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہارا اجر بڑھائے اور تمہارے غمگین دل کو صبر عطا فرمائے اور شکر الٰہی کی توفیق بخشے۔

حقیقت میں ہماری جانیں، ہمارے اہل و عیال اور ہمارے اموال اللہ کے عطیات میں سے مستعار امانتیں ہیں۔ جب تک چاہتا ہے اپنے بندے کو اس سے بہرہ مند فرماتا ہے اور جب وقت مقررہ آ جاتا ہے تو واپس لے لیتا ہے۔

بندے کا فرض ہے کہ اللہ جب کوئی نعمت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرے اور جب وہ نعمت واپس لے لی جائے تو صبر کرنا چاہیے۔

تمہارا فرزند اللہ کی ایک اچھی امانت تھا۔ اس نے جب تک چاہا، اجر عظیم کے عوض میں تم سے لے لیا۔ بشرطیکہ تم اللہ کی رضا پر صبر اختیار کرو۔

اے معاذؓ! اگر تم نے بے صبری اختیار کی تو تم اللہ کے یہاں اپنے اجر و ثواب کو ضائع کر دو گے۔ اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اس صدمے پر تمہیں کس قدر اجر و ثواب اللہ کے ہاں دیا گیا ہے تو یہ صدمہ تمہاری نظر میں حقیر بن جائے گا۔

Marfat.com

مصیبت اور تکلیف پر صبر کرنے والوں سے اللہ نے جو وعدہ کیا ہے' بلا شبہ آخرت میں تم اسے پورا پورا پاؤ گے۔ اللہ کے وعدے سے تمہارا غم ہلکا ہو جانا چاہیے۔ جو ہونے والا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے۔

والسلام
اللہ
رسول
محمد

حضرت معاذؓ بن جبل انصاری

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؓ سے اس قدر محبت تھی کہ بسا اوقات ان کو اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھاتے اور اسرار و حکم کی تلقین فرماتے تھے۔ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زبان کو روکو۔" (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑ کر یہ فرمایا)

حضرت معاذؓ نے سوال کیا: "کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس پر بھی مواخذہ ہوگا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہت سے لوگ صرف اس کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔" ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو دس باتوں کی وصیت کی۔

1- شرک نہ کرنا' خواہ تم کو کوئی اس کے عوض قتل کر دے یا جلا دے۔
2- والدین کو گزند نہ پہنچانا (تکلیف نہ دینا) خواہ تم کو وہ تمہارے بال بچوں اور مال سے علیحدہ کر دیں۔
3- فرض نماز قصداً (جان بوجھ کر) کبھی ترک نہ کرنا' کیونکہ جو شخص قصداً نماز چھوڑتا ہے خدا اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔
4- شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام فواحش کی بنیاد ہے۔
5- معصیت (گناہ) میں مبتلا نہ ہونا کیونکہ مبتلائے معصیت پر خدا کا غصہ حلال ہو جاتا ہے۔
6- لڑائی سے نہ بھاگنا اگرچہ تمام لشکر خاک و خون میں لوٹ ہو چکا ہو۔
7- موت عام ہو (بیماری آئے) تو ثابت قدم رہنا۔
8- اپنی اولاد کے ساتھ (اچھا) سلوک کرنا۔

Marfat.com

9- ان کو ہمیشہ ادب سکھانا۔

10- اور انہیں خدا سے خوف دلانا۔

آپؓ نے جنگ بدر میں حصہ لیا جبکہ آپؓ کی عمر 21 سال تھی۔ اس کے بعد تمام جنگوں میں حصہ لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے کہا قرآن مجید سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اگر اس میں نہ ملے؟ کہا' سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا' اس میں بھی نہ ہو تو؟ کہا' مَیں خود اجتہاد کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا' خدا کا شکر ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول (پیغام پہنچانے والا) کو اس چیز کی توفیق دی' جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے اور اہلِ یمن کے نام رقعہ لکھوایا' جس میں حضرت معاذؓ کے مرتبہ کی طرف ان الفاظ میں اشارہ تھا۔

"میں اپنے لوگوں میں سے بہترین کو تمہارے لیے بھیجتا ہوں۔"

جب حضرت معاذؓ اونٹ پر سوار ہو کر یمن کی طرف روانہ ہوئے تو سرور عالم ﷺ خود پیادہ پا اونٹ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور باہم گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ جب وداع کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شاید اب تم سے ملاقات نہ ہو' اب مدینہ واپس آؤ گے تو میری بجائے میری قبر ملے گی۔" یہ سن کر حضرت معاذؓ زار و زار رونے لگے' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روؤ نہ' رونا شیطان کی حرکت ہے۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا کی' خدا تم کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے۔

آپؓ سب صحابہ کرامؓ میں زیادہ خوبصورت تھے اور آپؓ کے دانتوں سے چمک نکلتی تھی۔ آواز بہت پیاری اور گفتگو نہایت شیریں تھی۔

آپؓ کی وفات 18ھ میں ہوئی' اس وقت آپؓ کی عمر 36 سال تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن' حدیث اور فقہ میں کمال حاصل تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے صحابہ میں حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم معاذؓ بن جبلؓ ہیں۔"

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: "اگر معاذؓ نہ ہوں تو عمر ہلاک ہو جائے۔"

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ: "جسے فقہ سیکھنا ہو' وہ معاذؓ کے پاس جائے۔"

آپؓ کو ایسے مواقع کی تلاش رہتی تھی' جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

سوال کیا جائے۔ ان کی اشاعت اسلام کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ فلسطین، دمشق اور حمص تک میں ان کے حلقہ درس قائم تھے اور خود آپؓ نے ان مقامات پر جا کر درس دیا تھا۔

ابو ادریس خولانی ایک مرتبہ جامع دمشق میں گئے تو دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان بیٹھا ہے اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ جب کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ ان کو تسلی بخش جواب دیتا ہے۔ انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: "حضرت معاذؓ بن جبل۔"

ہوذہ بن علی گورنر یمامہ کے نام، مکتوب گرامی

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے رسول محمد کی جانب سے...... ہوذہ بن علی کے نام

جو ہدایت کا اتباع کرے اس پر سلامتی ہو۔

آپ کو واضح ہو کہ میرا یہ دین تمام عرب و عجم کی حدود تک پہنچ کر رہے گا اور غالب آئے گا۔ پس آپ کو اسلام قبول کر لینا چاہیے کہ اسی میں سلامتی ہے۔

مجھے آپ کے ملک سے کوئی سروکار نہیں ہے، وہ بدستور آپ ہی کے قبضے میں رہے گا۔

اللہ

رسول

محمد

قاصد حضرت سلیطؓ بن قیس الانصاری

ردّ عمل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عرب پانچ صوبوں میں منقسم تھا۔ تہامہ، حجاز، یمن، نجد اور عروض۔ عروض میں یمامہ، عمان اور بحرین کی ریاستیں واقع تھیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ہجرت سے قبل صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ یمامہ یا ہجر کی طرف

ہجرت کی جائے۔ قریش کی ضروریات کے لیے غلّہ یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کا علاقہ اگرچہ عرب کا حصہ تھا' مگر فارس کے زیرِاقتدار تھا۔ فارس کی طرف سے اس علاقے پر ہوذہ بن علی (جو عربی النسل تھا) یہاں کا گورنر تھا۔

ہوذہ کے نام فرمان رسالت ﷺ کی سفارت کا شرف حضرت سلیطؓ بن قیس الانصاری کو بخشا گیا۔ انہوں نے گورنر یمامہ کے دربار میں پہنچ کر نامۂ مبارک پیش کر دیا۔ ہوذہ نے مکتوب گرامی کو پڑھ کر حضرت سلیطؓ سے کہا:

''میں ابھی سوچ رہا ہوں اور ان امور پر غور کر رہا ہوں' تم ابھی ٹھہرو تاکہ میں کسی فیصلے پر پہنچ سکوں۔''

کچھ دنوں کے بعد ہوذہ نے حضرت سلیطؓ کو بلا کر کچھ تحائف دیئے کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کے جواب میں لکھا کہ: ''جس دین کی طرف آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا دین ہے۔ میں اپنی قوم کا مشہور خطیب اور شاعر ہوں۔ اسی لیے عرب میری بڑی عزت کرتے ہیں' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی حکومت میں شریک کر لیں تو میں آپ ﷺ کی پیروی کے لیے تیار ہوں۔

جب حضرت سلیطؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور تحائف اور ہوذہ کا خط پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مطالبے کو کہ: ''آپ مجھے اپنی حکومت میں شامل کر لیں۔'' مسترد فرما دیا۔ یہ واقعہ 7ھ 628ء میں پیش آیا تھا۔ چنانچہ ہوذہ کفر کی حالت میں ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد یمامہ کی ایک بڑی جماعت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کر لیا۔

قاصد' حضرت سلیطؓ

آپ تقریباً تمام معرکوں میں شامل رہے۔ ہوذہ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کو ہوذہ تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔ اس نے آپ کی بڑی خاطر و مدارات کی اور انعام و اکرام اور خلعت سے نوازا۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے عہد خلافت میں فتنۂ ارتداد کی مشہور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اولاد میں صرف ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام بھی سلیط ہی تھا۔

Marfat.com

فروہ گورنر معان کے نام مکتوب گرامی

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے رسول محمدؐ کی جانب سے...... فردہ بن عمرو کے نام

''میرے پاس آپ کا قاصد پہنچا اور جو ہدیئے آپ نے بھیجے تھے وہ اس نے پہنچا دیئے۔ آپ کے حالات بیان کیے اور آپ کے اسلام لانے کا مژدہ سنایا۔

اللہ نے آپ کو اپنی ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ اگر آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہے اور ان کے خیر خواہ رہے' نماز پڑھتے رہے اور زکوۃ ادا کرتے رہے تو یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور سمجھیے کہ اللہ نے آپ کو اپنی ہدایت سے سرفراز کیا ہے۔

اللہ

رسول

محمد

پس منظر

معان آج کل شرق اُردن میں شامل ہے۔ عہد نبوتؐ میں یہ رومی (بازنطینی) حکومت کے ماتحت تھا۔ قیصر روم کی طرف سے فروہ اس کے گورنر تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہانِ عالم کے نام دعوت اسلام کی شہرت ان کے کان میں پہنچی تو غائبانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت اور اخلاق و عادات کی تحقیق کر کے اسلام لے آئے اور ایک شخص سعود بن سعد کو خط دے کر بہت سے تحائف کے ساتھ خدمت اقدس میں بھیجا۔

سرور عالم ﷺ نے اس کے جواب میں فروہ کو یہ مکتوب گرامی تحریر فرمایا۔

قیصر روم کو جب اپنے گورنر کے قبول اسلام کی خبر ملی تو ان کو دارالحکومت میں طلب کیا اور سخت تنبیہ کے ساتھ حکم دیا کہ اگر اپنی ریاست اور عہدے کو برقرار رکھنا چاہتے ہو

Marfat.com

تو اس نئے دین سے باز آ جاؤ' مگر قبول حق کا نشہ ایسا نہ تھا کہ یوں آسانی سے اتر جاتا۔ انہوں نے نہایت دلیری سے انکار کر دیا۔

قیصر نے آپؓ کو قید کر دینے کا حکم دیا اور جب جیل خانہ کی سختیاں بھی آپؓ کو اسلام ترک کر دینے پر آمادہ نہ کر سکیں تو قیصر نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور بالآخر انہوں نے راہِ حق میں نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ فدا کارانہ اپنی جان خالق اکبر کے سپرد کر دی۔

آخری وقت میں جو شعر ان کی زبان پر تھا۔ اس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میری خبر پہنچا دو
کہ اپنے رب کے لیے میری ہڈیاں تک مطیع اور فرمانبردار رہی ہیں"

جِنّ کے نام مکتوب گرامی

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب العالمین کے رسول محمدؐ کی یہ تحریر...... اس شخص کے نام ہے جو رات کے وقت کسی بھی سبب سے گھر میں آئے یا گھر میں رہتا اور ضرر پہنچاتا ہے...... یا رحمٰن اسے نیکی عطا فرما۔

بعد ازاں' ہمارے اور تمہارے درمیان حق میں وسعت اور گنجائش ہے۔ پس اگر تو کسی پر عاشق ہے اور اس کو چاہتا ہے اور تو حق و باطل میں تمیز نہ کر کے زبردستی کرنے والا ہے اور امر حق کو جھٹلاتا ہے تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی کتاب ہمارے اور تمہارے مابین صحیح فیصلہ کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے مقابلے میں ٹھیک ٹھیک بولتی ہے' تم جو کچھ کرتے ہو' ہم اسے لکھ لیتے ہیں اور ہمارے فرشتے بھی اُسے لکھتے رہتے ہیں۔"

لہٰذا جس شخص کے پاس میری یہ تحریر ہے اسے اس کے حال پر چھوڑ دو اور اصنام پرستوں میں بت جاؤ' یا اس شخص کے پاس چلے جاؤ جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو بھی معبود

Marfat.com

ٹھہراتا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اس کائنات میں صرف اس کی حکمرانی ہے اور اس کے پاس سب کو (مرنے کے بعد) لوٹ کر جانا ہے۔

تغلبون حم...... ان کی مدد نہ کی جائے۔

حمعسق...... خدا کے دشمن تتر بتر ہو جائیں۔

خدا کی حجت پہنچ چکی ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو طاقت اور قوت حاصل نہیں ہے۔

پس اللہ تعالیٰ جو سننے اور جاننے والا ہے ان کے شر سے تجھے بچانے کے لیے کافی ہے۔

اللّٰہ

رسول

محمد

وجہ تحریر

حضرت ابودجانہؓ بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک مرتبہ رات کو اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹا تو میں نے ایک خوفناک آواز سنی اور بجلی کی سی چمک نظر آئی۔ میں نے باہر کی طرف دیکھا تو مجھے صحن میں ایک سایہ حرکت کرتا ہوا نظر آیا۔ میں اس کی طرف بڑھا تو اچانک آگ کا شعلہ میری طرف لپکا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مجھے جلا دے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابودجانہؓ وہ کوئی جنّ ہو گا۔"

یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ اور قلم دوات طلب کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ فرمان مبارک لکھنے کا حکم فرمایا۔

کاتب

حضرت علی رضی اللہ عنہ' جن کے حالات آگے درج کیے جائیں گے۔

ردّ عمل

ابودجانہؓ کا بیان ہے کہ میں رات کو اس نامہ مبارک کو تکیے کے نیچے رکھ کر لیٹ

Marfat.com

گیا۔ میں نے ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ:

"اے ابو دجانہؓ لات و عزیٰ کی قسم تم نے تو ہمیں جلا دیا...... اگر تم یہ تحریر اپنے تکیئے کے نیچے سے نکال لو تو اس کے لکھنے والے کی قسم ہے' ہم پھر کبھی تمہارے گھر یا پڑوس میں نہیں آئیں گے۔"

ابو دجانہؓ کہتے ہیں کہ میں نے صبح کو بارگاہ اقدس میں یہ واقعہ عرض کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابو دجانہؓ اس تحریر کو نکال لو' ورنہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے' قیامت تک جنوں کی قوم عذاب میں مبتلا رہے گی۔"

حضرت ابو دجانہؓ

آپ کا نام سماک ہے ابو دجانہؓ کُنیت ہے۔

مدینہ منورہ کے قبیلہ ساعدہ میں سے تھے۔ اور سعدؓ بن عبادہ سردار خزرج کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں شامل رہے تھے۔ غزوۂ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا:

"اس کا حق کون ادا کرے گا؟"

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بولے "میں ادا کروں گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلوار عنایت فرمائی۔

حضرت ابو دجانہؓ نے حسب معمول سر پر سرخ پٹی باندھی اور اکڑتے ہوئے صفوں کے درمیان آ کر کھڑے ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ چال اگرچہ خدا کو ناپسند ہے لیکن ایسے موقع پر کچھ حرج نہیں۔

معرکۂ کارزار میں نہایت پامردی سے مقابلہ کیا اور بہت سے کافر قتل کیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں بہت سے زخم کھائے' لیکن میدان سے نہ ہٹے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانبازی سے نہایت خوش ہوئے۔

غزوۂ بنو نضیر کا کل مال اور اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا' تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مہاجرین اور انصار کو اس میں سے حصہ عنایت فرمایا۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو بھی زمین دی تھی' جو انہی کے نام سے مال بن خرشہ مشہور تھی۔ مصنف استیعاب لکھتے ہیں:

Marfat.com

"غزوات نبوی ﷺ میں ان کو ممتاز درجہ حاصل ہے۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں زبردست جانبازی دکھائی۔ مسیلمہ اپنے باغ کے اندر سے لڑ رہا تھا۔ مسلمان باغ میں گھسنا چاہتے تھے، لیکن راہ میں دیوار حائل تھی۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے، اس کے بعد کہا: "مسلمانو، مجھ کو اندر پھینک دو۔"

اس ترکیب سے دیوار تو پھاند گئے مگر پاؤں ٹوٹ گیا، تاہم آپ رضی اللہ عنہ مشرکین سے دروازہ روکے کھڑے رہے اور جب تک مسلمان باغ میں داخل نہ ہو گئے آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ مسلمان اندر پہنچ کر جوش و خروش سے لڑنے لگے۔ گو ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹوٹ چکا تھا تاہم وہ مسیلمہ کذاب کو مارنے کے لیے بڑھے مگر آخر کار خود بھی شہید ہو گئے۔ ان کا شمار مشہور اور دلیر بہادروں میں تھا۔

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السّلام کا مکتوب گرامی ملکہ سبا کے نام

سوانح حضرت سلیمان علیہ السلام

آپ حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند تھے۔ قرآن مجید میں سورۃ النمل کی آیات 16 تا 19 میں آپؑ کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے۔

"اور داؤد کا وارث سلیمان ہوا اور اس نے کہا:
لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں۔
اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں۔
بے شک یہ اللہ کا فضل ہے۔
سلیمان کے لیے جنّ اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے تھے۔
اور وہ پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے۔
(ایک مرتبہ وہ ان کے ساتھ کوچ کر رہا تھا)
یہاں تک کہ جب یہ سب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے۔
تو ایک چیونٹی نے کہا:
"اے چیونٹیو...... اپنے بل میں گھس جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔"
سلیمان اس کی بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑا اور بولا:
"اے میرے ربّ مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل کروں جو تجھے پسند آئے۔ اور

Marfat.com

اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔"

ان کا اصل عبرانی نام سولومون تھا۔ جو سلیم کا ہم معنی ہے۔ آپؑ 965 قبل از مسیح میں اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے جانشین ہوئے اور 926 قبل از مسیح تک تقریباً 40 سال تک حکمران رہے۔ ان کے حدود سلطنت صرف موجودہ فلسطین اور شرق اردن پر مشتمل تھی اور شام کا ایک حصہ بھی اس میں شامل تھا۔ ہمارے اکثر مفسرین نے ان کو دنیا کے بہت بڑے حصے کا حکمران بتایا جو درست نہیں ہے۔

ان کو پرندوں اور جانوروں کی بولیوں کا علم بھی دیا گیا تھا۔ جن بھی ان کے تابع تھے اور آپؑ ان سے کام بھی لیتے تھے۔ ہوا بھی آپ کے لیے مسخر کر دی گئی تھی۔ آپؑ اپنے ہوائی تخت پر بیٹھ کر شام سے یمن اور یمن سے شام جاتے اور ایک مہینہ کا سفر آدھے دن میں طے کر لیتے تھے۔ اس قدر شان و شوکت کے باوجود آپؑ اپنی روزی ٹوکریاں بنا کر حاصل کیا کرتے تھے۔

آپؑ نے اپنے آخری لمحات میں جنات کو حکم دیا کہ ان کے لیے شیشے کا ایک کمرہ تیار کریں، جس میں دروازہ ہو، پھر آپؑ ایک لکڑی کا سہارا لے کر اس کمرے میں کھڑے ہو گئے اور جنات آپؑ کے حکم سے بیت المقدس کی تعمیر کرتے رہے۔ جب آپؑ فوت ہو گئے تو اسی لکڑی کے سہارے کھڑے رہے۔ پھر جب دیمک نے اس لکڑی کو کھوکھلا کر دیا تو وہ آپؑ کا وزن نہ سنبھال سکی اور آپ گر گئے۔ تب جنات کو پتہ چلا کہ آپؑ تو بہت عرصہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ سبا میں ہے۔ مگر اس دوران بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔ امام زہری کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان کی عمر 52 سال تھی۔ بارہ سال وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے اور 40 سال ان کے بعد زندہ رہے۔

(ماخوذ از قصص القرآن، مولانا قاضی زین العابدین صفحہ 201-223)

ملکہ سبا

روایات میں اس کا نام بلقیس بتایا گیا ہے۔ یہ قوم کی حکمران تھی۔ سبا جنوبی عرب کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی، جس کا دارالحکومت مارب...... موجودہ یمن کے دارالحکومت صفاء سے 55 میل شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کا زمانۂ عروج معین کی سلطنت کے زوال کے بعد تقریباً 1100 قبل از مسیح سے شروع ہوا اور ایک ہزار سال تک یہ عرب میں اپنی عظمت کے ڈنکے بجاتی رہی پھر 115 قبل از مسیح میں جنوبی عرب کی دوسری مشہور قوم حمیر

Marfat.com

نے اس کی جگہ لے لی۔ عرب میں یمن اور حضر موت اور افریقہ میں حبش کے علاقے پر اس کا قبضہ تھا۔ مشرقی افریقہ' ہندوستان' مشرق بعید اور خود عرب کی جتنی تجارت مصر و شام اور یونان و روم کے ساتھ ہوتی تھی' وہ زیادہ انہیں سبائیوں کے ہاتھ میں تھی۔ اسی وجہ سے یہ قوم قدیم زمانہ میں اپنی دولت کے لیے نہایت مشہور تھی بلکہ یونانی مورخین تو اسے دنیا کی سب سے زیادہ مالدار قوم کہتے ہیں۔ تجارت کے علاوہ ان کی خوشحالی کا بڑا سبب یہ تھا کہ انہوں نے اپنے ملک میں جگہ جگہ بند باندھ کر ایک بہترین نظام آبپاشی قائم کر رکھا تھا' جس سے ان کا پورا علاقہ جنت بنا ہوا تھا۔ ان کے ملک کی اس غیر معمولی سرسبزی و شادابی کا ذکر یونانی مورخین نے بھی کیا ہے اور سورۂ سبا کے دوسرے رکوع میں قرآن مجید بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ 560-568)

یہ ملکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب گرامی ملنے کے بعد جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور ان کی عظمت و شوکت کو دیکھا تو حیران رہ گئی۔ اس نے اقرار کیا کہ وہ پہلے ہی ان کی قوت و عظمت کی معترف تھی اور اب اس نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے زیادہ تھا جو وہ سن چکی تھی۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ سلیمان اور ان کے پروردگار کی فرماں بردار ہے اور اسلام قبول کرتی ہے۔ یہ واضح رہے کہ نزول قرآن کے وقت سبا کا دارالحکومت مارب...... سد مارب اور سیل عرم جس کے نتیجہ میں یہ سد ٹوٹ پھوٹ گئی تھی' غیر معروف نہ تھے۔ کیونکہ سیل عرم کے بعد جو قبائل وہاں سے منتشر ہوئے' ان میں سے بہت سے مدینہ منورہ' تیماء اور خیبر وغیرہ میں آبسے تھے۔ اس لیے ان کے متعلق قرآن میں مزید تفصیلات نہیں ہیں۔

(قصص القرآن مولانا قاضی زین العابدین' صفحہ 214-215)

ملکہ کی زندگی میں مثبت انقلاب لانے کا باعث یہ تین چیزیں تھیں۔

1- حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط جو مروجہ طریقہ سے ہٹ کر تھا۔

2 اس کے قیمتی ہدیوں کو سلیمان علیہ السلام کا رد کر دینا۔

3- ملکہ نے جو سفارت حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف بھیجی تھی اس کے مشاہدات اور بیانات۔

اس مکتوب گرامی کی وجۂ تحریر قرآن مجید کی زبانی

(ایک اور موقع پر) سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا:

"کیا بات ہے کہ میں فلاں ہُدہُد کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے؟ میں اسے سخت سزا دوں گا' یا ذبح کر دوں گا...... ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنی ہو گی۔"

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس نے آکر کہا:

"میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپؑ کے علم میں نہیں ہیں۔ میں سبا کے متعلق یقینی اطلاع لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے۔ اس کو ہر طرح کا سرو سامان بخشا گیا ہے اور اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔"

سلیمانؑ نے کہا: "ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے۔ پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔"

(النمل:28-20)

مکتوب گرامی

جب یہ مکتوب ہُدہُد کے ذریعے ملکہ کو مل گیا تو اس نے حاضرینِ دربار سے کہا۔

ملکہ بولی: "اے اہلِ دربار میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی جانب سے ہے اور بسم اللہ الرحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ مضمون (اس خط کا) یہ ہے کہ:

"میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔"

(النمل:31-29)

مکتوب گرامی کا ردِ عمل

(خط سنا کر) ملکہ نے کہا:

"اے سردارانِ قوم...... اس معاملے میں مجھے مشورہ دو۔

میں کسی معاملے کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں۔"

انہوں نے جواب دیا:

"ہم طاقتور ہیں اور لڑنے والے لوگ ہیں۔

Marfat.com

آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ آپ کو کیا حکم دینا ہے۔"

ملکہ نے کہا:

"بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو

اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔

میں ان لوگوں کی طرف ایک ہدیہ بھیجتی ہوں۔

پھر دیکھتی ہوں کہ میرے ایلچی کیا جواب لے کر پلٹتے ہیں۔"

ملکہ کا سفیر اور حضرت سلیمان علیہ السلام

جب وہ (ملکہ کا سفیر) سلیمانؑ کے ہاں پہنچا تو اس نے کہا:

"کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ جو کچھ خدا نے مجھے دے رکھا ہے' وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو تمہیں دیا ہے۔"

تمہارا ہدیہ تمہی کو مبارک رہے۔

(اے سفیر) واپس جا' اپنے بھیجنے والوں کی طرف۔

ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے۔ جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں ایسی ذلت کے ساتھ وہاں سے نکالیں گے کہ وہ خوار ہو کر رہ جائیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے فرمایا

"اے اہل دربار...... تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لاتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ لوگ مطیع ہو کر میرے پاس حاضر ہوں؟"

جنّوں میں سے ایک قوی ہیکل نے عرض کیا:

"میں اسے حاضر کر دوں گا۔ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں۔ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔"

جس شخص کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا' وہ بولا:

"میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں۔"

جونہی سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا وہ پکار اٹھا:

"یہ میرے رب کا فضل ہے کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کافر نعمت بن جاتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے' اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے' ورنہ کوئی

Marfat.com

ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔"

سلیمان نے کہا:

"انجان طریقے سے اس کا تخت اس کے سامنے رکھ دو۔ دیکھیں وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو راہ راست نہیں پاتے۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملکہ کی حاضری

ملکہ جب حاضر ہوئی تو اس سے کہا گیا: "کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟"

وہ کہنے لگی: "یہ تو گویا وہی ہے' ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے اور ہم نے سر اطاعت جھکا دیا تھا۔ (یا ہم مسلم ہو چکے تھے۔)"

اس کو (ایمان لانے سے) جس چیز نے روک رکھا تھا وہ ان معبودوں کی عبادت تھی جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی۔

اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو

اس نے جو دیکھا تو سمجھی پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لیے

اس نے اپنے پائینچے اٹھا لیے

سلیمان نے کہا:

"یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔"

اس پر وہ پکار اٹھی۔

"اے میرے رب (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی۔"

(النمل:32-44)

قاصد — ہُدہُد (ایک پرندہ)

انجام

اور سلیمان بادشاہ نے سبا کی ملکہ کو سب کچھ جس کی وہ مشتاق ہوئی اور جو کچھ اس نے مانگا' دیا۔ پھر وہ اپنے ملازموں سمیت اپنی مملکت کو لوٹ گئی۔ وہ کافر اور مشرک کی حیثیت سے آئی تھی لیکن مسلمان ہو کر واپس گئی۔

خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکتوبات گرامی

1- سوانح حضرت ابو بکر صدیقؓ
2- حضرت خالدؓ بن ولید کو ہدایت نامہ
3- حضرت خالدؓ بن ولید کے نام مکتوب گرامی
4- حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کے نام
5- حضرت یزیدؓ بن ابو سفیانؓ کے نام
6- حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کے نام
7- سالار شام حضرت یزیدؓ بن ابو سفیانؓ کے لیے نصیحت نامہ
8- وصیّت نامہ (حضرت عمر فاروقؓ کی جانشینی کا فرمان)
9- سوانح حضرت خالدؓ بن ولید
10- سوانح حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح
11- سوانح، حضرت یزیدؓ بن ابو سفیانؓ

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اوّل کے سوانح حیات

آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے چند روشن پہلو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- عبداللہ نام، ابو بکر کنیت، صدیق اور عتیق لقب، والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ اور والدہ کا نام سلمٰی اور ام الخیر کنیت۔

2- آپ رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ متموّل تاجر تھے۔ دیانت، راست بازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ ایام جاہلیت میں خون بہا کا مال آپ ہی کے پاس جمع ہوتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی تھی۔

3- مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے اور آپ کی ترغیب و تلقین سے عثمانؓ، زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص اور طلحہؓ بن عبیدہ اللہ جیسے مشاہیر نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

4- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا برملا اظہار کیا تو اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ آپؓ کثرت سے ان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیتے تھے جو مسلمان ہو جاتے تھے۔ تیرہ سال بعد یعنی ہجرت کے وقت صرف ڈھائی ہزار روپے باقی رہ گئے تھے۔

5- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"ہم نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے، البتہ ابو بکرؓ کے احسانات ایسے ہیں کہ ان کا بدلہ دینے سے ہم قاصر ہیں۔ ان کی جزا اللہ دے گا۔ جتنا ابو بکرؓ کا روپیہ میرے کام آیا کسی کے کام نہیں آیا۔

Marfat.com

6- آپؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں مکہ ہی میں آئیں لیکن رخصتی ہجرت کے دو سال بعد ہوئی۔

7- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی جو (27 صفر 13 بعثت) میں ہوئی تھی۔

8- 12 ربیع الاول 14 بعثت میں نبوت کے چودھویں سال میں مدینہ کے قریب قبا میں پہنچے۔

9- تقریباً تمام غزوات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

10- 9ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو حج کا امیر بنایا۔

11- 12 ربیع الاول دوشنبہ کے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا' جس کے بعد آپؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔

12- خلافت کا چارج سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کو اس مہم پر روانہ کیا' جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مقدسہ میں تیاری کا حکم دے دیا تھا۔

13- مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا۔

14- منکرین زکوٰۃ پر تشدد کیا اور آپؓ کی تنبیہ سے یہ لوگ سدھر گئے۔

15- مرتدین کی سرکوبی کی۔

16- جمع و ترتیب قرآن جیسا اہم کارنامہ سرانجام دیا۔ آپؓ نے قرآن مجید کے متفرق اجزاء کو صرف ایک کتاب کی صورت میں جمع کرایا۔

17- عراق اور شام کی فوجی مہمات میں فتوحات حاصل کیں۔

18- مرض الموت کے دوران حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔

19- اواخر جمادی الاوّل 13 ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر میں دوشنبہ کے روز انتقال کر گئے۔

20- حضرت عمر فاروقؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور حضرت عثمانؓ' حضرت طلحہؓ' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابو بکرؓ نے قبر میں اتارا۔

21- اخلاق و عادات کی نمایاں خوبیاں مندرجہ ذیل ہیں:
تقویٰ' زہد' تواضع' انفاق فی سبیل اللہ' خدمت گزاریِ خلق۔

22- خانگی زندگی میں بہت سادگی تھی' لباس اور غذا بالکل سادہ تھی۔

Marfat.com

23- ذریعہ معاش پہلے تجارت تھا پھر خلیفہ بننے کے بعد ان کے لیے ایک وظیفہ مقرر کیا گیا تھا' جس سے بمشکل گزارہ ہوتا تھا۔

24- حُلیہ' نحیف بدن' چہرہ پر گوشت کم' رنگ گندم گوں' پیشانی بلند و فراخ' آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں' بالوں میں مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

25- اولاد میں عبداللہ رضی اللہ عنہ' اسماء رضی اللہ عنہا' عائشہ رضی اللہ عنہا' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ' محمد رضی اللہ عنہ' ام کلثوم رضی اللہ عنہا زیادہ مشہور ہیں۔

26- آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ تھے۔

خالدؓ بن ولید کو ہدایت نامہ

وجہ تحریر

مُرتدوں کی سرکوبی کے لیے آپ (حضرت ابو بکر صدیقؓ) نے سب سے پہلے اور زیادہ زور سے طلحہ اور مسیلمہ کی طرف توجہ کی اور ساری قوت ان کے مقابلہ پر لگادی۔ اس مہم کے لیے حضرت خالدؓ بن ولید کو سالارِ اعلیٰ مقرر کیا اور ان کو دو فرمان دیئے۔ ایک ہدایت نامہ اور دوسرا عرب قبائل کے نام۔ نیچے ہم وہ خط جو خالدؓ کو بطور ہدایت نامہ دیا گیا تھا۔ پیش کر رہے ہیں۔

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ ہدایات ہیں جو خلیفہ رسول اللہ ﷺ ابو بکر نے خالدؓ بن ولید کو دیں۔ جب انہیں مہاجر و انصار اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان لوگوں سے لڑنے کے لیے بھیجا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اسلام سے پھر گئے تھے۔

خالدؓ کو حکم و ہدایت ہے کہ جہاں تک ہو سکے' اپنے سارے معاملات میں ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے' خدا سے ڈرتے رہیں۔ ان کو حکم ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لیے تن دہی سے کام لیں اور پوری سنجیدگی سے ان لوگوں کی سرکوبی کریں جو اسلام سے پھر گئے ہیں اور

Marfat.com

شیطانی آرزوئیں دل میں بسائے ہوئے ہیں۔ اُن کو حکم ہے کہ سرکوبی سے پہلے باغیوں کو سنبھلنے کا ایک موقع دیں' یعنی ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کریں جو لوگ اس دعوت کو مان لیں کالے ہوں یا گورے' ان کا اسلام قبول کریں جن کو دعوت اسلام دیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں (اور اگر وہ نہ مانیں) تو تلوار سے کام لیں۔ ان کی لڑائی ان ہی لوگوں سے ہے جو ایمان باللہ کی بجائے کفر باللہ کے مرتکب ہیں۔ جو لوگ دعوت اسلام سن کر اس کو (زبان سے) قبول کرلیں۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ (اور جو دل سے مسلمان نہ ہوں) ان کا حساب خدا کے ہاتھ میں ہے۔

خالدؓ کو حکم ہے کہ اپنے مشن کو تن دہی سے انجام دیں' جو باغی کلمۂ شہادت قبول نہ کریں' ان کے لیے خالدؓ کو حکم ہے کہ مہاجر و انصار کے ساتھ ان سے لڑیں۔ وہ جہاں ہوں اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں' ان میں سے جو ہاتھ آجائیں ان کو قتل کردیں اور کسی سے سوائے اسلام اور شہادت لَا اِلٰہَ الا اللّٰہ و اَنّ محمداً عبدہ رسولہ کے اور کچھ قبول نہ کریں۔ ان کو حکم ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف پیش قدمی کریں اور پہلے بنو حنیفہ اور ان کے کذاب مسیلمہ سے لڑیں' لیکن لڑنے سے پہلے اس کو اور ان کو اسلام کی دعوت دیں اور ان کو مسلمان بنانے کی مخلصانہ کوشش کریں اور اگر وہ کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کرلیں۔ مجھے اس کی اطلاع دیں اور یمامہ میں ٹھہرے رہیں' حتیٰ کہ میری اگلی ہدایت پہنچے اور اگر بنو حنیفہ دعوت اسلام قبول نہ کریں' کفر سے نہ پھریں اور اپنے کذاب (مسیلمہ) کے اتباع سے باز نہ آئیں تو ان سے وہ خود اور دوسرے مسلمان سخت لڑائی لڑیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ خدا اسلام کی مدد کرے گا اور اس کو سب دینوں پر غالب بنائے گا' جیسا کہ اس نے قرآن میں کہا ہے:

"کافروں کو یہ بات خواہ کتنی ہی ناپسند ہو"

اگر خدا کے کرم سے خالدؓ کو بنو حنیفہ پر فتح حاصل ہو...... تو ان کو ہتھیاروں اور آگ دونوں سے تباہ کردیں اور ان کے کسی ایسے شخص کو جسے مار سکیں' زندہ نہ رکھیں۔ مال غنیمت اوز ان کی دولت خمس نکال کر مسلمانوں میں بانٹ دیں اور خمس میرے پاس بھیج دیں تاکہ میں قانون اسلام کے مطابق اس کو ٹھکانے لگاؤں۔

خالدؓ بن ولید کو ہدایت ہے کہ اپنے ساتھیوں میں اختلاف رائے نہ ہونے دیں۔ جس سے ان میں کمزوری پیدا ہو اور نہ جلد بازی میں آکر کوئی قدم اٹھائیں۔ اُن کو ہدایت ہے کہ گھٹیا درجے کے عربوں کو فوج میں بھرتی نہ کریں' جب تک کہ یہ تحقیق نہ ہو

جائے کہ وہ کون ہیں۔ ان کا حسب نسب کیا ہے۔ عقائد کیا ہیں اور وہ کیوں (مسلمانوں کے ساتھ) لڑنا چاہتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تمہاری فوج میں ایسے عرب آکر پناہ نہ لیں جو نہ تو مسلمان ہوں' نہ تمہارے دوست و ہمدرد بلکہ جن کا مقصد جاسوسی کرنا ہو......
یہ اندیشہ مجھے بدو اور گنوار عربوں کی طرف سے ہے' لہٰذا تمہاری فوج میں اس قسم کے لوگ بالکل داخل نہ ہوں۔ کوچ اور قیام ہر حال میں مسلمانوں کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آؤ اور ان کی دیکھ بھال کرو۔ کوچ کے دوران فوج کا ایک حصہ دوسرے سے دور نہ رکھو' نہ کوچ کرتے وقت کسی حصہ کو دوسرے سے پہلے روانہ کردو۔ اپنے سب ساتھیوں کی فہمائش کرو کہ ان انصاری صحابہ کی جو تمہاری فوج میں ہیں' دل جوئی کریں اور ان کے ساتھ نرم گفتاری سے کام لیں۔ کیوں کہ وہ غمگین اور کبیدہ خاطر ہیں۔ اسلام میں ان کا بڑا حق ہے۔ ان میں بڑی خوبیاں ہیں۔ انہوں نے اسلام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش بھی کی ہے' لہٰذا ان میں جو صالح ہوں ان کی بات مانو اور جو خطاکار ہوں ان کو درگزر کرو۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے۔

والسلام

ردّ عمل

یمامہ کی جنگ میں مسیلمہ کذاب مارا گیا۔ بہت سے مسلمان جن میں حفاظ کی تعداد زیادہ تھی' شہید ہوئے۔ اس کے بعد کفر کا زور ٹوٹ گیا۔

خالدؓ بن ولید کے نام

وجہ تحریر

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں عراق کے ایک مسلمان سردار مثنیٰ حاضر ہوئے اور عرض کیا ایرانی حکومت سے جنگوں میں میری مدد کی جائے۔ ایران اور عراق کی سرحد پر اس وقت مختلف جگہوں پر جنگیں جاری ہیں۔ اس وقت تک حضرت خالدؓ بن ولید

مدعیان نبوت اور مرتدین کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس لیے آپ نے ان (خالدؓ) کو ایک جمعیت کے ساتھ مثنیٰ کی کمک پر روانہ فرمایا اور انہیں لکھا:

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خالدؓ بن ولید اور ان کے ساتھ جو مہاجر' انصار اور تابعین ہیں سب کو سلام علیک۔

میں اس اللہ کا سپاس گزار ہوں' جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تعریف ہے اس خدا کی جس نے اپنا وعدہ پورا کیا' جس نے اپنے دین کی مدد کی' جس نے اپنے ہواخواہوں کو قوت و عزت عطا کی' جس نے اپنے دشمن کو ذلیل کیا اور جو اکیلا متحدہ پارٹیوں پر غالب آ گیا۔ بلاشبہ اس خدا نے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں' ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کیے کہ ان کو زمین کا وارث بنایا تھا' اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس دین کو ان کی (فلاح و بہبود) کے لیے مستحکم بنا دے گا جسے اس نے اس لیے پسند کیا ہے کہ ان کو خوف و ہراس میں رہنے کے بعد امن و عافیت سے بہرہ ور کرے گا۔ یہ مومن میری پرستش کرتے ہیں اور میری وفاداری اور اطاعت میں کسی اور کو بالکل شریک نہیں کرتے۔ اس وعدہ کے بعد میں جو لوگ کفر کریں تو وہ فاسق ہیں۔

خدا نے مومنین پر جہاد فرض کیا ہے' چنانچہ وہ صاحب عزت ہستی فرماتا ہے' تم پر جنگ و قتال لازم کیا گیا اور وہ تمہیں ناپسند ہے۔ اس بات کا پورا احتمال ہے کہ تمہیں کوئی بات پسند نہ ہو' لیکن حقیقت میں وہ تمہارے لیے مفید ہو...... جیسا کہ اس بات کا احتمال ہے کہ تمہیں کوئی بات پسند ہو لیکن حقیقت میں وہ تمہارے لیے مضر ہو...... ہونے والے فائدہ یا نقصان کا علم بس اللہ کو ہے...... تمہیں نہیں۔

پس خدا سے وہ وعدہ پورا کرنے کی درخواست کرو جو اس نے تم سے کیا ہے اور جو فرض تم پر عائد کیا ہے اس کو انجام دے کر اس کی اطاعت کرو' چاہے ایسا کرنے سے کتنی ہی پریشانی اٹھانی پڑے اور کیسے ہی مصائب جھیلنے پڑیں اور گھر بار سے تمہیں کتنا ہی دور ہونا پڑے اور کتنا ہی جان و مال کی قربانی دینا پڑے۔ یہ سب خدا کے ثواب عظیم کے مقابلہ میں معمولی باتیں ہیں۔ ہم کو صادق و مصدق صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ شہیدوں کو

Marfat.com

قیامت کے دن جب اٹھائے گا تو وہ تلواریں کھینچے ہوئے ہوں گے‘ وہ خدا سے جو آرزو بھی کریں گے خدا پوری کرے گا اور ان کی ممنونیت کا یہ حال ہو گا کہ وہ تمنا کریں گے کہ ایک بار پھر دنیا میں انہیں لوٹا دیا جائے اور راہ خدا میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور ان کی سب مرادیں بر آئیں گی اور وہ وہ نعمتیں ان کو ملیں گی جن کا انہوں نے تصور بھی نہ کیا ہو گا۔ ایک شہید جنت میں داخل ہو کر اس سے بہتر کیا تمنا کر سکتا ہے کہ اس کو خدا دنیا میں پھر لوٹا دے۔

خدا آپ پر رحم کرے‘ راہ خدا میں جہاد کرنے نکل جائیے‘ خواہ نہتے ہوں یا مسلح اور اپنے مال و جان سے خدا کے راستے میں جہاد کیجیے۔ اس میں آپ کے لیے خیر و برکت ہے۔ اگر آپ کو خیر و برکت کا صحیح تصور ہو (تو اس حقیقت کو سمجھ لیں گے) میں نے خالدؓ بن ولید کو عراق جانے کا حکم دیا ہے جس کو وہ اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک میرا دوسرا حکم صادر نہ ہو۔ ان کے ساتھ آپ لوگ چل دیجیے۔ جانے سے بالکل مت کسمسائیے۔ خلوص سے جہاد کرنے والے اور کار خیر کو شوق سے انجام دینے والے کو خدا اجر عظیم عطا کرتا ہے۔ جب آپ عراق پہنچیں تو وہاں ٹھہریئے‘ یہاں تک کہ میرا اگلا حکم آ جائے۔ خدا دنیا و آخرت کے اہم امور کو ہماری اور آپ کی طرف سے ٹھکانے لگائے۔
والسلام علیک و رحمتہ اللہ۔

حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے نام

وجہ تحریر

حضرت ابو عبیدہؓ شام میں مسلم افواج کے سالار اعلیٰ تھے۔ ان کے مقامی جاسوسوں نے انہیں خبر دی کہ قیصر روم شام کا دورہ کرتا شامیوں میں جنگی حرارت پیدا کرتا اور بھرتی کے احکام دیتا انطاکیہ چلا گیا ہے‘ جہاں اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے اور ایسے لشکر تیار کیے ہیں جو اس کے باپ دادا یا کسی اور بادشاہ نے کبھی نہ کیے۔ عنقریب یہ لشکر مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔ ابو عبیدہؓ نے صورت حال سے مطلع کرنے کے لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفۃ الرسول کو ایک خط لکھا تھا‘ جس میں لکھا تھا:

Marfat.com

حضرت ابو عبیدہؓ کا خط حضرت صدیق اکبرؓ کے نام

مجھے خبر ملی ہے کہ شاہ روم ہرقل انطاکیہ میں فروکش ہوا ہے۔ اس نے اپنی بیرونِ شام قلمرو سے فوجیں بلالی ہیں۔ یہ فوجیں اس کے پاس روانہ ہو چکی ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو صورت حال سے مطلع کروں تاکہ آپ مناسب کارروائی کریں۔

اس کے جواب میں حضرت ابو بکرؓ نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہارا خط ملا۔ شاہ روم کی فوجی تیاریوں کا حال معلوم ہوا۔ اس کے انطاکیہ میں قیام پذیر ہونے کے معنی ہیں کہ وہ اور اس کی فوجیں شکست کھائیں گی اور تم اور مسلمان اللہ کے فضل و کرم سے فتح حاصل کرو گے۔ تم نے یہ جو لکھا ہے کہ تم سے لڑنے کے لیے وہ اپنی ساری سلطنت سے فوجیں جمع کر رہا ہے' تو یہ ایسی بات ہے جس کے رونما ہونے کا ہمیں اور تمہیں پہلے سے علم تھا۔ کوئی قوم اپنا اقتدار اور اپنا ملک بغیر لڑے نہیں چھوڑا کرتی۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ بہت سے مسلمان پہلے ان سے لڑ چکے ہیں' جن کو موت اتنی پیاری تھی جتنی ان کے دشمن کو زندگی...... جو جان کی قربانی دے کر خدا سے اجر عظیم کے طالب تھے' جو جہاد فی سبیل اللہ کو اپنی باکرہ بیویوں اور بڑھیا اونٹوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ جن کا ایک مرد جنگ میں مشرکوں کے ہزار آدمیوں سے زیادہ بہتر تھا۔ (ان جاں نثاروں کی مثال سامنے رکھ کر) اپنی فوج سے ان کا مقابلہ کرو اور تعداد کی کمی سے نہ گھبراؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ پھر بھی ان شاء اللہ میں تمہارے پاس اتنی رسد بھیجوں گا جس سے تم مطمئن ہو جاؤ گے اور جس سے زیادہ کی تم کو خواہش نہ رہے گی۔ والسلام علیک!

ردِّعمل

شام میں مسلمانوں نے ہرقل روم کی فوجوں کو آہستہ آہستہ شکستیں دے کر ملک سے نکال دیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا جب ہرقل شام سے مایوس ہو کر واپس روم لوٹ گیا اور جاتے ہوئے "الوداع اے شام" کہتا گیا۔

یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے نام

وجۂ تحریر

جس طرح ابو عبیدہؓ کے جاسوسوں نے قیصر روم کی جنگی تیاریوں سے ان کو مطلع کیا تھا' اسی طرح یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے جاسوسوں نے قیصر کی نقل و حرکت اور عسکری کوششوں سے ان کو بھی باخبر رکھا اور انہوں نے اِن خبروں کی بنیاد پر مرکز (حضرت ابو بکرؓ) کو جو رپورٹ بھیجی' اس میں لکھا تھا:

"شاہ روم کو ہماری چڑھائی کی خبر ملی تو خدا نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالا کہ وہ (فلسطین چھوڑ) انطاکیہ چلا گیا۔ اس نے اپنی فوج کے رُومی سالاروں کو شام کے مرکزی شہروں پر کمانڈر مقرر کیا اور ان کو ہم سے لڑنے کا حکم دے دیا۔ وہ لڑائی کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ شام میں ان رئیسوں نے جن سے ہم نے معاہدے کیے ہیں' خبر دی ہے کہ ہرقل نے اپنی بیرون شام سلطنت سے بھی فوجیں بلائی ہیں جو بڑی تعداد اور پورے ساز و سامان سے آرہی ہیں۔ اب بتایئے آپ کا کیا حکم ہے۔ اپنی رائے سے جلد مطلع کیجئے تاکہ ہم اس کے مطابق عمل کریں۔

اس کے جواب میں آپؓ نے لکھا:

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

تمہارا خط ملا' جس میں تم نے لکھا ہے کہ شاہ روم کے دل میں مسلمان فوجوں کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ (فلسطین' دمشق اور حمص سے بھاگتا ہوا) انطاکیہ چلا گیا۔

جب ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے تو خدا نے جس کے ہم شکر گزار ہیں ایک طرف مشرکوں کے دلوں میں رعب ڈال کر اور دوسری طرف ملائکہ کرام کو بھیج کر ہماری مدد فرمائی۔ جس دین کے قیام کے لیے اللہ نے رعب و ہیبت سے کل ہماری مدد کی' اسی دین کی آج

Marfat.com

بھی ہم دعوت دے رہے ہیں۔ تمہارے رب کی قسم' اللہ مسلمانوں کا انجام مجرموں کا سا نہیں کرے گا اور جو لوگ کہتے ہیں: "سوائے اللہ واحد کے کوئی دوسرا معبود نہیں" ان کا مقدور ان لوگوں کا سا نہیں ہو سکتا جو اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں اور کئی کئی خداؤں کے قائل ہیں۔

جب تم شاہ روم کی فوج کے مقابل ہو تو ان پر ٹوٹ پڑنا اور خوب لڑنا۔ اللہ ہرگز تمہاری مدد سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔ اس تبارک و تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے کہ چھوٹی فوج اس کے کرم سے بڑی فوج پر غالب آ جاتی ہے۔ بہر حال میں تمہارے پاس پے در پے رسد بھیجوں گا۔ اتنی کہ تمہاری ضرورت رفع ہو جائے اور تم فرد واحد تک کی کمی محسوس نہیں کرو گے۔ ان شاء اللہ۔

والسلام علیک ورحمتہ اللہ

ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ کے نام

وجہ تحریر

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو افواج شام کی سپہ سالاری سے معزول کر کے خالدؓ بن ولید کو اس عہدہ پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا (انہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صرف اس اعتبار سے ترجیح دی کہ وہ ایک طرف لڑائی کے فن اور لڑائی کے تجربہ میں دوسرے سالاروں سے نمایاں اور کامیاب تھے اور دوسری طرف خود اعتمادی کے زیور سے زیادہ آراستہ تھے) تو انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمان بھیجا:

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

واضح ہو کہ میں نے شام میں رومیوں سے لڑائی کی کمان اعلیٰ خالدؓ کو دے دی

Marfat.com

ہے۔ تم ان کی مخالفت نہ کرنا۔ ان کی بات ماننا اور ان کی رائے پر عمل کرنا...... میں نے یہ جانتے ہوئے کہ تم خالدؓ سے بہتر ہو' ان کو تمہارا افسر اعلیٰ بنادیا۔ میرا خیال ہے کہ ان کو جنگی معاملات کی تم سے زیادہ سمجھ بوجھ ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں سیدھے راستہ پر گامزن رکھے۔

والسلام علیک!

حضرت خالدؓ کا مکتوب حضرت ابو عبیدہؓ کے نام

ربیع الاول 13ھ میں خالد رضی اللہ عنہ اپنا عہدہ سنبھالنے کے لیے عراق سے شام روانہ ہوئے۔ عراق سے نکل کر سرحد شام میں جب داخل ہوئے تو انہوں نے ایک مراسلہ شام کے مسلمانوں کو اور دوسرا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ مسلمانوں کو لکھا تھا کہ:

''میں آپ کا سالار اعلیٰ مقرر کیا گیا ہوں اور بہت جلد آپ سے آملوں گا۔ خاطر جمع رکھئے اور بالکل نہ گھبرائیے۔ خدا کا وعدہ عنقریب پورا ہونے والا ہے۔''

(خالد رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کی خدمات جنگ اور امن دونوں میں شاندار تھیں۔ عادات واطوار پسندیدہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کو خاص امتیاز حاصل تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا احترام کرتے تھے۔)

خالدؓ کو اس خیال سے پریشانی سی ہوئی کہ وہ تو افسر ہوں اور ابو عبیدہؓ جیسی بھاری بھرکم شخصیت ان کے ماتحت ہوں۔ اس احساس کے زیر اثر انہوں نے ابو عبیدہؓ کو یہ پُرانکسار اور معذرت آمیز خط لکھا:

مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

ابو عبیدہؓ بن جراح کی خدمت میں خالدؓ بن ولید کی طرف سے۔

سلام علیک!

میں اس معبود حقیقی کا شکر گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

خدا سے التجا ہے کہ خوف (قیامت) کے دن مجھے اور آپؓ کو دوزخ کی سزا سے امان میں رکھے

Marfat.com

اور دنیا میں آزمائشوں اور مصیبتوں سے...... خلیفہ رسول اللہ (ابو بکرؓ) کا فرمان وصول ہوا ہے' جس میں انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ شام جا کر وہاں کی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لوں۔ بخدا میں نے نہ تو اس عہدہ کی درخواست کی نہ اس کی خواہش اور نہ ان سے اس باب میں کوئی خط و کتابت۔

آپؓ پر خدا کی رحمت (میرے سالار اعلیٰ ہونے کے باوجود) آپؓ کی حیثیت وہی رہے گی جو پہلے تھی۔ آپؓ کے کسی حکم کو ٹالا نہیں جائے گا' نہ آپؓ کی رائے اور مشورہ کو نظر انداز کیا جائے گا اور نہ آپؓ کی صلاح کے بغیر کوئی فیصلہ ہوگا۔ آپ مسلمانوں کی ایک برگزیدہ شخصیت ہیں نہ تو آپؓ کے فضل سے انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ آپ کی رائے سے بے پرواہی برتنا ممکن ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ اپنی مہربانیوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے اور مجھے اور آپ کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

والسلام علیک ورحمتہ اللہ!

سالار شام حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان کے لیے نصیحت نامہ

وجۂ تحریر

اپنے سب سے پہلے سالار شام حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو مدینہ سے وداع کرتے وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

نصیحت نامہ

یزیدؓ میری ہدایت ہے کہ خدا سے ڈرتے رہنا۔

اس کی اطاعت کرنا اور اس کی رضا کو ہر دوسری رضا پر ترجیح دینا۔ دشمن سے جنگ میں خدا تم کو فتح نصیب کرے تو کسی کے گلے میں لوہے کا طوق (یا پیروں میں بیڑیاں) نہ ڈالنا' نہ کسی کا مثلہ کرنا نہ دشمن سے دھوکا اور بیوفائی کرنا۔ (لڑائی میں) بزدلی نہ دکھانا' نہ

Marfat.com

بچوں کو مارنا' نہ بوڑھوں اور عورتوں کو' کسی پھل دار درخت کو مت کاٹنا اور نہ کھجور کے درختوں کو برباد کرنا' کسی جانور کی کونچیں نہ کاٹنا' الّا یہ کہ اس کا گوشت کھانے کے لیے ایسا کرنا پڑے۔

تمہارا اگزر ایسے لوگوں سے ہوگا' جو خانقاہوں میں راہبانہ زندگی گزارتے ہیں' جو کہیں گے ہم نے اپنی زندگی خدا کی عبادت کے لیے وقف کر دی ہے ان سے تعرض نہ کرنا اور ایسے لوگ بھی تمہیں ملیں گے جن کے بیچ سر پر شیطان نے مانگ نکالی ہوگی۔ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں یا جزیہ دے کر اسلام کی ماتحتی قبول نہ کریں تو تم ان کی مانگوں پر تلواریں مارنا اور یاد رہے خدا ان کی مدد ضرور کرتا ہے جو اس کے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی کرتے ہیں۔ تم (شام میں) میرے پہلے سالار ہو۔ میں نے تم کو بہت سے معزز مسلمانوں کا حاکم بنایا ہے۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' ان کے حقوق و آبرو کی حفاظت کرنا' ان کے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آنا اور اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کرنا۔

والسلام علیک!

وصیّت نامہ

وجہ تحریر

شام کی پہلی سب سے بڑی جنگ اجنادین جمادی الآخر 13ھ میں ختم ہو چکی تھی اور اب محاصرہ دمشق (پایہ سلطنت) پر حملہ کے لیے تیاری ہو رہی تھی کہ حضرت ابو بکرؓ بیمار پڑے اور بیماری نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ آپؓ کو بچنے کی امید نہ رہی۔ اس وقت بڑے صحابہ میں سے کئی افراد موجود تھے جن کو خلافت سونپی جا سکتی تھی۔ حضرت عثمانؓ' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف' حضرت زبیرؓ بن العوام' حضرت طلحہؓ بن عبداللہ' حضرت علیؓ بن ابی طالب اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب بڑے جلیل القدر صحابہ تھے' لیکن بحیثیت مجموعی آپؓ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلافت کے لیے زیادہ اہل نظر آئے۔ اس سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہ نے کئی صحابہؓ سے مشورہ کیا' مگر ان سب نے یہ شکایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی طبیعت میں سختی زیادہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آخری وقت میں کئی ایسے صحابہ آئے جنہوں نے کہا:

"آپ خدا کو کیا جواب دیں گے' جب وہ پوچھے گا کہ تم نے عمرؓ کو ان کی درشت مزاجی اور سخت گیری کے باوجود کیوں خلیفہ بنایا؟"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر سہارا لے کر اٹھے اور کہا:

"تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو' میں کہوں گا کہ میں نے سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے۔"

یہ کہہ کر لیٹ گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ تحریر لکھوائی:

وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

یہ فرمان ہے ابو بکر بن ابی قحافہ کی طرف سے جو زندگی کی آخری منزل سے گزر کر آخرت کی پہلی منزل میں قدم رکھ رہا ہے۔

جہاں (حقیقت ایسی بے نقاب ہو کر سامنے آئے گی کہ) کافر ایمان لانے' بدکار سزا کا یقین کرنے اور جھوٹا سچ بولنے پر مجبور ہو گا۔

میں اپنے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ آپ کا فرض ہے کہ ان کی ہدایت اور حکم کے مطابق عمل کریں۔ ان کا انتخاب کر کے میں نے اپنے بس بھر اللہ' اس کے دین' اپنے ضمیر اور مسلمانوں کی بہبودی کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ عمر عدل و انصاف سے کام لیں گے۔ لیکن وہ ایسا نہ کریں تو ہر شخص کی طرح وہ اپنے اعمال کے ذمہ دار ہوں گے۔ میں نے تو بہر حال مسلمانوں کی بہبودی چاہی اور غیبی امور میرے علم سے باہر ہیں۔ ظالم کو جلد ہی اپنی بداعمالیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

والسلام علیکم و رحمتہ اللہ!

Marfat.com

سوانح حضرت خالدؓ بن ولید

ان کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات مندرجہ ذیل ہیں:

-1 خالدؓ نام 'ابو سلیمان کنیت' سیف اللہ لقب' قبیلہ بنو مخذوم کے بڑے نامور خاندان کے فرد تھے۔

-2 6ھ یا 8ھ کے درمیان آپؓ نے مدینہ میں آ کر اسلام قبول کیا اور پھر مدینہ ہی میں مستقل قیام اختیار کیا۔

-3 آپؓ نے مندرجہ ذیل غزوات میں حصہ لیا۔ غزوۂ موتہ جہاں تین مسلم سالاروں (حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ) کی شہادت کے بعد آپؓ نے بڑی ہوشیاری سے دشمن کے پنجے سے اپنی باقی ماندہ فوج کو بچالیا۔ اس معرکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو "سیف اللہ" کا لقب دیا۔ فتح مکہ' غزوۂ حنین' طائف' تبوک' سریہ بنو خزیمہ' سریہ نجران' سریہ' یمن' سریہ' عزیٰ' مدعیان نبوت کا استیصال' مرتدین کی سرکوبی' عراق پر فوج کشی' جنگ مذار' جنگ کسکر' جنگ الیس' جنگ امغیشیا' حیرہ' ملحقات حیرہ' انبار کی تسخیر' عین التمر' جنگ خنافس اور حصید' جنگ ثنی وشبر' جنگ فرائض' فتوحات شام' دمشق' فحل' حمص' یرموک' معرکہ حاضر' قنسرین' بیت المقدس۔

-6 17ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے آپؓ کو لشکر کی سالاری سے معزول کر دیا' جسے آپؓ نے نہایت صبر سے برداشت کیا اور اطاعت امیر کے سلسلے میں ایک سچے مسلمان کی مثال پیدا کر دی۔

-5 آپؓ نے 22ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ آپؓ چند روز تک بیمار رہے تھے۔

-6 آپؓ کی پوری زندگی میدان جہاد میں گزری' لیکن شہادت کی آرزو پوری نہ ہوئی۔

-7 آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ایک ٹوپی میں سلوا لیے تھے' جس کو پہن کر میدان جنگ میں جاتے تھے۔ یرموک کے معرکہ میں یہ ٹوپی گر گئی تھی۔ اس پر آپؓ بہت پریشان ہوئے اور آخر کار بڑی تلاش کے بعد مل گئی۔ یہ آپؓ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کی نشانی تھی۔

-8 آپؓ نے پوری زندگی میں کسی معرکے میں شکست نہیں کھائی۔ کفار آپؓ کے نام

Marfat.com

سے ڈرتے تھے۔ آپؓ نے تقریباً سوا سو لڑائیوں میں حصہ لیا تھا' اس لیے تمام جسم پر زخموں کے نشان تھے۔

9- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بہت قدر کرتے تھے اور ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خالدؓ کو تم لوگ کسی قسم کی تکلیف نہ دو' کیونکہ وہ خدا کی تلوار ہے' جس کو اس نے کفار پر کھینچا ہے۔"

10- آپؓ کی پوری زندگی سپاہیانہ تھی' اس لیے مزاج میں حرارت اور تیزی تھی۔

11- جنگ یرموک میں قیصر روم کا سفیر جارج آپؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح

آپؓ کی زندگی کے نمایاں واقعات مندرجہ ذیل ہیں:

1- عامر نام' ابو عبیدہ کنیت' امین الامتہ لقب' والد کا اگرچہ نام عبداللہ تھا' لیکن دادا کی طرف منسوب ہو کر ابن الجراح کے نام سے مشہور ہوئے۔

2- آپؓ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ و دعوت پر مسلمان ہوئے تھے۔

3- دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر آخری دفعہ مدینہ شریف کی طرف ہجرت کر گئے۔

4- غزوۂ بدر میں اپنے کافر والد کو قتل کر دیا تھا۔

5- غزوۂ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں رخساروں میں چبھ گئی تھیں' جس سے سخت تکلیف ہوتی تھی' حضرت ابو عبیدہؓ نے دانت سے پکڑ کر کھینچا۔ اگرچہ ان کڑیوں نے نکلتے نکلتے آپؓ کے دو دانت شہید کر دیئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں دو دانت تو کیا جان بھی نثار ہو جاتی تو پروانہ تھی۔

6- عہد نبوت میں تقریباً تمام جنگوں میں شریک رہے۔

7- اہلِ نجران کے وفد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو بھیجا تھا کہ جھگڑوں کا فیصلہ کریں اور روانہ ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:
"یہ امت کا امین ہے' اس کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔"

Marfat.com

8- عہد صدیقی میں 13ھ میں آپؓ کو شام کی مہمات کا سالار اعلیٰ بنا کر بھیجا گیا۔

9- فتح دمشق، معرکہ فحل، فتح حمص، یرموک (جس میں ستر ہزار رومی ہلاک اور تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔) بیت المقدس وغیرہ سب شہر فتح کیے۔

10- 17ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے خالدؓ کو دمشق کی امارت سے معزول کر کے یہ امارت حضرت ابو عبیدہؓ کو تفویض کی۔

11- 18ھ میں جب عرب میں قحط پڑا تو آپؓ نے نہایت سرگرمی سے شام سے چار ہزار اونٹ غلّے کے بھیجے۔

12- 18ھ میں جابیہ میں پہنچ کر طاعون میں مُبتلا ہوئے تو آخری وقت میں حضرت معاذؓ بن جبل کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خود فوت ہو گئے۔

13- آپؓ نے 58 سال کی عمر پائی۔ اس قلیل عرصہ میں آپؓ نے حیرت انگیز کارنامے دکھائے۔

14- خوف خدا آپؓ کی سیرت کا بہت درخشندہ پہلو ہے۔

15- آپؓ نے ساری زندگی نہایت سادگی سے گزار دی تھی۔

16- ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے آپؓ کے پاس چار سو دینار اور چار ہزار درہم بطور انعام بھیجے۔ آپؓ نے تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی اور اپنے لیے ایک حبّہ بھی نہ رکھا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا تو فرمایا' الحمد للہ کہ اسلام میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔

17- ایک دفعہ حضرت عمرؓ آپؓ کی قیام گاہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ وہاں ڈھال' تلوار اور اونٹ کے کجاوے کے سوا کچھ بھی سامان راحت موجود نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "ابو عبیدہؓ کاش تم ضروری سامان تو فراہم کر لیتے۔"
آپؓ نے جواب دیا کہ: "امیر المومنین ہمارے لیے یہی بس ہے۔"

حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے سوانح حیات

آپؓ کی زندگی کے اہم واقعات درج ذیل ہیں:

1- آپ رضی اللہ عنہ خاندان بنو امیّہ کے چشم و چراغ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان شجاعانِ اسلام میں ہوتا ہے' جنہوں نے باطل کے مقابلے پر اپنی نوک شمشیر

Marfat.com

سے تاریخ اسلام کا ایک ولولہ انگیز باب رقم کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے۔

2- آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کے ساتھ فتح مکہ (رمضان 8ھ) میں اسلام قبول کیا تھا۔

3- قبول اسلام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے غزوۂ حنین (شوال 8ھ) میں شرکت کی۔

4- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے آغاز میں ہی فتنہ ارتداد کو کچلنے کے بعد جب شام کی مہم کا آغاز کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر بنا کر روانہ کیا اور وداع کرتے وقت ان کا ہاتھ پکڑ کر جوش محبت سے فرمایا:

"یزیدؓ میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں' تم پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو۔ تم میرے سب سے پہلے سپہ سالار ہو (جو مدینہ سے رخصت ہو رہے ہو)"

5- معرکہ اجنادین میں آپ رضی اللہ عنہ نے زبردست شجاعت کا ثبوت دیا اور یہ معرکہ فتح ہو گیا۔

6- معرکۂ دمشق میں شامل رہے اور حیرت انگیز بہادری کا ثبوت دیا۔

7- شام کے تمام معرکوں میں شامل رہے اور رومیوں کی بیخ کنی کرنے کا زبردست کام کیا۔

8- طاعون کی وبا میں جب سالار لشکر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی جگہ شام کا والی مقرر کیا۔

9- معرکۂ قیساریہ کے دوران بیمار ہوئے اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت امیر معاویہؓ کو اپنا جانشین بنا کر دمشق واپس آگئے اور یہیں 18ھ یا 19ھ میں فوت ہو گئے۔

Marfat.com

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کے مکتوبات

1- سوانح حضرت عمر فاروقؓ
2- حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے نام
3- مرکزی شہیدوں کے نام
4- حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے نام
5- حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے نام
6- دریائے نیل کے نام

حضرت عمر فاروقؓ بن الخطاب خلیفہ دوم کے سوانح حیات

آپؓ کی حیات مبارکہ کے چند اہم واقعات مندرجہ ذیل ہیں:

1- عمر نام' ابو حفص کنیت' فاروق لقب' والد کا نام خطاب' والدہ کا نام حنتمہ' آپؓ کا خاندان بنو عدی تھا۔

2- آپؓ بہت ممتاز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ہجرت نبویؐ سے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔

3- نسب دانی' سپہ گری' پہلوانی اور خطابت میں مہارت پیدا کی تھی۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ شہسواری میں کمال حاصل کیا تھا' تجارت پیشہ تھا۔

4- 27 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ غالباً 7 بعثت کا واقعہ ہے۔

5- 13 نبویؐ میں ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ اس طرح 6 یا 7 سال تک کفار کے مظالم برداشت کیے۔

6- غزوۂ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا تھا۔

7- عہد رسالت ﷺ کے تقریباً تمام غزوات میں شامل رہے۔

8- آپؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

9- 10ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تو وہ بھی انؐ کے ہمراہ تھیں۔

10- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین

مقرر فرمایا تھا' یہ جمادی الاول 13ھ کا واقعہ ہے۔

11- حضرت ابو بکرؓ نے قرآن مجید کی تدوین کا کام آپؓ کے اصرار پر مکمل کیا تھا۔

12- آپؓ نے عراق کی مہمات کو سر کرنے کے بعد ایرانی حملوں کا بھی بھرپور جواب دیا اور قادسیہ کی جنگ میں ایرانیوں کو تباہ و برباد کر دیا' جس کے ساتھ ہی خاندان کسریٰ کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا اور درفش کاویانی (ایرانی جھنڈا) ہمیشہ کے لیے سرنگوں ہو گیا۔

13- معرکہ' نہاوند کے بعد آپؓ نے صرف ڈیڑھ سال میں کسریٰ کی حکومت بالکل نیست و نابود کر دی۔

14- اس کے بعد آپؓ نے مہمات شام کی طرف توجہ کی اور یرموک کی جنگ میں رومیوں کو ہمیشہ کے لیے کچل دیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ رومی ہلاک ہوئے جبکہ مسلمان تین ہزار شہید ہوئے۔

15- بیت المقدس میں 16ھ کو داخل ہوئے اور عیسائیوں سے معاہدہ طے پا گیا۔

16- اس کے بعد آپؓ نے مہمات مصر کو تکمیل تک پہنچایا اور فتح اسکندریہ کے بعد تمام مصر پر اسلام کا سکّہ بیٹھ گیا اور بہت سے قبطی خوشی سے مسلمان ہوئے۔

17- مغیرہؓ بن شعبہ کے ایک پارسی غلام فیروز نے جس کی کنیت ابو لولو تھی' صبح کی نماز میں آپؓ پر خنجر سے وار کیا جس کے صدمہ سے تین روز بعد پہلی محرم 24ھ بروز ہفتہ آپؓ کا انتقال ہو گیا۔

18- آپؓ کی تشکیل کردہ کمیٹی نے حضرت عثمانؓ کو آپؓ کا جانشین مقرر کیا۔

19- نظام خلافت کی بنیاد مضبوط کی' محکمہ احتساب قائم کیا' ملکی نظم و نسق کو سدھارا' بیت المال قائم کیا' نئے شہر' نئی فوجی چھاؤنیاں قائم کیں اور کئی تعمیرات کرائیں' بصرہ' کوفہ' فسطاط' موصل وغیرہ شہر آباد کرائے' فوجی انتظامات پر خاصی توجہ دی۔

20- آپؓ علم و فضل میں بہت اونچا درجہ رکھتے تھے۔ فقہ کا سلسلہ تو خاص آپؓ کا ساختہ پرداختہ تھا۔

21- خوف خدا' حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم' اتباع سنّت' زہد و قناعت' تواضع' عفو و درگزر' قانون کے معاملے میں سختی' رفاہ عام' خدا کی راہ میں دینا' مساوات' غیرت' یہ سب آپ کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے۔

Marfat.com

حضرت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے نام

خلیفہ مقرر ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ سب سے پہلا سرکاری مراسلہ تھا۔

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امیر المومنین عمر کی طرف سے ابو عبیدہ کو سلام علیک۔

میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں' جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے۔ جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا اور (کفر کے) اندھیرے سے ہٹا کر (دین کی) روشنی میں لا کھڑا کیا۔ میں تم کو خالدؓ بن ولید کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں۔ مسلمانوں کی بہبودی اور سربراہ کاری میں لگ جاؤ جو تمہارے اوپر بحیثیت امیر کے عائد ہوتی ہے۔ غنیمت کی امید میں ان کو جان جوکھوں کی کسی مہم پر نہ بھیجو اور کسی جگہ ٹھہرانے سے پہلے وہاں کے مقامی حالات اور راستہ سے واقفیت حاصل کر لو۔ جب کہیں رسالہ بھیجو تو اس بات کا خیال رکھو کہ اس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کافی ہو۔ تمہارا کوئی فعل یا فوجی پالیسی ایسی نہ ہو جس سے مسلمان تباہ ہوں۔ خدا نے تم کو میرا ماتحت بنا کر تمہاری آزمائش کی ہے اور مجھے تمہارا حاکم بنا کر میری آزمائش کی ہے۔ میں تاکید کرتا ہوں کہ دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے اپنی نظر ہٹائے رکھو اور دنیا کی محبت دل میں نہ آنے دو۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تم کو ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا۔ تم نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے نام

وجہ تحریر

فحل صوبہ اُردن کا ایک شہر تھا جس کے سامنے مسلمانوں نے اپنی فوجیں جمع کر رکھی تھیں۔ فحل والوں نے ندی نالوں کو توڑ کر وہاں دلدل بنا دی' لیکن مسلمانوں نے وہ جگہ

Marfat.com

نہ چھوڑی۔ اس سے پہلے جن سرداروں نے مسلمانوں کے مقابلے کی تاب نہ لا کر معاہدے کیے تھے' ان میں دو شرطیں لازمی ہوتی تھیں۔

1- مقررّہ جزیہ یا ٹیکس۔ 2- دیہاتوں پر خراج۔

لیکن اردن والے علاقے میں کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ وہاں کے سردار کاشت کار یا تو بھاگ گئے یا لڑ کر مغلوب ہوئے' اس لیے ان کی اور ان کے املاک کی حیثیت قانون اسلام میں "مال غنیمت" کی سی تھی' اس لیے مسلم فوج کے ایک فریق نے کہا کہ اردن کا دیہاتی علاقہ فوج میں تقسیم ہونا چاہیے' دوسرے فریق نے جس میں خود حضرت ابوعبیدہؓ بھی شامل تھے' کہا کہ زراعت ہمارے بس سے باہر ہے۔ سارے علاقہ کو دولت مشترکہ قرار دے کر سابق مالکوں کے پاس رہنے دیں اور خراج وصول کریں تاکہ موجودہ مسلمان اور آنے والی نسلیں اس کی آمدنی سے فائدہ اٹھاتی رہیں' چونکہ دونوں فریقوں میں کوئی مفاہمت نہ ہو سکی اس لیے فیصلہ مرکز کے حوالے ہوا' جس کے جواب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا:

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہؓ بن جراح کو سلام علیک!

اس خدا کا سپاس گزار ہوں' جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ تمہارا خط ملا' جس میں تم نے لکھا ہے کہ خدا نے اہلِ دین کی عزت بڑھائی اور اپنے دشمنوں کو خوار کیا اور ہمارے دشمنوں کو ٹھکانے لگا کر ہماری مشکل آسان کی۔ شکر بجا لاتا ہوں اس آقا کا جس کی عنایتیں ماضی اور حال میں ہمارے شامل حال رہی ہیں' جس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سلامت رکھا اور دوسری کو شہادت سے نوازا۔ دعا ہے کہ وہ مولا کی خوشنودی اور مکرمت سے بہرہ ور ہوں۔ اس سے التماس ہے کہ ان کی قربانی کے اجر سے ہم کو محروم نہ فرمائے اور ان کے بعد ہم کو آزمائشوں میں نہ ڈالے۔ وہ خلوص کے ساتھ مالک کے وفادار رہے۔ اپنی ذمہ داریاں بوجہ احسن انجام دیں اور ان کی ساری تگ و دو اپنے ربّ کی خاطر تھی۔

تم نے لکھا ہے کہ جس سرزمین (اُردن) کو مسلمانوں نے بزورِ تلوار فتح کیا ہے' اس کے بارے میں مسلمانوں کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ وہاں کے باشندوں کو بحال رکھا جائے اور ان پر جزیہ لگایا جائے اور وہ زمین کی کاشت کرتے رہیں اور دوسری جماعت کی رائے ہے کہ چونکہ یہ علاقہ بزور تلوار فتح ہوا ہے اس کو مسلمانوں میں بانٹ دیا جائے۔ اس معاملہ پر

Marfat.com

میں نے خوب غور کیا' میری رائے یہ ہے کہ مفتوحہ علاقے کے باشندوں کو بحال رکھو' ان پر جزیہ لگا دو اور جزیہ کی آمدنی مسلمانوں میں بانٹ دو۔ باشندے (حسب معمول) زمین کی کاشت کرتے رہیں' کیونکہ وہ زراعت کی مسلمانوں سے بہتر سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور کاشت کا کام اجنبی لوگوں کی نسبت زیادہ عمدہ انجام دے سکتے ہیں۔ اگر ہم نے باشندوں کو غلام بنالیا' تو ہمارے بعد آنے والی نسلوں کا کون کفیل ہوگا؟ بخدا (وہ عجیب کسمپرسی کے عالم میں ہوں گی) نہ کوئی ان سے بات کرنا روا رکھے گا اور نہ وہ کسی سے بات کرنے کے لائق ہوں گی اور نہ کسی ذمی کی دولت یا جائیداد سے ان کو کوئی نفع پہنچ سکے گا۔ جب تک یہ مسلمان جوان کو غلام بنائیں گے' زندہ ہیں' ان سے نفع اٹھائیں گے' جب ہم اور وہ (غلام) مر جائیں گے تو ہماری اولادیں ان غلاموں کی اولاد سے فائدہ اٹھائے گی اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا اور یہ لوگ ہمیشہ اہلِ اسلام کے...... جب تک اسلام سر بلند ہے...... غلام بنے رہیں گے' لہٰذا تم جزیہ لگاؤ اور غلام بنانے سے باز رہو۔ دھیان رکھو کہ کوئی مسلمان ان پر ظلم نہ کرے' نہ ان کو کسی کام کا نقصان پہنچائے' نہ ان کے مال و دولت سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھائے۔

مرکزی شہروں کے نام

وجہِ تحریر

خالدؓ کی معزولی پر شام' عراق اور خاص طور پر مدینہ میں غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ ایک ایسے سپہ سالار کی توہین آمیز برطرفی سے ہر طرف دل بے چین ہو گئے جس کا جھنڈا ہمیشہ اونچا رہا تھا اور جس نے اسلام کی سربلندی کے لیے بے مثال خدمت انجام دی تھی' اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے ضروری ہو گیا کہ اپنے اقدام کی عوام کے سامنے صفائی پیش کریں' چنانچہ یہ مراسلہ مرکزی شہروں کو بھیجا گیا۔

مراسلہ

میں نے خالدؓ کو خیانت یا عتاب کی بنا پر معزول نہیں کیا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ (ان کی داد و دہش اور فتوحات نے) لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ (خدا کو

Marfat.com

چھوڑ کر) خالدؓ پر اعتماد نہ کرنے لگیں (کہ فتوحات ان کی وجہ سے ہوتی ہیں) اور ان کو مشکل کشا سمجھنے کی آزمائش میں نہ پڑ جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ خالدؓ کی معزولی سے وہ جان لیں کہ مشکل کشا بس اللہ ہے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے نام

وجہ تحریر

ایرانی مہمات کے لیے حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو سالار لشکر مقرر فرمایا تھا' جنہوں نے بہت سے معرکوں کے بعد اب اپنی فوج کو ایران کے شہر شراف کے سامنے جمع کر لیا اور وہاں کے حالات لکھ کر مرکز خلافت میں بھیجے تاکہ ضروری ہدایات اور رہنمائی حاصل کریں۔ جواب میں خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے لکھا:

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

عمرؓ امیر المومنین کی طرف سے سعدؓ اور ساری مسلم افواج کو اسلام علیک!

اپنی فوجوں کے ساتھ شراف سے فارس (قادسیہ) کی طرف بڑھو۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور اپنے تمام کاموں میں اس سے مدد مانگو۔ دھیان رہے کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑنے جا رہے ہو جو تعداد میں تم سے زیادہ ہے' جس کے ہتھیار تم سے بہتر ہیں' جو بڑی بہادر ہے اور ایک ایسے ملک میں داخل ہو رہے ہو جو اگرچہ میدانی ہے' پھر بھی دریاؤں' نہروں اور اندھیری راتوں کی وجہ سے یہاں نقل و حرکت دشوار ہے۔ جب دشمن کی فوج یا اس کا کوئی سپاہی تم سے مقابل ہو تو اس کے حملہ کا انتظار کیے بغیر حملہ کر دو۔ دشمن کے ساتھ کسی قسم کا مباحثہ نہ کرو' اس بات کی پوری احتیاط رکھو کہ دشمن جو چالوں میں بڑا ماہر ہے' کوئی چال چل کر تم کو زک نہ پہنچا دے۔ اس کی مادی طاقت تم سے بہت زیادہ ہے اور تم اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہو جب پوری لگن اور ہمت سے اس کا مقابلہ کرو۔

جب قادسیہ پہنچو (قادسیہ عہد جاہلیت میں فارس "ایران" کا دروازہ تھا' جہاں فارسیوں نے عراق میں داخل ہونے والے ہر راستہ میں زیادہ فوجی استحکامات کیے تھے) جو

Marfat.com

فراخ، مسلح اور سرسبز بستی ہے جس کے آگے پل اور نہریں ہیں تو تم کو چاہیے کہ قادسیہ آنے والے سب راستوں پر مورچے جمالو اور تمہاری فوج (مغرب میں) صحرا ٔعرب اور (مشرق میں) آبادی کے درمیان کھلے میدان میں خیمہ زن ہو۔ فوج کو اس طرح مرتب کر کے تم پامردی سے اپنی جگہ ڈٹے رہو۔ جب دشمن دیکھے گا کہ (تم نے جنگ میں تاخیر کر کے) اس کی غذائی حالت نازک کر دی ہے تو وہ رسالوں' پیادوں اور اپنی ساری مسلح طاقت سے تم پر ایک شدید حملہ کرے گا۔ اگر اس حملہ میں تم صبر کا دامن پکڑے رہے' اس سے مقابلہ میں جان سپاری کو خوشنودی مولیٰ اور انعام ایزدی کا موجب سمجھا' اور صدق دل سے کوشش کی تو مجھے امید ہے تم کو فتح حاصل ہو گی۔ دشمن شکست کھا کر پھر کبھی اتنی بڑی تعداد میں مقابلہ نہ کر سکے گا اور اگر کیا بھی تو ان کے حوصلے پست ہوں گے۔ اگر شکست تم کو ہوئی تو صحرا (عربی علاقہ) تمہارے عقب میں ہو گا اور تم (دشمن کی) آبادی سے ہٹ کر اپنے صحرائی علاقہ کی طرف پلٹ سکو گے اور چونکہ تم دشمن کی نسبت اس علاقہ سے زیادہ واقف ہو گے اور اس لیے اس کی نسبت زیادہ جرأت سے تم پلٹ کر اس پر حملہ کر دو گے اور خدا تم کو فتح عطا کرے گا۔

ضروری ہے کہ جہاں تم کیمپ لگاؤ وہ کھلی اور سرسبز جگہ ہو اور جب تم کسی جگہ اترو تو اس کو چھوڑ کر پیچھے نہ ہٹو۔ کیوں کہ اس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہو گی اور تمہارے خلاف دشمن کا حوصلہ بڑھے گا۔ دشمن کی فوج میں جاسوس بھیجو اور اس کو زک پہنچانے کے موقع کی ٹوہ میں رہو۔ عزیز و بیگانہ کسی پر بھروسہ نہ کرو اور جہاں کیمپ لگاؤ' اس کے گردوپیش کا حال مجھے لکھو اور یہ بتاؤ کہ دشمن کے اگلے اور پچھلے دستے تم سے کتنے فاصلے پر ہیں۔ مجھے اس جگہ کا نام بھی بتاؤ' جہاں سے وہ چلے ہیں۔ مجھے القاء ہوا ہے کہ تم فارس فتح کر لو گے اور سربلند ہو گے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے نام

وجہ تحریر

مدائنی کی روایت کے مطابق حضرت سعدؓ سالار اعظم کو جاسوسوں سے معلوم ہوا تھا کہ فارسی فوجیں مدائن (دارالخلافہ) سے رستم اور دوسرے نامور سالاروں کی کمان میں روانہ ہو کر قادسیہ کے مضافات میں آ پہنچی ہیں۔ سعدؓ نے فوراً مرکز کو رپورٹ بھیجی

Marfat.com

جس میں لکھا تھا:

"فارسیوں کا ایک بڑا لیڈر جس کا نام رستم ہے گھوڑے' ہاتھی' بہت بڑی فوج اور سازوسامان کے ساتھ ہم سے لڑنے آگیا ہے۔ اس کے اور ہمارے درمیان صرف پندرہ میل کا فاصلہ ہے اور اس کے اور ابن کسریٰ (یزدگرد) کے مابین جو مدائن کے قصرابیض (مرمریں محل) میں مقیم ہے' نوے میل سے زیادہ مسافت ہے۔"

حضرت سعدؓ کا یہ نامہ پڑھ کر آپ نے انہیں یہ مکتوب بھیجا:

"تمہارا خط ملا۔ معلوم ہوا کہ دشمن کہاں تک پہنچ گیا ہے اور تمہارے اور ابن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے جو خدا کی رہنمائی چاہتا ہے' خدا اس کا دل اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔ ایک وفد کسریٰ کے پاس بھیجو' جو اس کو ایمان یا جزیہ یا بدرجۂ مجبوری جنگ کی دعوت دے۔* وہ اگر اسلام لے آئے تو اس کے حقوق و ذمہ داریاں تمہاری طرح ہوں گی اور اگر جزیہ دینا چاہے اور اسلام نہ لائے تو اس کی نیک عملی اس کے کام آئے گی اور بد عملی سے نقصان اٹھائے گا۔ اس کو جان کی امان دی جائے گی اور اس کی ذاتی جائیداد بحال رہے گی اور اس کے خلاف کسی قسم کی ناحق کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اگر وہ اسلام اور جزیہ دونوں سے انکار کردے تو پھر تم کو اس سے لڑتے ہوئے نہ تو گھبرانا چاہیے نہ اس کی بڑی فوج اور عمدہ ہتھیاروں سے پریشان ہونا چاہیے۔ اللہ سے مدد کی دعا مانگو اور فتح کے لیے اس سے لو لگاؤ اور اس پر بھروسہ کرو۔ جب تم دشمن کے مقابل ہو تو اپنے سورماؤں کو آگے بڑھاؤ لیکن اس شان سے نہیں کہ ان کی بے قدری ظاہر ہو اور نہ ان کو اندھادھند خطرے کے منہ میں جھونکو۔ جنگ کے شدائد صبر اور ہمت سے برداشت کرو۔ صبر فتح کی کنجی ہے۔ جنگ جیتو تو

---

* (حضرت سعدؓ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے سرداران قبائل میں سے چودہ نامور اشخاص منتخب کیے اور انہیں سفیر بنا کر مدائن روانہ کیا تاکہ شاہ ایران کو اسلام یا جزیہ قبول کرنے کی دعوت دیں' چنانچہ انہوں نے اسلام پیش کیا اور طرفین میں بڑی ردوقدح ہوتی رہی۔ آخر میں مسلمانوں نے کہا' اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی یاد دلاتے ہیں کہ ایک دن تمہاری زمین ہمارے قبضے میں آئے گی۔ مسلمانوں کی صاف گوئی پر غضبناک ہو کر اور مسلمانوں کی اس دلیری پر جھلا کر بادشاہ نے خاک دھول منگوا کر کہا کہ "لو یہ تم کو ملے گا۔" عمرو بن معدیکرب نے اس کو اپنی چادر میں لے لیا اور سعدؓ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے رکھ کر کہا "فتح مبارک ہو' دشمن نے خود اپنی زمین ہم کو دے دی" غرض سفیر واپس آگئے اور جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں)

Marfat.com

بھاگتی مشرک فوجوں کو پیچھے سے موت کے گھاٹ اتار دو۔ دشمن کے جوانوں کو قتل کر دو' لیکن بچوں اور عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ اپنی فوج کے عقب میں بھی دشمن کے کسی فرد کو نہ چھوڑو۔ اہل فارس اگر صلح کی پیشکش کریں تو اس شرط پر مانو کہ وہ اپنا گھر بار چھوڑ دیں گے۔ نہتے اور بے ضرر لوگوں کو اس شرط سے مستثنیٰ کر سکتے ہو' میرا حکم اچھی طرح سمجھ لو اور اس کے مطابق عمل کرو۔"

ایک خط میں کمک بھیجتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعدؓ کو لکھا' طلحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب سے جنگی امور میں صلاح مشورہ کرو کیونکہ ہر کاریگر اپنی صفت سے واقف ہوتا ہے' لیکن انہیں کوئی عہدہ نہ دو۔

دریائے نیل کے نام

بذریعہ حضرت عمروؓ بن عاص سالار افواج مصر

وجہ تحریر

مصر میں دستور تھا کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی کو عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر دریائے نیل میں ڈالا جاتا تھا۔ مصریوں کے عقیدہ کے مطابق ایسا کرنے سے دریا نیل کا پانی اونچا ہو کر کھیتوں میں پہنچنے لگتا تھا۔ بابلیوں کی فتح کے بعد جب وسطیٰ اور زیریں مصر اسلامی قلمرو میں آیا اور خراج کا انتظام مسلمانوں نے سنبھالا تو زمینداروں نے عمروؓ بن العاص سے عرض کیا کہ دریائے نیل کی ایک ریت (رسم) ہے جس کے زیر اثر اس کا پانی ہر سال بڑھتا ہے جب جون کی بارہ تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی بہترین لباس اور زیور پہنا کر دریا میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے دریا کا پانی اونچا ہو جاتا ہے۔ (یعنی دریا میں پانی زیادہ ہو جاتا ہے) اور ہماری اراضی سیراب ہونے لگتی ہے۔ گورنر نے کہا کہ اسلامی حکومت میں ایسی باطل رسموں کو زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔ کاشتکاروں نے تین ماہ انتظار کیا' لیکن نیل کا پانی نہ بڑھا تو کاشتکار جلاوطنی کی تیاری کرنے لگے۔ گورنر مصر گھبرائے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے مطلع کیا تو انہوں نے لکھا:

Marfat.com

گورنر کے نام مراسلہ

''تم نے ٹھیک کیا' بلاشبہ اسلام ماضی کی غلط رسموں کو مٹاتا ہے۔ میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں۔ جب میرا یہ خط ملے تو اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔''

دریائے نیل کے نام مراسلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

عبداللہ عمرؓ امیر المومنین کی طرف سے' دریائے نیل کے نام!

اگر تو مخلوق ہے تو تیرے بس میں نہ تو فائدہ پہنچانا ہے نہ نقصان۔

اور اگر تو اپنے ارادہ اور اختیار سے رواں ہے تو رک جا' ہمیں تیری ضرورت نہیں۔

اور اگر تو خدا کی دی ہوئی قوت سے بہہ رہا ہے تو پہلے کی طرح فراوانی سے بہہ۔

چنانچہ جب یہ رقعہ نیل میں ڈال دیا گیا تو دوسرے دن دریا کا پانی سولہ ہاتھ اوپر اٹھ گیا (یعنی کہ بہت زیادتی ہوگئی) اور زمینیں سیراب ہونے لگیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے سوانح حیات

نام اور نسب

سعدؓ نام' ابو اسحٰق کنیت' والد کا نام مالک اور ان کی کنیت ابو وقاص' والدہ کا نام حمنہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔

قبول اسلام

انیس سال کی عمر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلقین پر بارگاہ نبوتؐ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

Marfat.com

مکہ میں رہ کر ہی کفار کے ظلم وستم برداشت کیے۔ اسلام کا مذاق اڑانے پر اونٹ کی ہڈی مار کر ایک کافر کا سر پھاڑ دیا۔ اسلام کی حمایت میں یہ پہلی خونریزی تھی۔ اسلام کی راہ میں سب سے پہلا تیر بھی آپؓ ہی نے چلایا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا تو آپؓ بھی ہجرت کر گئے۔

سپاہیانہ زندگی

تقریباً تمام جنگوں میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جھنڈے گاڑ دیے۔ جنگ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کے نرغہ کو دور کرنے کے لیے آپؓ نے اس قدر تیزی اور تندی سے تیر اندازی کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے سعد...... تیر چلا...... میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔"

مہمات ایران میں آپؓ سپہ سالار لشکر تھے۔ ان مہمات میں قادسیہ کی جنگ ایک فیصلہ کن جنگ تھی، جس نے ایرانی حکومت کو تہ وبالا کر دیا۔ ایران کی کمر توڑ دینے کے بعد آپؓ نے عراق عرب کو زیر نگین کر لیا۔

فتوحات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے جب آپؓ دریائے دجلہ کو گھوڑوں پر سوار ہو کر پار کر کے مدائن میں داخل ہوئے تو ایرانی "دیواں آمدند دیواں آمدند" (دیو آگئے دیو آگئے) کہتے ہوئے بھاگ گئے۔ مدائن فتح ہونے کے بعد تمام عراق عرب پر مسلمانوں کا تسلّط ہو گیا۔

اب آپؓ سپہ سالاری کو چھوڑ کر مدائن کے صوبہ کے گورنر بنا دیے گئے۔ آپؓ نے سرکاری حکم پر کوفہ کا شہر آباد کیا، جس میں تقریباً ایک لاکھ سپاہی آباد کیے گئے تھے، جن کو بہت تنخواہیں دی جاتی تھیں۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت سعدؓ کو دوبارہ کوفہ کا والی مقرّر کیا، لیکن تین سال بعد معزول ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کے آخری سال سے آپ گوشہ نشین ہو گئے اور کسی سیاسی یا ملکی معاملے میں حصہ نہ لیا۔

وفات

55ھ میں ستّر برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔ جنازہ کی نماز کیلئے ان امہات المومنین

نے جو اس وقت زندہ تھیں' آپؓ کی میت کو مسجد کے حجروں کے سامنے منگوایا اور آپؓ کی نماز جنازہ پڑھی۔

فضل وکمال

آپؓ کی پوری زندگی عظیم الشان کارناموں سے بھرپور ہے جو ہمیشہ یاد رہیں گے۔ جاں نثاری رسول ﷺ آپؓ کا نمایاں کارنامہ ہے۔ زندگی کو نہایت سادگی سے گزارا۔ اگرچہ عقیق کے مقام پر عالیشان محلات تعمیر کرائے' مگر اس کے باوجود غذا اور لباس کی سادگی میں کچھ فرق نہ آیا۔ آپؓ کے سترہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کے سوانح حیات

نام ونسب

عمرو نام' ابو عبداللہ اور ابو محمد کنیت' والد کا نام عاص اور والدہ کا نام نابغہ تھا۔ قبل از اسلام بھی یہ خاندان معزز چلا آتا تھا۔ اس کی مخالفت میں باپ بیٹا دونوں خوب سرگرم رہے' مگر بیٹے (عمرو) کو اللہ پاک نے ایمان کی دولت سے نوازا۔

قبول اسلام

قبول اسلام سے پہلے آپؓ حبشہ میں مسلمانوں کو نکلوانے کے لیے نجاشی کے پاس بھی پہنچے مگر آپؓ کی کوششیں ناکام ہو گئیں اور نجاشی مسلمان ہو گیا جس کی باتوں سے متاثر ہو کر آپؓ نے بھی اسلام قبول کرنے کا تہیہ کر لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں خالد بن ولید بھی مل گئے جو خود اسی مقصد کے لیے جا رہے تھے۔ دونوں دربار رسالت ﷺ میں پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔

سپاہیانہ زندگی

آپؓ نے سریہ ذات السلاس' سریہ سواع میں اور اس کے بعد تقریباً تمام معرکوں میں شامل رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عمان کا عامل مقرر کر دیا تھا......

Marfat.com

حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں آپؓ نے مہمات عراق اور مہمات شام و مصر میں بڑی بہادری کے کام کیے' چنانچہ اجنادین' دمشق' فحل' یرموک' فلسطین اور بیت المقدس کے معرکوں میں حصہ لیا تھا۔ مصر کے گورنر بھی رہے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے 26ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ واقعہ تحکیم میں آپؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔

وفات

آپؓ غالباً 47ھ یا 51ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ آپؓ کی زندگی کا زیادہ حصہ جنگوں میں گزرا تھا۔ آپؓ عرب کے مُدبّرین میں سے تھے۔

Marfat.com

مکتوباتِ حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ سوئم

(ہم نے ان مکتوبات کے ساتھ چند خطبات بھی درج کر دیئے ہیں)

حضرت عثمانؓ بن عفان خلیفہ سوئم کے سوانح حیات

نام و نسب

عثمانؓ نام' ابو عبداللہ اور ابو عمر کنیت' ذوالنورین لقب' والد کا نام عفان' والدہ کا نام اروی تھا۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔

آپؓ کا خاندان ایامِ جاہلیت میں بھی غیر معمولی وقعت و اقتدار رکھتا تھا۔ آپؓ کے جداعلیٰ امیہ بن عبد شمس قریش کے رئیسوں میں سے تھے۔ آپؓ کا خاندان شرافت' ریاست اور غزوات کے لحاظ سے عرب میں نہایت ممتاز تھا اور بنوہاشم کے سوا اور دوسرا کوئی خاندان اس کا ہمسر نہ تھا۔

قبول اسلام

آپؓ کی عمر چونتیس سال تھی' جب آپؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلقین اور ترغیب سے اسلام قبول کیا تھا۔

شادی

آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

سے ہوا اور جب ہجرت مدینہ کے بعد آپؓ کی اہلیہ کا انتقال ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ اس طرح آپؓ ذوالنورین کہلائے۔

حبشہ کی ہجرت

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سمیت پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

بیر رومہ کی خریداری

مدینہ میں آنے کے بعد مہاجرین کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ آپؓ نے پہلے بارہ ہزار درہم دے کر بیر رومہ (کنویں کا نام) کے یہودی مالک سے اس کا نصف حق خرید لیا اور پھر حالات کا اندازہ کر کے بقیہ نصف حق بھی آٹھ ہزار درہم میں خرید کر اس کنویں کو عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

غزوات اور دوسرے حالات

1- اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کا حکم مانتے ہوئے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے تاکہ اہلیہ کی تیمارداری کی جا سکے، لیکن ابھی مسلمان بدر سے واپس لوٹے بھی نہ تھے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال کر گئیں۔

2- اس کے بعد آپؓ تقریباً تمام غزوات میں شریک رہے۔

3- صلح نامہ حدیبیہ کے موقع پر آپؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفیر بنا کر کفار قریش کی طرف مکہ میں بھیجا تھا۔

4- غزوۂ تبوک میں لشکر اسلام کے ایک تہائی حصے کے جملہ اخراجات تنہا آپؓ نے ادا کیے تھے، حالانکہ اس لشکر میں تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار شامل تھے۔

5- حجۃ الوداع میں آپؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

6- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی خلافت کے لیے نامزدگی کی وصیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہی لکھوائی تھی۔

7- حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ان کی تشکیل کردہ کمیٹی نے خلافت کے لیے حضرت عثمانؓ کی منظوری دی تھی۔

8- آپؓ چوتھی محرم 24ھ دوشنبہ کے روز خلیفہ مقرر ہوئے۔

9- 26ھ میں آپؓ نے حضرت سعدؓ ابی وقاص کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ ولیدؓ بن عقبہ کو گورنر بنایا۔

10- طرابلس' الجزائر' مراکش (جن کو اُس زمانہ میں افریقیہ کہا جاتا تھا) قبرص' طبرستان وغیرہ فتح کیے۔

11- بصرہ کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو 29ھ میں معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہؓ بن عامر کو گورنر بنایا۔

12- 31ھ میں قیصر روم تقریباً پانچ سو جہاز لے کر سواحل شام پر حملے کے لیے بڑھا۔ لیکن مسلمانوں نے نہایت جوانمردی سے تقریباً سارا بحری بیڑہ ہی تباہ کر دیا اور قسطنطین خود زخمی ہو کر بھاگ نکلا۔

آپؓ کی شہادت

1- آپؓ کے خلاف سازشوں کے پھیلنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرامؓ کی نئی نسل ان جذبات سے بے بہرہ تھی' جن کی وجہ سے ان کے آباؤاجداد نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے تھے۔

2- قریشی نوجوان بڑے بڑے عہدوں کو اپنا حق سمجھنے لگے تھے' اس لیے دوسرے قبائل میں اختلاف اور احتجاج کی تحریکیں منظر عام پر آ گئی تھیں۔

3- اس وقت کابل سے مراکش تک اسلام کے زیر نگین تھا—اور نومسلم قوموں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کا جذبہ ابھرنے لگا تھا۔

4- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت رحم دل تھے' اس لیے مفسدوں کے حوصلے بڑھ گئے۔

5- آپ رضی اللہ عنہ اپنے ذاتی مال سے اپنے عزیزوں کی مدد کیا کرتے تھے' لیکن حاسدوں اور مفسدوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف اقربا پروری کا پروپیگنڈا

Marfat.com

شروع کر دیا اور اس الزام پر زور دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ سرکاری بیت المال سے ان کی مدد کرتے ہیں۔

6- مختلف محکوم قوموں کے شریر لوگ انقلاب لانے کی فکر میں تھے۔

7- بنوہاشم بنوامیہ کے عروج کو پسند نہ کرتے تھے۔

8- عرب قبائل سرکاری عہدوں کے لیے خود کو قریش سے کم تر نہ سمجھتے تھے۔

9- مجوسی انقلاب لانا چاہتے تھے' یہودی مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے انہیں تباہ کرنا چاہتے تھے۔

10- کوفہ' بصرہ اور مصر سازشوں کے گڑھ بن گئے تھے۔ اشتر نخعی اور اس کے ساتھی نظام حکومت میں تبدیلی کے لیے کوشاں تھے اور ان لوگوں نے اپنے داعیوں کو مندرجہ ذیل طریقوں پر عمل کرنے کی ہدایت کی۔

1- بظاہر متقی و پرہیزگار بننا اور لوگوں کو اپنا معتقد بنانا۔

2- سرکاری ملازمین کو تنگ کرنا اور ہر ممکن طریقے سے ان کو بدنام کرنا۔

3- ہر جگہ امیر المومنین کی کُنبہ پروری اور ناانصافی کی داستانیں پھیلانا۔

11- 35ھ' آپؓ پر مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے مفسدین نے پتھراؤ کیا اور آپؓ زخمی ہو کر گر گئے۔ یہ مدینہ والوں کی کمزوری کی نشانی تھی کہ باہر کے مفسدین مسجد نبویؐ میں بھی پتھراؤ کرنے سے باز نہ رہے۔

12- باغیوں کی تعداد بڑھتی گئی اور انہوں نے کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کر لیا جو چالیس دن تک جاری رہا۔ اس دوران پانی تک اندر نہ جانے دیا۔

13- آپؓ کے جاں نثاروں نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورے بھی دیئے۔ جاں نثاروں نے خدمات بھی پیش کیں مگر آپؓ نے فتنہ و فساد پھیلانے یا تلوار نکالنے سے منع کر دیا اور فرمایا:

"اگر ایک شخص کا بھی ارادہ ہو کہ وہ باغیوں سے لڑے تو میں اس کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ میرے لیے اپنا خون نہ بہائے۔"

آپؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔

14- باغی مکان کے اندر گھس گئے اور انہوں نے آپؓ کو شہید کر دیا۔

15- جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ دو دن تک لاش بے

Marfat.com

گور و کفن پڑی رہی۔ باغیوں کا غلبہ تھا' اس لیے سنیچر کا دن گزار کر رات کو چند آدمیوں نے آپ کو حش کوکب (جنت البقیع) کے پاس' اب یہ جگہ بھی جنت البقیع میں داخل ہے) غسل دیئے بغیر ان ہی خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا۔ کل سترّہ آدمیوں نے نماز جنازہ پڑھی۔

16- یہ واقعہ محرم 26ھ میں پیش آیا۔

فضل و کمال

آپؓ پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ کبھی کبھی وحی کی کتابت بھی کی ہے۔ قرآن مجید کو ایک قرأت پر کر دیا۔ فقہ و اجتہاد میں کمال حاصل تھا۔ علم الفرائض (علم تقسیم ترکہ) میں اپنی مثال آپ تھے۔ خوف خدا' حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم' سخاوت' زہد' تواضع' ایثار' صبر و تحمل آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے نمایاں پہلو تھے۔

خلافت کے بعد پہلا خطبہ

حمد و ثناء اور درود و سلام کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! تم سب دارِ مسافرت میں ہو۔ عمر کا جو حصّہ باقی ہے' بس اس کو پورا کرنے والے ہو۔ اس لیے تم زیادہ سے زیادہ جو نیکی کر سکتے ہو' اپنے اپنے مقررہ وقت سے پہلے اسے کر گزرو۔ بس یہ سمجھو کہ موت اب آئی یا جب آئی۔ بہر حال اُسے آنا ضرور ہے۔ خوب سن لو۔ دنیا کا سارا تار و پود ہی مکر و فریب سے تیار ہوا ہے۔ اس لیے دیکھو کہیں تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ نہ دے جائے اور اللہ سے تم کو غافل نہ کر دے۔

لوگو! جو لوگ گزر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور ہاں سعی اور جدوجہد کرو۔ غفلت نہ برتو' کیونکہ تم سے غفلت نہ برتی جائے گی۔ کہاں ہیں وہ ارباب دنیا جنہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ اسے آباد رکھا اور اس سے ایک مدت تک بہرہ اندوز ہوئے۔ کیا دنیا نے ان لوگوں کو اپنے اندر سے باہر نہیں نکال پھینکا۔ تم دنیا کو اس مقام پر رکھو' جس پر خدا نے اسے رکھا ہے اور آخرت کی طلب کرو۔ اللہ نے دنیا کی اور جو چیز خیر ہے اس کی مثال اس طرح بیان کی ہے:

Marfat.com

"اے پیغمبر ﷺ آپ لوگوں کو بتا دیجئے کہ دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی جیسی ہے جسے ہم آسمان سے نازل کرتے ہیں۔" (کہف)

ولیدؓ بن عقبہ کے نام ایک فرمان

وجہُ تحریر

اسلام میں خود ذمیوں کے حقوق ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کا بھی بڑا خیال رکھتے اور ان کی جو بجا شکایات ہوتی تھیں' انہیں رفع کرتے تھے۔ چنانچہ نجران کے عیسائی جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کسی مصلحت کے تحت جلا وطن کر کے شام اور عراق میں آباد کر دیا تھا۔ ان کا ایک وفد ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چند شکایات لے کر حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ولیدؓ بن عقبہ کو جو کوفہ کے گورنر تھے' یہ فرمان ارسال فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

امیر المومنین عبداللہ عثمان کی طرف سے ولید بن عقبہ کے نام!

السلام علیکم!

میں اس معبود برحق کا شکر گزار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اُسقف (بشب) عاقب (VECAR) اور نجرانی عیسائیوں کے اکابر جو اس وقت عراق میں مقیم ہیں وہ مجھ سے ملے اور اپنی شکایات اور مشکلات بیان کیں اور انہوں نے یمن میں متروکہ اراضی کے بدلہ میں نجرانیوں کو عراق و شام میں اراضی دینے کا حکم صادر کیا تھا۔ علاوہ ازیں تم ان زیادتیوں سے بھی واقف ہو جو مقامی مسلمان ان لوگوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ان امور کے پیش نظر میں نے اُن کے جزیہ کی رقم میں سے تیس حُلّے (چھ سو روپے سالانہ) کی تخفیف کر دی ہے اور میں سفارش کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو وہ سب اراضی دے دی جائیں جو عمر رضی اللہ عنہ نے عراق میں ان کو دلوائی تھیں۔ علاوہ ازیں لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دو کہ نجرانیوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئیں' کیونکہ یہ ذمی ہیں جن کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ہم نے ذمہ لیا ہے۔ پھر میں

Marfat.com

ان سب سے واقف ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جو دستاویز ان کو لکھ کر دی تھی، اسے خود بھی دیکھو اور اس میں جو وعدہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گیا ہے اس کو پورا کرو اور پڑھنے کے بعد یہ دستاویز ان کو واپس کر دو۔

ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ کے سوانح حیات

آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ فتح مکّہ کے بعد ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر معافی یافتہ لوگوں میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی المصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ وہاں پہنچے تو ان لوگوں کے ڈر سے جو بلاوجہ تھا، واپس آگئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا بلکہ مجھے مارنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ میں مشکل سے جان بچا کر بھاگا ہوں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی مہم ان کی فہمائش کے لیے بھیجی، لیکن ان سرداروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نے تو ان کی صورت بھی نہیں دیکھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں الجزیرہ کے تحصیل دار تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے 25ھ میں ان کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر کیا لیکن وہاں شراب نوشی کی وجہ سے بدنام ہو گئے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول بھی کیا اور حد جاری کر کے کوڑے بھی لگوائے۔

32ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ربیعہ سالار لشکر کے نام

وجہِ تحریر

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ربیعہ ایک مشہور صحابی اور فوجی کمانڈر تھے۔ اور خراسان کے متعدد معرکوں میں شاندار کامیابی حاصل کر چکے تھے، لیکن ترک اور ایرانی ایک مرتبہ مسلمانوں کی

فوج کی گھات میں بیٹھ گئے اور اس طرح دھوکہ سے انہوں نے مسلمان فوج کا کافی نقصان کر دیا تھا۔ اس بنا پر ان لوگوں کی پست ہمتوں میں جان پڑ گئی اور اس میں پندار (غرور) پیدا ہو گیا۔ اسی عالم میں عبدالرحمٰنؓ بن ربیعۃ الباہلی نے جو خراسان کے ایک شہر باب میں مقیم تھے، شہر بلنجبر کی طرف پیش قدمی کرنے کا منصوبہ بنالیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا اندازہ تھا کہ اس طرف حریف کے حوصلے بلند ہو گئے اور دوسری طرف عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ کے لشکر میں وہ لوگ آکر شریک ہو گئے ہیں جو خوش حال اور صاحب دولت و ثروت ہیں، اس بنا پر یہ مہم کامیاب نہ ہو گی اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰنؓ کو خط لکھا۔

مکتوب گرامی

"حریف کو کمین گاہ میں بیٹھنے سے جو کامیابی ہوئی ہے وہ اس پر اکڑا ہوا ہے، اس بنا پر تم جہاں ہو وہیں رک جاؤ اور مسلمانوں کو لے کر آگے نہ بڑھو۔ ورنہ مجھے ڈر ہے کہ ان کو کہیں ابتلاء پیش نہ آجائے۔"

ردّعمل

لیکن عبدالرحمٰنؓ پرجوش اور حوصلہ مند کمانڈر تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تنبیہ کی پروانہ کی اور فوج لے کر بلنجبر پر پیش قدمی کر بیٹھے۔ آخر نتیجہ وہی ہوا جس کا خطرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تھا۔ شروع میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی لیکن پھر ترکوں اور اہل بلنجبر نے پلٹ کر اس زور سے حملہ کیا کہ نہایت سخت جنگ ہوئی اور یہ لوگ اس پامردی اور جوش سے لڑے کہ اسلامی فوج کو شکست ہو گئی اور عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ جن کا لقب ذوالنور تھا، اس معرکہ میں کام آگئے۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے نام فرمان

وجہ تحریر

ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے جو کوفہ میں تعلیم قرآن کی خدمت انجام

Marfat.com

دیتے تھے' حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے لوگ جو مسلمان تھے اور کوفہ میں آباد ہو گئے تھے' ان میں سے بعض اشخاص و افراد ایسے ہیں جو مسیلمہ کذّاب کے گُن گاتے ہیں اور اس کی طرح طرح سے مدح سرائی کرتے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے جواب میں آپؓ نے انہیں لکھا:

فرمان خلافت

"ان لوگوں کو دین اسلام اور کلمہ شہادت کی دعوت دو۔ ان میں سے جتنے آدمی اس دعوت کو قبول کر لیں اور مسیلمہ کذاب سے قطعاً منکر ہو جائیں ان کو قید سے رہا کر دو اور جو ایسا نہ کرے اس کو تہ تیغ کر دو۔"

شہری مسلمانوں کے نام ایک گشتی مراسلہ

وجۂ تحریر

اس مراسلہ کا مقصد باغیوں کو یہ دکھانا اور یقین دلانا تھا کہ صرف تم چند لوگ ہو جو شورش برپا کیے ہوئے ہو' ورنہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت جس میں اکابر صحابہ اور نامورانِ اسلام شامل ہیں' دل سے حضرت عثمانؓ کے وفادار اور مطیع و فرماں بردار ہیں۔

اس مراسلہ کا مضمون مندرجہ ذیل تھا۔

اصل مراسلہ

"اللہ عزّ و جلّ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے خدا کے احکام لوگوں تک پہنچائے۔ جب اپنا فرض ادا کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے پیچھے ایک کتاب چھوڑ گئے جس میں حلال اور حرام اور جو امور مقدر ہیں' ان سب کا بیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو لوگوں کی پسند اور ناپسند سے بے نیاز ہو کر نافذ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے' پھر مجھ کو اہل شوریٰ میں داخل کیا گیا' حالانکہ میں

نے اس کو نہ طلب کیا اور نہ مجھے اس کا علم ہی تھا۔ پھر اہل شوریٰ نے سب مسلمانوں کی موجودگی میں مجھ کو خلافت کے لیے منتخب کیا' حالانکہ مجھ کو نہ اس کی رغبت تھی اور نہ میں نے اس کی خواہش کی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد میں نے معروف پر عمل کیا' منکر پر عمل نہیں کیا۔ میں اپنے کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کا پیروکار رہا ہوں اور خود متبوع (جس کی اطاعت کی جائے) نہیں بنا۔ میں مقتدی رہا ہوں۔ متبوع نہیں ہوا۔ لیکن جب معاملات انتہا کو پہنچ گئے اور شر نے شر پسندوں پر غلبہ پالیا تو بغیر کسی سبب کے لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کینہ اور دشمنی رکھنے لگے۔ ان مفسدین نے خواہ مخواہ میری عیب جوئی شروع کر دی اور جو ان کے جی میں آیا' اس کا مجھ پر الزام لگانے لگے۔ میں نے اس پر صبر کیا' حالانکہ میں سب کچھ دیکھتا اور سنتا تھا۔ لیکن برسوں تک میں ان کی حرکات کو نظرانداز کرتا رہا' مگر اب ان کی جرأت اور جسارت حد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں حرم مدینہ اور دارالہجرت میں مجھ پر حملہ کیا ہے اور بہت سے اعراب ان کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ درحقیقت ان قبیلوں کی طرح ہیں جن سے غزوۂ احد میں ہم کو سابقہ پیش آیا تھا۔ اس لیے اب میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے جس جس کے لیے ممکن ہو وہ میرے پاس پہنچ جائے۔"

آپؓ کا آخری خطبہ

"خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو دنیا اس لیے دی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کا سامان کرو اور اس لیے نہیں دی ہے کہ تم اس کے ہی ہو کر رہ جاؤ۔ بلاشبہ دنیا فانی ہے اور آخرت غیر فانی۔ پس خبردار کہیں تم فانی پر غرہ (غرور) کر کے باقی رہنے والی چیز سے کنارہ کش نہ ہو جاؤ۔ پس باقی کو فانی پر ترجیح دو' کیونکہ دنیا کا ساتھ چھوٹ جانے والا ہے اور انجام کار جانا خدا ہی کی طرف ہے۔ پس اللہ سے ڈرو۔ یہ خوف خدا ہی خدا کی پکڑ کے لیے سپر کا کام دیتا ہے اور اس کے قرب کا ذریعہ بنتا ہے۔ لوگو! اللہ بڑا غیرت مند ہے۔ اس سے ہوشیار رہو۔ اپنی جماعت کا ساتھ نہ چھوڑو اور اپنی اپنی ٹولیاں الگ نہ بناؤ۔ قرآن ـــــ اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر نازل ہوئی' مت بھولو۔ کہ اس وقت جب تم ایک

دوسرے کے دشمن تھے' اللہ نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کی رحمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

بیعت خلافت کے بعد تمام ملک میں بھیجے گئے فرمان کا ایک اقتباس

"اتباع اور اطاعت ہی سے تم کو یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔ پس دنیا طلبی تم کو تمہارے مقصد سے برگشتہ نہ کرنے پائے۔ امت میں تین اسباب کے جمع ہو جانے کے بعد بدعات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ (1) دولت کی بہتات' (2) لونڈیوں سے اولادوں کی کثرت' (3) اعراب اور اعاجم (غیر عرب) کا قرآن پڑھنا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کفر عجمیت میں ہے کیونکہ جب وہ بات نہیں سمجھ سکتے تو (خواہ مخواہ) تکلیف کر کے نئی نئی باتیں گھڑ لیتے ہیں۔"

حضرت عبداللہؓ ابن مسعود کے سوانح حیات

آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بہت نمایاں پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

1- نام عبداللہ' کنیت ابو عبدالرحمٰن' والد کا نام مسعود۔
2- شروع میں بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔
3- نوجوانی میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔
4- کفار کی مجلس میں پہلی بار بلند آواز سے قرآن سنانے پر آپ رضی اللہ عنہ کو اس قدر مارا گیا کہ چہرہ پر ورم آ گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھنا بند نہ کیا۔
5- پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر مدینہ شریف کی طرف ہجرت کر گئے۔
6- تقریباً تمام غزوات میں شامل رہے۔
7- 20ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے' جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے دس سال تک کام کیا۔
8- فطری طور پر رحم دل' نرم مزاج' عفو و درگزر کرنے والے تھے۔
9- آپؓ کوفہ میں بیت المال کے افسر بھی تھے۔
10- حضرت عثمانؓ نے آپؓ کو معزول کر دیا تھا۔

Marfat.com

11- حج کے لیے آتے ہوئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین بھی کی، جو آبادی سے دور رہتے تھے۔

12- 32ھ میں آپؓ بیمار ہوئے اور کچھ دنوں بعد وفات پا گئے۔

13- قرآن مجید سے خاص لگاؤ تھا۔ وہ فرماتے تھے:

"اگر کوئی شخص قرآن مجید کا مجھ سے زیادہ عالم ہوتا تو میں اس کے پاس سفر کر کے جاتا۔"

قرآن مجید کی تفسیر میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ قرأت میں غیر معمولی کمال حاصل تھا۔

14- احادیث بھی کثرت سے روایت کرتے تھے اور اس معاملے میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ روایت کرتے وقت بہت مؤدب ہو کر بیٹھتے تھے۔

Marfat.com

مکتوبات حضرت علیؓ خلیفہ چہارم

1- حضرت علیؓ کے سوانح حیات
2- حضرت امیر معاویہؓ کے نام
3- حضرت امیر معاویہؓ کے نام
4- حضرت امیر معاویہؓ کے نام
5- شیعیان کوفہ کے نام
6- حضرت عبداللہؓ بن عباس کے نام
7- ابو مسلم خولانی کے سوانح
8- حضرت جریرؓ بن عبداللہ بجلّی کے سوانح
9- حضرت عبداللہؓ بن عباس کے سوانح
10- حضرت معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کے سوانح

حضرت علیؓ بن ابو طالب خلیفہ چہارم کے سوانح حیات

نام

1- علیؓ نام' ابوالحسن اور ابوتراب کنیت' حیدر (شیر) لقب' والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی اور داماد تھے۔

بچپن

2- آپؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھر میں پرورش پائی تھی اور اسلام بھی وہیں قبول کر لیا تھا۔ بچوں میں اسلام قبول کرنے والے آپؓ پہلے تھے۔

3- ہجرت کی رات آپؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے تھے' حالانکہ یہ انتہائی خطرے کا مقام تھا۔ اس وقت آپؓ کی عمر بائیس تیئس سال تھی۔

4- آپ رضی اللہ عنہ تقریباً تمام غزوات میں شریک ہوئے اور اپنی بہادری سے کفار کو حیران کر دیا۔

5- 2ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی سیّدہ فاطمہؓ کا آپؓ سے نکاح کر دیا۔

6- فتح خیبر آپؓ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

7- ماہ ربیع الاول 11ھ کو حضوز اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا' تو آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں حضرت علیؓ نے بھرپور شرکت کی۔

Marfat.com

8- خلفائے راشدینؓ کے عہد خلافت میں مجلس مشاورت میں شامل رہے۔

9- حضرت عثمانؓ کی شہادت کے تین دن بعد لوگوں کے اصرار پر آپؓ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ یہ 18 ذی الحجہ 35ھ کا واقعہ ہے۔

10- حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے خلاف کارروائی نہ کرسکنے پر پریشان ہوئے اور جنگ جمل وقوع میں آئی۔

11- حضرت امیر معاویہؓ سے اختلافات کی وجہ سے جنگ صفین تک نوبت پہنچی۔

12- واقعہ تحکیم میں آپ رضی اللہ عنہ کے نمائندے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ غلط فہمی کا شکار ہوگئے۔

13- اس کے بعد خوارج کا فرقہ وجود میں آ گیا' جس سے آپ کو جنگیں لڑنا پڑیں۔

14- کرمان و فارس کی بغاوتوں کو فرو کیا۔

15- رمضان 40ھ میں آپؓ پر نماز کی حالت میں عبدالرحمٰنؒ بن ملجم نے زہر سے بجھائی ہوئی خنجر سے وار کیا جو بعد میں مہلک ثابت ہوا۔

16- آپؓ کا عہد خلافت ملکی انتشار اور مفسدوں کی فتنہ پروری کا شکار رہا۔ اس لیے فتوحات نہ ہو سکیں۔

17- آپؓ نے اپنی امکانی کوشش سے ملکی' سیاسی اور فوجی انتظامات میں قابل قدر کارنامے سرانجام دیئے۔

18- آپؓ کے فضل و کمال میں تفسیر اور علوم قرآن' علم حدیث' فقہ و اجتہاد' قضا اور فیصلے' علم اسرار و حکم' تصوّف' تقریر و خطابت اور علم نحو کی ایجاد سب کچھ شامل ہے اور ان سب میں آپؓ کو کمال حاصل تھا۔ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان تمام باتوں میں آپ سے ہی استفادہ کرتے تھے۔

19- ذاتی خوبیوں میں امانت و دیانت' زہد' عبادات' انفاق فی سبیل اللہ' شجاعت' دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک' اصابت رائے' خدا کی ذات کے معاملے میں بہت سختی' غرض ان تمام اوصاف میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔

20- گھریلو زندگی خوشگوار تھی۔

Marfat.com

حضرت امیر معاویہؓ کے نام

وجہ تحریر

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت کرلی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ پھر مکان میں تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت مغیرہؓ بن شعبہ آپؓ کے پاس آئے اور کہا:

"امیرالمومنین میں آپؓ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔"

آپؓ نے فرمایا: "کیا؟"

حضرت مغیرہؓ نے کہا: "اگر آپؓ اپنی خلافت کا استحکام چاہتے ہیں تو طلحہؓ ابن عبداللہ کو کوفے کا' زبیرؓ بن العوام کو بصرے کا گورنر بنادیجئے اور معاویہؓ ابن ابی سفیان کو شام کا بدستور گورنر رہنے دیجئے تاآنکہ ان پر آپؓ کی اطاعت لازم ہو جائے اور وہ آپؓ کے تابع ہو جائیں۔ (ہاں) جس وقت آپؓ کی خلافت مستحکم ہو جائے تو آپؓ کو اختیار ہے جسے چاہیں معزول کردیں' جسے چاہیں برقرار رکھیں۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا: "طلحہؓ اور زبیرؓ کے معاملے میں تو میں جلد غور کروں گا۔ رہے معاویہؓ تو بخدا (ان کے متعلق میرا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ) خدا مجھے وہ دن نہ دکھائے کہ میں اپنے کسی معاملے میں ان سے مدد لوں' البتہ میں انہیں اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر انہوں نے قبول کرلی' تو فبہا ورنہ میں ان سے جنگ کروں گا۔"

یہ سن کر حضرت مغیرہؓ خفا ہو کر اٹھ گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو (اپنے میر منشی) عبداللہؓ بن رافع سے یہ خط لکھوایا:

(یہ مکتوب آپؓ کی خلافت کا پہلا مکتوب ہے)

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

امیرالمومنین حضرت علیؓ کی طرف سے معاویہ کے نام!

امابعد!

Marfat.com

اگر عثمانؓ (خلافت کے) حقدار اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) رشتے دار تھے، تو میں بھی (خلافت کا) حقدار اور (رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) رشتے دار ہوں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے مہاجرین وانصار کی (مشترک) رائے سے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ رائے، عمل اور پسندیدگی وناپسندیدگی میں عام لوگ انہی کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا تمہیں چاہیے کہ فوراً میرے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ میں نے تمام گورنروں کو طلب کیا ہے تاکہ ان سے (اپنی خلافت اور فرماں برداری کا) اقرار لوں اور جو بار میری گردن پر آپڑا ہے، ان کی گردن میں بھی ڈالوں اور یہ ذمے داری وہ ہے جس سے میں نے اپنے دین اور امانت داری کو خریدا ہے اور جسے قبول کیے بغیر میرے لیے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پس اس خط کو دیکھتے ہی تم انشاءاللہ اپنے بلند رفقاء کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

حضرت امیر معاویہؓ کے نام

وجہ تحریر

جب شامیوں نے حضرت معاویہؓ کی امداد اور ان کا ساتھ دینے کا ارادہ کر لیا تو ابو مسلم خولانیؒ جو شام کے ایک مشہور عابد تھے، چند دیگر عابدوں کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؓ حضرت علیؓ سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بھلا یہ تو بتائیے کہ آپؓ ان کا مقابلہ کر ہی کیسے سکتے ہیں جبکہ آپؓ ان کے مقابلے کے لائق ہی نہیں۔"

حضرت معاویہؓ نے کہا کہ: "میرا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ میں فضل وبزرگی میں ان کا ہم پلہ ہوں، لیکن کیا آپؓ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید کیے گئے؟"

وہ بولے: "ہاں معلوم ہے۔"

حضرت معاویہؓ نے کہا: "بس تو علیؓ کو چاہیے کہ وہ ان قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں، پھر ہم خلافت ان کے سپرد کر دیں گے۔"

یہ سن کر ابو مسلمؒ بولے: "اچھا، تم علیؓ کو اس کے متعلق لکھو۔ میں تمہارا خط لے

Marfat.com

کر خود جاؤں گا۔"

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے نام خط لکھا۔ ابو مسلمؒ اسے لے کر روانہ ہوئے۔ کوفے پہنچ کر جب انہوں نے یہ خط حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؓ نے اسے پڑھ کر یہ جواب تحریر فرمایا:

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خدا کے بندے علی امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام!

امابعد!

خولانی تمہارا خط لے کر میرے پاس آئے۔ تم لکھتے ہو کہ عثمانؓ کو میں نے چھوڑ دیا اور لوگوں کو ان کی مخالفت پر ابھارا۔ حالانکہ میں نے یہ کچھ نہیں کیا۔ اس کے سوا کہ لوگ جب مرحوم سے ناراض ہوئے اور کچھ نے ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا اور کچھ نے انہیں قتل کر دیا تو اس موقع پر میں اپنے گھر بیٹھا رہا اور ان کے معاملے سے کنارہ کش ہو گیا۔ اب بھی تم مجھ ناکردہ گناہ کو قصوروار ٹھہراؤ اور جس بات سے واقف ہو اسے چھپاؤ تو تم جانو۔

رہا تمہارا مجھ سے قاتلان عثمانؓ کا مطالبہ تو اس کے لیے تیار نہیں' کیونکہ یہ خوب جانتا ہوں کہ تم اس مطالبے کو اپنی امیدوں اور منصوبوں کے پورا کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہو۔ عثمانؓ کے خون کا انتقام مقصود نہیں۔ اپنی جان کی قسم اگر تم اپنی سرکشی اور مخالفت سے باز نہ آئے تو تم پر وہی عذاب نازل ہو گا جو ہر شقی' گنہگار اور سرکش پر ہوتا چلا آیا ہے۔

والسلام!

حضرت معاویہؓ کے نام

وجہ تحریر

حضرت جریرؓ حضرت علیؓ کی خدمت میں آئے تو آپؓ نے فرمایا:

"جریر! تم میرا خط لے کے معاویہ کے پاس جاؤ اور تمہارے متعلق جو میری رائے

ہے اسے صحیح کر دکھاؤ۔ دیکھو اس وقت میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابی' مہاجرین' بدریین اور عقبیین موجود ہیں۔ لیکن اس کام کے لیے ان سب میں سے میں تمہارا انتخاب کر رہا ہوں' جس کی وجہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ یمنیوں میں جریر سب سے بہتر ہیں۔ لہٰذا تمہیں چاہئے کہ میرا خط معاویہ کے پاس لے جاؤ۔ اگر عام مسلمانوں کی طرح وہ بھی میری بیعت کر لیں تو خیر' ورنہ انہیں جنگ کا پیغام دے دینا اور یہ بھی بتا دینا کہ نہ میں ہی ان کی امارت پر راضی ہوں نہ عام مسلمان ہی ان کی حاکمیت پر رضامند ہیں۔ حضرت جریرؓ نے کہا مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ (آپؓ کے فرمانے پر) میں آپؓ کی اعانت سے باز رہوں۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاویہ سے آپؓ کے لیے کسی بھلائی کی امید نہیں۔ آیندہ جو اللہ چاہے گا وہ کرے گا۔

اس خط کی تحریر مندرجہ ذیل تھی۔

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

امّا بعد!

(اے معاویہ) اگرچہ تم شام میں تھے' لیکن میری بیعت مدینے میں تم پر لازم آگئی تھی' کیونکہ میرے ہاتھ پر انہی لوگوں نے بیعت کی تھی' جنہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور یہ بیعت بھی اسی خلافت پر تھی جس پر یہ لوگ پہلے خلفاء کی بیعت کر چکے تھے اور اس کے بعد پھر نہ کسی حاضر کو کوئی اختیار باقی رہا' نہ کسی غائب کو حق استرداد اور حقیقت میں شوریٰ کا حق بھی مہاجرین وانصار ہی کا ہے۔ جب وہ کسی شخص پر اتفاق کر لیں اور امام بنالیں تو اس کو خدا کی پسند اور رضا سمجھنا چاہیے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص ان کی جماعت سے نکل جاتا ہے تو اوّل تو وہ اسے واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں' لیکن اگر وہ واپسی سے انکار کر دے تو مسلمانوں کے خلاف چلنے کے جرم میں اس سے جنگ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی پسندیدہ چیز اسے عطا فرمائے گا اور اسے دوزخ میں جو بہت ہی بُری جگہ ہے داخل فرمائے گا۔

(معاویہ دیکھو) طلحہؓ اور زبیرؓ نے پہلے تو مدینہ میں میرے ہاتھ پر بیعت کی' پھر توڑ دی۔ ان کا یہ فعل ایک طرح کا ارتداد تھا۔ اس پر ہر طرح کی کوشش کے بعد مجھے ان سے لڑنا

پڑا، جس میں حق بات ہو کے رہی اور اللہ تعالیٰ کا وہ حکم نافذ ہو کر رہا، جسے وہ کسی طرح پسند نہیں کرتے تھے۔ (مجھے فتح ہوئی اور میری خلافت قائم رہی۔)

لہٰذا اب تمہیں بھی چاہیے کہ عام مسلمانوں کی طرح تم بھی میری بیعت میں آجاؤ، کیونکہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے حق میں سب سے بہتر بات عافیت ہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ تم خود اپنے لیے مصیبت مول لے لو۔ اگر تم نے خود مصیبت مول لے ہی لی تو میں مجبوراً تم پر حملہ کر دوں گا اور تمہارے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہو۔ تو دیکھو پہلے تم بیعت کرو، پھر قوم کو لے کر مجھ سے فیصلہ کرانے کے لیے لے آؤ تو میں کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تمہارا ان کا فیصلہ کر دوں گا۔ رہی وہ بات جس کا تم نے تہیہ کیا ہے (قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) تو یہ اس فریب کی طرح ہے جو بچے کو دودھ چھڑاتے وقت دیا جاتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر تم خواہشات کے تحت نہیں بلکہ عقل سے غور کرو گے تو عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے معاملے میں مجھے سب سے زیادہ بری پاؤ گے۔

معاویہ دیکھو تم طلقاء (فتح مکہ کے وقت از راہ کرم چھوڑے ہوئے افراد) میں سے ہو، جن کو نہ خلافت جائز ہے نہ جو امام بن سکتے ہیں اور نہ جنہیں شوریٰ میں شرکت کا ہی حق ہے۔ میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے پاس جریرؓ کو بھیج رہا ہوں۔ یہ صاحب ایمان اور مہاجرین سابقین میں سے ہیں، لہٰذا اب بھی بیعت کر لو اور (یاد رکھو) کہ خدا کے سوا کسی میں کوئی طاقت نہیں۔ والسلام!

شیعانِ کوفہ کے نام

وجہ تحریر

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے مقام نخیلہ میں کچھ دنوں کے لیے پڑاؤ ڈالا۔ لوگ کوفے کی طرف سے کھسکنا شروع ہو گئے اور آپؓ کے پاس صرف ایک ہزار کے

Marfat.com

لگ بھگ جمعیت رہ گئی۔ جب آپؓ نے یہ دیکھا تو آپؓ بھی کوفے میں تشریف لے آئے اور وہیں قیام فرمایا۔ جب حضرت علیؓ نے دیکھا کہ اہل کوفہ آپؓ کے ہمراہ اہلِ شام کے مقابلے کے لیے جانے سے جی چُراتے ہیں اور آپؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت معاویہؓ کے سواروں نے انبار پہنچ کر آپؓ کی مسلح پلٹن کاٹ ڈالی اور انبار کو لوٹ لیا تو آپؓ نے یہ خط تحریر فرما کر ایک شخص کو دیا اور فرمایا کہ جب لوگ جمعے کی نماز سے فارغ ہو جائیں تو اسے ان کے سامنے پڑھ دینا۔

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

یہ خط بندۂ خدا علی امیرالمومنین کی طرف سے ان کے کوئی گروہ کے نام ہے۔

تم پر خدا کی سلامتی ہو......

امّابعد!

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو اسے چھوڑ دیتا ہے، خدا اسے ذلت کا لباس پہناتا ہے اور اسے ایسی حالت میں حقارت کی چادر اڑھاتا ہے کہ خواری کا نشان اس شخص پر لگا ہوتا ہے اور وہ دوسروں کے ظلم وجور کا نشانہ بنتا ہے۔ (دیکھو) میں نے تمہیں ان لوگوں سے جہاد کرنے کی شب وروز اور ظاہر وباطن (ہر طرح) دعوت دی اور تم سے کہا کہ تم ان کے حملہ کرنے سے پہلے خود ان پر حملہ کر دو، کیونکہ جس قوم کے گھر کے صحن میں جنگ ہوتی ہے وہ ذلیل وزبوں ہو جاتی ہے اور اس کے دشمن اس پر جرّی ہو جاتے ہیں۔

قبیلۂ بنی عامر کا شخص انبار میں آیا اور اس نے ابن حسان البکری کو قتل کر دیا۔ تمہارے ہتھیار بند سپاہیوں کو پسپا کر دیا۔ بہت سے نیکوکاروں کو شہید کر دیا اور مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ وہ مسلمان اور معاہد عورتوں کے گھروں میں گھسے تھے تو ان کے پیروں سے پازیبیں اور گردنوں سے گلوبند اتار لیے گئے تھے اور وہ پوری کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے۔ ان میں سے کسی ایک کے خراش تک نہیں آئی۔ اگر کوئی شخص اس بات پر افسوس کرتا ہوا مر جائے تو میرے نزدیک ہرگز قابلِ ملامت نہیں بلکہ یہ بات ہے ہی اس قابل۔

کتنا تعجب ہے اس امر پر جو دلوں کو مردہ کرتا، غم کو بڑھاتا اور الم کو زیادہ کرتا ہے کہ لوگ تو باطل پر جمع ہو جائیں اور تم حق پر متفرق رہو۔ ارے خدا تمہیں غارت اور اپنی رحمت

Marfat.com

سے دور کرے۔ تم ہدف بن گئے ہو۔ تیر پر تیر کھا رہے ہو اور خود تیر نہیں چلاتے۔ تم پر چھاپے مارے جا رہے ہیں اور تم چھاپا نہیں مارتے۔ خدا کی نافرمانی کی جا رہی ہے اور تم اس پر راضی ہو۔ میں جاڑے کے موسم میں تم سے کہتا ہوں کہ جنگ کو چلو تو تم کہتے ہو' اس جاڑے پالے میں کیسے لڑ سکتے ہیں اور گرمی کے موسم میں کہتا ہوں تو کہہ دیتے ہو' ذرا گرمی کی شدّت کم ہو جانے دیجئے۔

یہ ساری باتیں موت سے فرار کی ہیں۔ جب تم گرمی اور سردی سے اس طرح بچتے ہو تو تلوار سے تو بخدا اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے۔ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تمہارا فرار ان (گرمی اور سردی) سے نہیں بلکہ تم تلوار سے بچتے ہو۔

اے مرد نہیں ـــ مرد نما لوگو ـــ اے بچوں کے پریشان خوابوں اور اے حجلوں میں پلی ہوئی عورتوں کی عقلو ـــ میں تو بخدا اب یہ پسند کرتا ہوں کہ خدا مجھے درمیان سے نکال کر اپنی رحمت میں داخل کرے۔ (تم میں رہنے پر موت کو ترجیح دیتا ہوں) کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور نہ پہچانتا۔ بخدا تم نے میرا دل غصے سے لبریز کر دیا۔ مجھے سخت تلخی میں مبتلا کر دیا اور میری نافرمانی کر کے میری اطاعت ترک کر کے میری رائے کو اس قدر فاسد کر دیا کہ قریش کہنے لگے:

"ابوطالب کے صاحبزادے بہادر تو ضرور ہیں لیکن فن جنگ نہیں جانتے۔"

کتنے تعجب کی بات ہے کیا ان میں کوئی شخص جنگ میں مجھ سے زیادہ ماہر و مشّاق اور تجربہ کار ہے؟ میں بیس سال سے بھی کم عمر میں میدان جنگ میں گیا تھا۔ اور اب تو مری عمر ساٹھ سال سے بھی متجاوز ہو چکی ہے۔ بات یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ اس شخص کی رائے ہی کیا جس کی پیروی اور اطاعت نہ کی جائے۔

والسّلام!

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ کے نام

وجہ تحریر

ابوالاسود نے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے چچازاد بھائی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو مال ان کے قبضے میں تھا' وہ بغیر آپ رضی اللہ عنہ کے علم و اطلاع کے خود کھالیا۔ میں اس معاملے کو آپ رضی اللہ عنہ سے چھپا نہیں سکتا' لہٰذا خدا آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے' اس طرف توجہ فرمایئے۔ امیرالمومنین نے اسے بھی جواب دیا اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ جو بیت المال کے افسر تھے ان کو مندرجہ ذیل مراسلہ بھیجا۔

مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

اما بعد!

میں نے تمہیں اس لیے اپنی امانت (حکومت) میں شریک کیا تھا اور اپنا ہمدم و ہمراز بنایا تھا کہ میری نظر میں میرے خاندان میں تم سے زیادہ باوثوق کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا لیکن تم نے جب دیکھا کہ تمہارے ابن عم (حضرت علی رضی اللہ عنہ) پر زمانہ سختیاں کر رہا ہے اور دشمن برسرپیکار ہے تو تم نے بھی اس کی حمایت سے منہ موڑ لیا اور دوسرے چھوڑنے والوں کی طرح تم نے بھی اسے چھوڑ دیا اور دیگر لوگوں کی طرح اس کی مدد نہ کی۔ امت کے جس مال پر تمہارا بس چلا' اسے تم نے اچک لیا جیسے تیز رفتار بھیڑیا زخمی بکری کو اڑا لے جاتا ہے۔

دیکھو—ذرا ٹھہرو (اور سوچو) گویا تم اپنی عمر پوری کر چکے ہو اور تمہارے اعمال تمہارے سامنے ایسی جگہ پیش کیے جا رہے ہیں' جہاں مغرور حسرت سے چیختا ہے اور حقوق ضائع کرنے والا توبہ کی اور ظالم دنیا میں (تلافی مافات کے لیے) واپس آنے کی آرزو کرتا ہے حالانکہ جائے فرار مسدود ہو گئی ہے۔ (تو اس وقت تم کیا کرو گے)

والسلام!

ابو مسلم خولانی کے سوانح حیات

وجۂ تحریر

عبداللہ ابن ثُوب (ابو مسلم خولانی) مشہور فقیہہ' عابد اور زاہد تابعی ہیں۔ حضور ﷺ کی حیات مبارک میں ہی ایمان لے آئے تھے' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب

Marfat.com

نہ ہو سکی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ آئے اور پھر ہجرت کر کے شام کو چلے گئے۔ آپؓ کو "حکیم الامت" کہا جاتا تھا۔ 62ھ 682ء میں وفات پائی۔

حضرت جریرؓ بن عبد اللہ بجلی کے سوانح حیات

یمن کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی اور مسلمانوں سے فرمایا: "کہ جب تمہارے پاس کوئی معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کرو۔" فتح مکہ کے بعد یمن کے بت خانے (کعبۂ یمانی) کے منہدم کرنے کی خدمت آپؓ کے سپرد ہوئی' چنانچہ آپؓ نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا۔ عہد فاروقیؓ کی جنگ جسر اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور فتح حاصل کی۔ عہد عثمانیؓ میں ہمدان کے گورنر بنا دیئے گئے۔ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں کوفہ چلے آئے' پھر بصرے آ گئے۔ جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ کے پیامبر بن کر حضرت معاویہؓ کے پاس گئے۔ اس سلسلے میں مالک اشتر وغیرہ نے بدگمانی کی تو خفا ہو کر پھر کوفے چلے گئے اور خانہ نشین ہو گئے' چنانچہ جنگ صفین میں شریک نہ ہوئے۔ 54ھ میں انتقال ہوا۔

حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ کے سوانح حیات

جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ مکے میں پیدا ہوئے اور آخر تک صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف رہے۔ مفسر قرآن مجید اور راوی حدیث تھے۔ آپؓ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں شریک رہے۔ آخر عمر میں جب آپؓ کی بصارت جاتی رہی تو بصرے میں گوشہ نشین ہو گئے۔ 68ھ 687ء میں انتقال فرمایا۔

حضرت امیر معاویہؓ بن ابو سفیانؓ کے سوانح حیات

آپؓ کی زندگی کے اہم واقعات و حالات مندرجہ ذیل ہیں:

1- معاویہؓ نام' ابو عبد الرحمٰن کنیت' والد کا نام ابو سفیانؓ تھا۔

Marfat.com

آپؓ کا خاندان زمانۂ جاہلیت سے ہی ممتاز رہا۔ آپؓ کے والد لشکر میں علمبردار ہوتے تھے۔

-2 روایات کے مطابق آپؓ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے اور حنین اور طائف کے غزوات میں شریک رہے۔

-3 فتوحات شام میں بہت کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور اکثر لشکر اسلامی کے سپہ سالار آپؓ ہی ہوتے تھے۔ قیساریہ کی جنگ میں آپؓ نے بہت بہادری اور عقلمندی سے مسلم لشکر کو رومیوں کے خلاف لڑوایا اور خود بھی خوب لڑے اور خونریز جنگ کے بعد رومی شکست فاش سے دوچار ہوئے اور ان کے اسّی ہزار سپاہی ہلاک ہوگئے۔

-4 حضرت عمرؓ ان کے تدبر اور سیاسی سوجھ بوجھ اور بلند حوصلگی کی وجہ سے ان کو ''کسرئے عرب'' کے لقب سے یاد کرتے تھے اور ان کے اوصاف کی وجہ سے ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں چار سال تک دمشق کے حکمران رہے۔

-5 اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے امیر معاویہؓ نے بحری حملوں کا آغاز کیا اور بحری قوت کو اتنی ترقی دی کہ اسلامی بحری بیڑہ اس عہد کے بہترین بیڑوں میں شمار ہوتا تھا۔ یہ کام آپؓ نے عہد عثمانیؓ میں سرانجام دیا۔

-6 طرابلس و شام' عموریہ' شمشاط' ملطیہ اور قبرص وغیرہ کی فتوحات کے بعد رومی آپؓ سے گھبراتے تھے۔ تیونس' الجزائر اور مراکش کی فتح کے لیے قیصر کے زبردست بحری بیڑے کو تباہ کر کے رومیوں کو شکست فاش دی۔

-7 حضرت علیؓ کی خلافت میں حضرت معاویہؓ نے تعاون نہیں کیا' بلکہ مخالفت کی اور جنگ صفین نے تحکیم پر مجبور کیا لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

-8 مصر پر قبضہ کر لیا اور حضرت علیؓ کے مقبوضات پر پیش قدمی کی۔

-9 40ھ میں حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ نے آپس میں صلح کر لی' جس کی رو سے شام کا علاقہ امیر معاویہؓ کو ملا اور عراق حضرت علیؓ کے حصہ میں رہا اور یہ شرط طے پائی کہ دونوں میں کوئی ایک دوسرے کے علاقہ میں دست اندازی نہیں کرے گا۔

-10 خارجیوں نے حضرت علیؓ' حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کو قتل

Marfat.com

کر دینے کا پروگرام بنایا اور اس کے مطابق برک بن عبداللہ نے حضرت امیر معاویہؓ پر حملہ کیا اور وہ زخمی ہو گئے۔ قاتل گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔ کچھ علاج کے بعد آپؓ شفایاب ہو گئے۔

-11 حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے لیکن حالات سے مجبور ہو کر آپؓ حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اس صلح کے بعد حضرت امیر معاویہؓ سارے عالم اسلام کے مسلمہ خلیفہ ہو گئے۔

-12 حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی چپقلش کے دوران بہت سی بغاوتیں ہوئیں جنہیں حضرت امیر معاویہؓ نے اب فرو کر دیا اور بہت سی فتوحات کیں۔ کابل اور سندھ تک بھی آپؓ کے لشکریوں کے قدم پہنچے۔

-13 یزید کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا۔

-14 59ھ میں بیمار ہوئے اور چند دن بعد فوت ہو گئے۔ بیماری کے دوران یہ تقریر کی:

"لوگو! میں اس کھیتی کی طرح ہوں جو کٹنے کے لیے تیار ہو۔ میں نے تم لوگوں پر اتنی طویل مدت تک حکومت کی کہ میں بھی اس سے تھک گیا۔ اور غالباً تم بھی تھک گئے ہو گئے۔ اب مجھے تم سے جدا ہونے کی تمنا ہے اور غالباً تمہاری بھی یہی آرزو ہو گی۔ میرے بعد آنے والا مجھ سے بہتر نہ ہو گا۔ جیسا کہ میں اپنے پیشرو سے بہتر نہیں ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ جو شخص خدا سے ملنے کی تمنا کرتا ہے' خدا بھی اس سے ملنے کا متمنی رہتا ہے' اس لیے خدایا اب مجھ کو تجھ سے ملنے کی آرزو ہے تو بھی آغوش پھیلا دے اور ملاقات میں برکت عطا فرما۔"

وفات کے وقت آپ کی عمر 78 سال تھی۔

-15 آپؓ نے ملک کو کئی صوبوں میں تقسیم کیا۔ حکام کے انتخاب میں اوصاف کا لحاظ رکھا۔ حکام کی نگرانی کی اور ان سے مکمل واقفیت رکھی۔ فوج کو بہت ترقی دی۔ قلعے تعمیر کرائے۔ بحری فوج کو بہت طاقتور بنایا۔ جہاز سازی کے کارخانے بنائے۔ امیرالبحر کی اسامی پر اچھے لوگ مقرر کیے۔ پولیس کو ترقی دی اور امن وامان قائم کیا۔ مشتبہ لوگوں کی نگرانی' ذرائع خبر رسانی اور پرچہ نگاری' دفاع عام کا کام' شہروں کی آبادی' نو آبادیاں قائم کیں' شیر خوار بچوں کے وظائف مقرر کیے' ذمیوں کی حفاظت' اسلام کی اشاعت وغیرہ آپؓ کے کارنامے ہیں۔

Marfat.com

حضرت حسن بصریؒ کا خط عمرؒ بن عبدالعزیز کے نام

سوانح حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

1- حسن نام' ابو سعید کنیت' والد کا نام یسار تھا۔ علمی کمالات کے لحاظ سے سر خیل علماء اور روحانی اور اخلاقی فضائل کے اعتبار سے سر تاجِ اولیا تھے۔ ان کے والدین غلام تھے۔

2- آپ رحمتہ اللہ علیہ 12ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' اس لیے گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھیں۔ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سایۂ شفقت میں پلے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک جب کہ ان کی عمر تیرہ چودہ سال کی تھی' بے تکلف ازواج مطہرات کے گھروں میں آتے جاتے تھے۔

3- آپؒ ایسے بابرکت ماحول میں پلّے تھے اور آپؒ کو ایسے بزرگوں کی صحبت میسّر آئی تھی کہ آپؒ کا دامن علم و عمل' فضل و کمال اور زہد و ورع اور جملہ اخلاقی اور روحانی فضائل سے مالامال ہو گیا۔

4- تفسیر اور حدیث میں کمال حاصل تھا۔ فقہ' قیاس' زبان و ادب' علم باطن' فضائل اخلاق' سوز و گداز' خشیت الٰہی' زہد و وراع' عمل اور اخلاص فی العمل' آپؒ کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے۔

Marfat.com

5- ہر قسم کے فتنوں سے دور رہتے تھے کہ اظہار حق میں ننگی تلوار تھے۔
6- بے کار اور بے نتیجہ باتیں نہیں کرتے تھے۔ آپؒ کے اقوال اور کلمات طیبات ایک انمول خزانہ ہے۔
7- 112ھ شب جمعہ کو فوت ہوئے اور جنازہ اتنا بڑا تھا کہ شہر خالی ہو گیا تھا۔
8- آپ بہت خوبصورت تھے' بارعب تھے اور بہترین لباس پہنتے تھے۔
9- امام شعبی آپ کے جانشین تھے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے نام مکتوب گرامی

وجہ تحریر

ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپؒ مجھ کو وعظ و نصیحت کیجئے۔ اس کے جواب میں آپؒ نے لکھا:

نفس مکتوب

بعد حمد و ثناء کے واضح ہو کہ:

سب سے بڑے ہول اور امور دہشت ناک تمہارے آگے ہیں اور تمہیں ان کو دیکھنا ضرور پڑے گا یا نجات سے یا تباہی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو کہ جو شخص اپنے نفس کو جانچتا رہتا ہے وہ نفع میں رہتا ہے اور جو اس سے غافل رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور جو شخص انجام کار پر نظر رکھتا ہے وہ نجات پاتا ہے اور جو ہوائے نفس کی اطاعت کرتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو شخص حلم کرتا ہے اس کو غنیمت ملتی ہے اور جو ڈرتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جو مامون رہتا ہے وہ عبرت پکڑتا ہے اور عبرت والا صاحب بصیرت ہوتا ہے اور اہلِ بصیرت فہیم ہوتا ہے اور فہیم آدمی واقف کار ہوتا ہے۔ پس جب تم سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس سے باز آ جانا چاہیے اور جب ندامت کرو تو خطا کو جڑ سے اکھاڑ دو اور اگر کوئی بات نہ آتی ہو تو پوچھ لو اور جس وقت تم کو غصہ آئے اس کو روکو۔

Marfat.com

سوانح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

آپؒ کی زندگی کے چند مشہور واقعات مندرجہ ذیل ہیں:

1- عمر نام' ابو حفص کنیت' والد کا نام عبدالعزیز' ماں کا نام ام عاصم تھا جو حضرت عمرؓ کے فرزند عاصم کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے والد عبدالعزیز مروان بن حکم کے بیٹے تھے۔

2- یزید کے عہد حکومت میں آپ مدینہ میں پیدا ہوئے تھے۔

3- بچپن مصر میں گزرا کیونکہ آپ کے والد مصر کے گورنر تھے۔ ابتدائی تعلیم وہاں ہی مکمل کی اور مزید تعلیم کے لیے مدینہ میں بھیج دیئے گئے جہاں مشہور محدث صالح بن کیسان میں ان کی تعلیم و تربیت ہوئی۔

4- مدینہ کے گورنر بنا دیئے گئے جہاں علم و فضل میں کمال حاصل کیا۔

5- ان کے والد عبدالعزیز کے فوت ہونے کے بعد ان کے چچا عبدالملک نے اپنی لڑکی فاطمہ سے ان کی شادی کر دی۔

6- علمائے کرام کو بلا کر ان سے کہا کہ میں آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا چاہتا' اس لیے میری رہنمائی فرمایا کریں۔

7- ولید بن عبدالملک بادشاہ وقت نے ان کو 88ھ میں لکھا کہ مسجد نبوی ﷺ نئے سرے سے تعمیر کی جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی نگرانی میں اس کی تعمیر کرائی اور زیبائش و آرائش کا اہتمام کیا۔

8- بہت سے کنوئیں کھدوائے اور پہاڑی راستے درست کیے۔

9- سلیمان بن عبدالملک ان کی خوبیوں کی وجہ سے بہت قدر کرتا تھا۔

10- آپؒ نے اپنے اعمال اقوال اور اوصاف سے خلیفہ راشدین کی یاد تازہ کر دی۔

12- آپؒ نے مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے فرمایا:

"ان لوگوں (بنوامیہ) نے ہم کو عطایا اور جاگیریں دیں۔ خدا کی قسم نہ انہیں ان کو دینے کا حق تھا اور نہ ہمیں ان کے لینے کا۔ اب میں ان سب کو ان کے اصلی حق داروں کو واپس کرتا ہوں اور اپنی ذات اور اپنے خاندان سے شروع کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر آپؒ نے اسناد شاہی کا تھیلا منگوایا اور قینچی لے کر کاٹتے رہے اور مزاحم

(منشی) پڑھ پڑھ کر سناتے رہے۔ صبح سے لے کر نماز جمعہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح آپؒ نے سب جاگیریں ان کے وارثوں کو واپس دے دیں۔

13- ظالم عہدہ داروں کو معزول کر دیا اور مظالم کا ازالہ کیا۔

14- شاہی خاندان کے سارے مخصوص وظائف بند کر دیئے۔ شان و شوکت کے سب اسباب ختم کر دیئے۔ بیت المال کی ہر قسم کی ناجائز آمدنیاں بند کر دیں۔

15- ذمیوں کے حقوق پر توجہ دی۔ بیت المال سے مفلسوں کی مدد کی۔

16- رعایا کی خوشحالی اور رفاہ عام کے کاموں پر خصوصی توجہ دی۔ سارے ممالک محروسہ میں کثرت سے سرائیں بنوائیں۔

17- مذہبی تعلیم کی اشاعت کے لیے بہت سے طریقے ایجاد کیے۔

18- بادشاہت کی رسمیں بند کیں' ان کے نشانات مٹا دیئے۔

19- خوارج اور ان کے پیدا کردہ فتنوں پر قابو پایا۔

20- آپؒ نے امور خلافت میں خلافت فاروقی کو اپنے لیے نمونہ عمل بنایا اور اس پر اپنی بساط کے مطابق عمل کر کے دکھایا۔

21- رجب 101ھ میں آپؒ کو کسی نے زہر دے دیا جس سے آپؒ ہلاک ہو گئے۔

22- آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت خوبصورت تھے۔ خلافت سے پہلے عیش و تنعم کی زندگی بسر کرتے تھے' لیکن خلافت کے بعد کی زاہدانہ زندگی نے رنگ و روپ بالکل بدل دیا۔

23- فضل و کمال اور فقہ و احادیث میں اس زمانے کے علماء آپؒ کے سامنے طفل مکتب تھے۔ تفسیر پر نہایت وسیع نظر تھی۔

24- آپؒ نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدوین اور اس کا تحفظ کیا۔ آپؒ نے احادیث کے مجموعے لکھوا کر تمام ممالک میں بھیجے تاکہ لوگ ہمیشہ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

25- علماء' فقہاء اور قرآء کی بڑی قدر دانی کرتے تھے۔

26- خلافت کے بعد بہت سادہ لباس اور سادہ غذا استعمال کرتے تھے۔

27- بہت عبادت گزار تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر خشیت الٰہی سے روتے تھے۔

28- اخلاق فاضلہ میں خشیت الٰہی' موت اور قیامت کا خوف' آیات قرآنی کا تاثر' دیانت' توکل' تواضع اور مساوات زیادہ نمایاں تھے۔

29- اپنی دینی' سیاسی' علمی اور مذہبی خوبیوں کی وجہ سے ''خلیفہ راشد'' کہلاتے تھے۔

Marfat.com

حضرت امام اوزاعیؒ کا خط خلیفہ منصور عباسی کے نام

سوانح حضرت امام اوزاعیؒ

بچپن میں عبدالعزیز نام تھا' لیکن بعد میں انہوں نے تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا۔ شام کے مشہور شہر بعلبک میں 85ھ میں پیدا ہوئے مگر زندگی بیروت میں گزری۔ بچپن میں ہی والدین فوت ہو گئے تھے' اس لیے تنگ دستی سے زندگی گزاری۔ پہلے پہل آپؒ نے یمامہ کے ممتاز محدث یحیٰی بن کثیر کی مجلس درس میں جانا شروع کیا۔ اس کے بعد مختلف تابعین اور تبع تابعین سے علم حاصل کیا۔ پھر علم و فضل اور حدیث و فقہ میں کامل ہونے کے بعد 113ھ میں جبکہ آپ کی عمر پچیس برس تھی' فتویٰ دینا شروع کر دیا اور باقاعدہ مجلس درس قائم کی۔ آپؒ کے سب سے زیادہ خاص شاگرد ہقل بن زیاد تھے۔ جن کا بیان ہے کہ استاد نے ستر ہزار مسئلوں کا جواب حدیث کی روشنی میں دیا۔ بہت سے علماء وقت نے فرمایا ہے کہ امام اوزاعیؒ سے زیادہ سنت نبوی ﷺ جاننے والا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ آپؒ سیرت و کردار میں صحابہ و تابعین کا نمونہ تھے۔ خلفائے بنو امیہ نے آپؒ کو کئی جاگیریں دیں اور نقد انعام سے بھی نوازا' مگر آپؒ نے کبھی ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اسی وقت یہ رقمیں فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیں۔

آپؒ بہت جرأت و حق گوئی کے مالک تھے اور آپؒ نے شاہان وقت سے بڑے وقار اور جرأت سے گفتگو کی ہے اور ان کی غلط باتوں پر نکتہ چینی کی ہے۔ اگلے صفحات میں ان کا ایک ناصحانہ خط جو خلیفہ منصور عباسی کے نام تھا' اس کا ترجمہ درج کرتے ہیں' جس سے آپؒ کی حق گوئی کا اندازہ ہو جائے گا۔

آپؒ بہت عابد اور متقی تھے۔ اکثر رات کے وقت نماز میں اتنا روتے کہ چٹائی بھیگ جاتی تھی۔ آپؒ کے اقوال بہت قیمتی ہیں۔

Marfat.com

آپؒ کی دو کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

1- کتاب السنن فی الفقہ 2- کتاب المسائل فی الفقہ۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ ربیع الاول 157ھ میں ایک غسل خانہ میں فوت ہوگئے تھے۔
دنیا آپؒ کے سامنے پیش کی گئی مگر آپؒ نے زہد و قناعت کی وجہ سے اس سے ہمیشہ گریز کیا۔
آپؒ کے زہد و قناعت کا اندازہ اس سے کرنا چاہیے کہ جب آپؒ کا انتقال ہوا تو پورا اثاثہ چند درہم سے زیادہ نہ تھا۔

آپؒ میانہ قد تھے۔ گندمی رنگ تھا' ہلکی ڈاڑھی جس میں مہندی کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

حضرت امام اوزاعیؒ کا خط خلیفہ منصور عباسی کے نام

ایک بار خلیفہ منصور عباسی نے ان کو خط لکھا اور یہ آرزو کی کہ کوئی خیر خواہانہ مشورہ دیں۔ جس کے جواب میں انہوں نے نہایت مختصر اور بلیغ خط لکھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"امیر المومنین آپ اپنے اوپر خدا کا تقویٰ لازم کر لیجئے اور تواضع اختیار کیجئے' خدا تعالیٰ آپ کو اس دن بلند کرے گا جس دن ان متکبرین کو جو ناحق زمین پر بڑے بنتے ہیں' ذلیل کرائے گا اور اچھی طرح غور کر لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قرابت خدا کے یہاں حق سے زیادہ آپ کو کچھ نہ دلائے گی۔"

خط میں امام اوزاعی نے منصور کی تین کمزوریوں کی توجہ دلائی ہے جنہوں نے اسے حد درجہ مستبد بنا دیا تھا' یعنی خوف خدا کی کمی' حکومت کا غرور اور نسلی شرف۔ اگر کوئی اہم دینی یا ملی ضرورت پیش آجاتی تھی تو بغیر طلب بھی اس کو خط لکھ کر اس طرف متوجہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ امام اوزاعیؒ کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ ہزاروں مسلمان رومیوں کے ہاتھ قید و بند کی مصیبت جھیل رہے ہیں اور منصور کو رہا کرنے کی کوئی فکر نہیں ہے تو انہوں نے ایک لمبا سخت خط لکھا جس میں منصور کی ذمہ داری کا ذکر کر کے مسلمان قیدیوں کی رہائی کی طرف توجہ دلائی' اس خط کا ترجمہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امت کا ذمہ دار اور نگہبان اس لیے بنایا ہے کہ آپ اس میں انصاف قائم کریں اور مسلمانوں کے ساتھ محبت اور شفقت میں نبی ﷺ کی سنت

Marfat.com

سے مشابہت پیدا کریں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمانوں پر اس وقت جو مصیبت آئی ہے' اس میں وہ آپ کو اطمینان نصیب کرنے اور ان پر رحم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس سال کی ابتداء میں (رومی) مشرکین کو جو غلبہ ہوا ہے' اس میں انہوں نے مسلمانوں کے گھروں کو روند ڈالا ہے۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو' ان کے گھروں اور قلعوں سے نکال کر ذلیل کیا ہے۔ یہ سب بندوں کے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ خدا نے ان کے گناہوں کو بہت کچھ معاف کر دیا ہے (ورنہ اور بڑی مصیبت آتی) تو بندوں کے گناہوں ہی کا نتیجہ ہے کہ عورتیں اور بچے اپنے گھروں اور پناہ گاہوں سے اس طرح نکالے گئے) کہ نہ ان کا کوئی مددگار ہے اور نہ ان کی طرف سے کوئی مدافعت کرنے والا ہے۔ عورتوں کی بے بسی کا حال یہ ہے کہ ان کے سر اور پیر ننگے ہیں اور یہ سب ہمارے دیکھتے اور سنتے ہو رہا ہے اور جس وقت خدا تعالیٰ اپنی اور ان کی عزت کی تخلیق پر نگاہ ڈالے گا' تو امیر المومنین اس بارے میں آپ کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ان کا فدیہ دے کر خدا کے غضب سے بچنے کا کوئی راستہ ڈھونڈنا چاہیے اور اس کی حجت سے کوئی مفر تلاش کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے کہا ہے کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں لڑتے نہیں اور کمزور مرد' عورتیں' بچے اس بستی سے نکلنے کی دعا کرتے ہیں۔

مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی پہنچا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اگر نماز میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس کو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں پریشان نہ ہو۔"

ان احکام کی موجودگی میں امیر المومنین مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ ان کو تکلیف دیں اور ان کی بے حرمتی کریں' آپ خدا کے راعی ہیں اور خدا تعالیٰ آپ کے اوپر راعی ہے' وہ آپ سے اس دن اس ذمہ داری کا پورا پورا حق چاہے گا۔ اس نے کہا کہ جس دن ہم انصاف کے ترازو لگائیں گے اس دن کسی پر کوئی ظلم نہ ہو گا' اگر کوئی رائی کے برابر بھی برائی کریگا تو ہم اس کو سامنے لائیں گے اور ہمارا حساب کافی ہے۔"

اہل تذکرہ بیان کرتے ہیں کہ اس خط کا یہ اثر ہوا کہ اس نے فوراً فدیہ دے کر مسلمانوں کو رہا کر لینے کا حکم دیا۔

جس وقت یہ خط پہنچا' اسی وقت اس نے فدیہ دیکر مسلمانوں کو چھڑا لینے کا حکم دیا۔

اس خط کی اہمیت کا پورا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب منصور کی مستبدانہ روش کو بھی نگاہ میں رکھا جائے۔

Marfat.com

حضرت امام ابو حنیفہؒ کا خط قاضی ابو یوسفؒ کے نام

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے سوانح حیات

1- آپؒ کا نام نعمان والد کا نام ثابت تھا۔ آپؒ کے والد پیدائشی مسلمان تھے۔

2- آپؒ کی پیدائش 80ھ میں ہوئی اور وفات 150ھ میں ہوئی۔

3- آپؒ کوفہ میں پیدا ہوئے جو عہد فاروقیؓ میں 17ھ میں امیر المومنین کے حکم سے آباد کیا گیا تھا۔ یہ شہر اس وقت علم و ادب کا مرکز تھا اور بڑے بڑے علماء وہاں رہتے تھے۔

4- آپؒ خوبصورت' خوش لباس اور خوشبو پسند کرنے والے تھے۔ خوش مجلس نہایت کریم النفس اور اپنے رفقاء کے بہت ہمدرد تھے۔ قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ امام صاحب کا قد میانہ تھا' نہ بہت کوتاہ نہ بہت دراز۔ گفتگو نہایت شیریں' آواز بڑی دلکش اور بڑے قادر الکلام تھے۔ اتنی خوشبو لگاتے تھے کہ آپؒ کی نقل و حرکت کا اندازہ خوشبو کی مہک سے ہو جاتا تھا۔

5- آپؒ ریشم کی تجارت کرتے تھے۔

6- آپؒ بہت سخی اور کریم تھے۔

7- آپؒ نے چار صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک' حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ' سہلؓ بن سعد الساعدی' ابوالطفیل عامرؓ بن واثل کو کوفہ' مکہ اور مدینہ میں دیکھا ہے۔ حضرت انسؓ کو بار بار دیکھا ہے۔

8- آپؒ کو پہلے علم کلام کا بہت شوق تھا اور اس میں آپؒ نے کمال حاصل کیا تھا پھر

Marfat.com

فقہ کی طرف راغب ہوئے اور اس میں حد درجہ کمال حاصل کیا۔

-9 آپؒ نے بے شمار اساتذہ سے علم حاصل کیا' لیکن آپؒ کے سب سے بڑے استاد حماد تھے جو بہت اونچے درجے کے عالم تھے۔ وہ بھی آپؒ کی بہت قدر کرتے تھے اور آپؒ سے دلی محبت رکھتے تھے۔

-10 یحییٰ بن قریس کہتے ہیں میں نے امام صاحب کو فرماتے خود سنا ہے کہ میں سب سے پہلے قرآن کو لیتا ہوں۔ اگر کوئی مسئلہ اس سے نہیں ملتا تو پھر سنت رسول ﷺ میں تلاش کرتا ہوں۔ اگر کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ دونوں میں نہیں ملتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے اقوال میں تلاش کرتا ہوں اور ان میں سے جو زیادہ پسند آتا ہے' اسے اختیار کر لیتا ہوں۔ مگر ان کے قول سے باہر نہیں جاتا۔ ہاں جب تابعین کا نمبر آتا ہے تو ان کا اتباع کرنا لازم نہیں سمجھتا جیسا انہوں نے اجتہاد کیا۔ میں بھی اجتہاد کر لیتا ہوں۔

-11 امام ابوداؤد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحمت نازل کرے اپنے زمانہ کے امام تھے۔

-12 فقہ حنفی صرف ایک شخص کی رائے نہیں ہے بلکہ چالیس علماء کی جماعتِ شوریٰ کی ترتیب دادہ ہے یعنی اکیلے امام صاحب ہی اس کے مرتب نہیں ہیں بلکہ آپؒ نے اس مقصد کے لیے چالیس علماء پر مشتمل جماعت شوریٰ تیار کی تھی۔

-13 اس وقت کے علماء کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ امام صاحب اپنے زمانے کے امام ہیں۔

-14 فقہ کو آپؒ نے اپنا دائمی مشغلہ بنا لیا تھا اور یہ آپؒ کے قرآن و حدیث کے بڑے عالم ہونے کا ثبوت ہے۔

-15 آپؒ نے شاہ وقت کی طرف سے منصب قضا قبول نہ کرنے پر کوڑے بھی کھائے اور جیل کی سزا بھی بھگتی۔ البتہ کوفہ کے مفتی بدستور رہے۔

-16 قاضی ابو یوسفؒ آپؒ کے بہت ہی محبوب شاگرد تھے۔ انہوں نے حکومتِ وقت کے دباؤ میں آکر سرکاری ملازمت اختیار کر لی تھی اور زمینوں کے متعلق تمام مسائل کو جمع کر کے ایک کتاب "کتاب الخراج" بھی ترتیب دی تھی جس پر آج تک عمل ہو رہا ہے۔

حضرت امام صاحب بھی اپنے شاگرد قاضی ابو یوسف کی بہت قدر کرتے تھے۔

قاضی ابو یوسف کے حاسدوں نے ہارون الرشید کے کان بھرنے چاہے مگر اس نے کہا:

Marfat.com

"میں نے جو کچھ کیا ہے (یعنی چیف جسٹس' قاضی القضاۃ مقرر کردیا ہے) ٹھیک کیا ہے۔ خدا کی قسم علم کے جس باب میں بھی میں نے ان کو جانچا کامل پایا۔ میں نے ان کے علمی امتیازات کے علاوہ مذہب میں بھی ان کے قدم کو استوار اور ان کے دین کو تمام آلودگیوں سے محفوظ پایا۔ اگر کوئی قاضی ابویوسف جیسا ہو تو پیش کرو۔"

(سیر الصحابہ جلد ہشتم صفحہ 86)

امام صاحب کی وصیّت

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کی وہ مشہور وصیت جس میں انہوں نے اہل سنت والجماعت کے تمام عقائد تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں اس سے اہل علم تو عام طور پر واقف ہیں' مگر اس کے علاوہ ایک اور وصیت بھی ہے جو انہوں نے خاص طور پر امام ابویوسف کو لکھ کر دی تھی' جس میں اخلاق' معاملات' معاشرت' سیاست کے متعلق بہت سی قیمتی ہدایتیں اور زریں اقوال ہیں جن سے ہر خاص و عام فائدہ اٹھا سکتا ہے' اس لیے ہم اس کا خلاصہ ذیلی عنوانات کے تحت یہاں نقل کرتے ہیں۔

حکومت واہل حکومت سے تعلقات

سلاطین کے پاس بہت کم آمدورفت رکھنا' ان سے ہر وقت اس طرح پر خطر رہنا جس طرح آدمی آگ سے پُر خطر رہتا ہے' جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو دربار شاہی میں نہ جانا' اس لیے کہ اس سے اپنا اعزاز و اکرام قائم رہتا ہے اور اس لیے بھی کہ سلطان اپنے مقابلہ میں کسی کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا اور جب وہ اپنے حاشیہ نشینوں میں ہوتا ہے تو اس وقت اس سے زیادہ گفتگو نہ کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ اس موقع پر اس کی خواہش یہ ہوگی کہ ان کے سامنے اپنے کو تم سے زیادہ عالم اور صاحب فضل ظاہر کرے' تو خواہ مخواہ تمہیں نیچا دکھانے کی کوشش کرے گا اور اس سے لوگوں میں تمہاری ذلت ہوگی۔

1- اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت اسلامی نقطۂ نظر سے حکومت اور ارکان حکومت کی اخلاقی حالت کیا تھی' امام صاحب نے ہر جگہ سلطان کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ اس وقت صاحب امر امیر المومنین اور خلیفتہ المسلمین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ خلفاء کے لیے سلطان کا لفظ بہت بعد میں مستعمل ہوا ہے۔ اس لفظ سے غالباً انہوں نے تغلب انفراد بالمجد اور ڈکٹیٹری کی طرف اشارہ کیا ہے۔

Marfat.com

اگر سلطان تم کو عہدۂ قضا پر مقرر کرنا چاہے تو پہلے دریافت کرلو کہ وہ تمہارے فقہی مسلک اور طریقۂ اجتہاد سے واقف ہے یا نہیں' ایسا نہ ہو کہ حکومت کے دباؤ سے تم کو اپنے فیصلہ کے خلاف عمل کرنے پر مجبور[1] ہونا پڑے اور پھر یہ بھی سوچ لینا کہ اگر تم نہیں قبول کرتے ہو تو اس جگہ پر کوئی ایسا آدمی تو مقرر نہیں کیا جائے گا' جو اس کا اہل نہیں ہے اور اس سے عام لوگوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے' پھر یہ بھی معلوم کرلو کہ تمہارا یہ تقرر علم و فضل کی وجہ سے کیا جارہا ہے۔[2]

سلطان کے وزراء اور اس کے حاشیہ نشینوں سے تعلقات قائم کرنے کی کوشش نہ کرنا' صرف سلطان سے تعلقات قائم کرنا' اس میں بھی خود پیش قدمی نہ کرنا' اس لیے کہ جب خود پیش قدمی کرو گے تو وہ اپنے اغراض تمہارے سامنے رکھیں گے' اگر تم انہیں پورا کرو گے تو پھر وہ تمہاری توہین کریں گے اور اگر پورا نہ کرو گے تو وہ تمہاری عیب چینی کریں گے۔

اظہارِ حق اور امر بالمعروف

اظہارِ حق میں کسی کی پروا نہ کرنا' خواہ وہ سلطان ہی کیوں نہ ہو' اگر کوئی شخص دین میں کسی بدعت کا موجد ہو رہا ہو تو علانیہ اس کی غلطی کو ظاہر کردینا' اگرچہ وہ شخص صاحبِ وجاہت و صاحبِ حکومت ہی کیوں نہ ہو' کیونکہ اظہارِ حق میں خداتعالیٰ تمہارا معین اور مددگار ہوگا اور اپنے دین کا محافظ و حامی ہے' اگر تم ایسا کرو گے' تو لوگوں کو دین میں رخنہ اندازی کی جرأت نہ ہوگی اور وہ تمہارے اظہار حق سے بھی خائف رہیں گے' خود بادشاہ سے اگر کوئی نامناسب اور دین کے خلاف حرکت صادر ہو تو صاف کہہ دینا کہ عہدۂ قضا کے لحاظ سے میں آپ کا مطیع ہوں لیکن کسی غلطی پر آپ کو مطلع کردینا میرا فرض ہے' خصوصیت سے جس کا تعلق علم دین سے ہو' اگر اس کے بعد بھی وہ نہ مانے تو تنہائی میں اس طرح سمجھانے کی کوشش کرنا کہ آپ کا یہ فعل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

1- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب شروع میں عہدہ قضا قبول نہ کرنے پر جس قدر مصر تھے' اب ان کا اتنا اصرار باقی نہیں تھا جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ امام صاحب نے حکومت سے استغناد کھا کر اب عہدۂ قضا کی اہمیت کو کافی بڑھا دیا تھا' اسی وجہ سے چند شروط کے ساتھ اس کے قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے' ان شروط کی تفصیل آگے آتی ہے۔

2- یعنی یہ تو نہیں ہے کہ وہ کہیں اپنے اغراض کے استعمال کے لیے انتخاب کر رہے ہیں۔

اگر وہ سمجھ جائے تو خیر ورنہ خدا سے دعا کرنا کہ وہ تم کو اس کے شر سے محفوظ رکھے' اس میں اتنا زیادہ اصرار نہ کرنا کہ وہ زچ ہو جائے اور تمہارا قلع قمع کر دے' اس سے دین کو نقصان ہو گا' اس حد تک اظہار حق کرو' جس سے وہ تمہاری دینی جدوجہد اور امر بالمعروف[1] سے واقف ہو جائے۔

علم اور اہل علم سے تعلق

تحصیل علم کو سب پر مقدم رکھنا' جب اس سے فراغت ہو چکے تو اس کے بعد جائز ذرائع سے مال حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ کیونکہ ایک وقت میں علم و دولت دونوں حاصل نہیں ہو سکتے۔

کسی شہر میں جاؤ تو وہاں کے علماء و فضلاء سے اس طرح ملو کہ ان کو رقابت کا خیال نہ ہو' کسی علمی گفتگو کا موقع آئے تو جو بات کہو خوب سوچ سمجھ کر کہو اور وہی بات کہو جس کا کافی ثبوت تمہارے پاس موجود ہو۔ اگر کبھی علمی مباحثہ کا موقع آ جائے تو نہایت جرأت اور استقلال کے ساتھ اس میں حصہ لو' دل میں ذرہ برابر بھی خوف وہراس رہے گا تو خیالات منتشر ہو جائیں گے اور زبان میں لغزش آ جائے گی جو لوگ علمی مجالس کے آداب سے واقف نہ ہوں بلکہ مکابرہ یعنی بحث و جدال کرنا چاہتے ہوں' ان سے ہرگز گفتگو نہ کرو' اپنے اساتذہ کو برا بھلا نہ کہو' ورنہ تمہارے تلامذہ بھی تم کو برا بھلا کہیں گے اپنے اساتذہ اور جن لوگوں سے تم نے استفادہ کیا ہے' ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہا کرو۔ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص و محبت سے پیش آؤ کہ دوسرا دیکھے تو سمجھے کہ یہ تمہاری اولاد ہیں۔ شاگردوں میں سے اگر کسی کو درس کی اجازت دو تو خود بھی اس کی مجلس درس میں شریک ہو کر اس کی صلاحیت کا اندازہ کرو' اگر اس سے کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو بتا دو' ورنہ تمہارے چپ رہنے سے لوگوں کو گمان ہو گا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے۔ جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو بقدر ضرورت اس کا جواب دو' اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافہ نہ کرو۔ علمی مجالس میں خصوصیت سے غصہ نہ کرو۔

1- بڑی حکیمانہ بات ہے' اس لیے کہ جب اس جذبہ کا اظہار ہو جائے گا تو وہ خود ہی بے راہ روی سے پرہیز کرے گا۔

Marfat.com

مہمات امورِ دین

مہمات دین اور عقائد کے اختلافی مسائل میں عوام سے کوئی گفتگو نہ کرو' ہر بات میں تقویٰ اور امانت کو پیش نظر رکھو' ظاہر و باطن ایک رکھو' خدا کے ساتھ وہی معاملہ رکھو جو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہو' دنیا کا نظام اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا ظاہر و باطن ایک نہ کر دیا جائے[1]

اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو' علم کی نگہداشت رکھو' دنیا کو بالکل حقیر سمجھو' دنیا کے کسی کام میں مطمئن ہو کر نہ لگ جاؤ' خدا تعالیٰ کے یہاں تمام باتوں کی باز پرس ہو گی۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔

اتنی ہی عبادت پر اکتفا نہ کرو' جتنی عام لوگ کرتے ہیں جس وقت اذان کی آواز آئے' فوراً نماز کی تیاری اور مسجد میں پہنچنے کی کوشش کرو' ہر نماز کے بعد کچھ دیر قرآن کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہو' اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے دین پر جمے رہنے کی توفیق دی اور طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں۔ تلاوت قرآن پر مداومت رکھو۔ جب تک لوگ تم کو خود امام نہ بنائیں آگے نہ بڑھو' ہر مہینہ میں دو چار دن روزہ کے لیے مقرر کر لو۔ زیارت قبر کی عادت ڈالو' موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔

معاشرت و آداب معاشرت

جو لوگ اپنی خواہشات کے بندے ہو چکے ہیں' ان سے ربط ضبط نہ رکھو مگر تبلیغ اور دعوت دین کی غرض سے ان سے ملنا یا تعلق قائم کرنا مناسب ہے' کسی پر لعن طعن نہ کرو' اگر کسی انسان میں اپنی طرف سے برائی دیکھو تو اس کے لیے بھلائی چاہو اور بھلائی کے ساتھ اس کا تذکرہ کرو' مگر یہ برائی اگر دین کے بارے میں ہے تو لوگوں سے اس کا تذکرہ کرو تاکہ لوگ اس کا اتباع نہ کریں اور اس برائی سے محفوظ رہ سکیں۔

تجارت اور کاروباری معاملات کے بارے میں زیادہ گفتگو نہ کرو' ورنہ لوگوں کو خیال ہو گا کہ تم مال کے حریص ہو' یہ بھی گمان ہو گا کہ تم رشوت لیتے ہو' عام آدمیوں اور خصوصیت سے دولت مندوں سے کم میل جول رکھنا ورنہ ان کو گمان ہو گا کہ تم ان سے کچھ توقع رکھتے ہو۔

1- دعوت دین اور اقامت دین کے نقطۂ نظر سے یہ بڑی اہم ہدایت ہے۔

Marfat.com

اگر تم دس برس بھی کسی ذریعۂ معاش کے بغیر رہو تو علم دین سے گریز نہ کرنا' اگر گریز کرو گے تو اس آیت کے مصداق ہو گے۔

ومن اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکا

جس نے ہماری یاد سے منہ موڑا اس کے لیے معاشی تنگی ہے۔

اس وقت شادی کرنا جب یہ یقین ہو جائے کہ اہل وعیال کی تمام ذمہ داریاں اٹھا سکو گے حتی الامکان ایسی عورت سے نکاح نہ کرنا جو دوسرے شوہر سے اولاد رکھتی ہو۔

عام لوگوں کو ذلیل نہ سمجھو بلکہ ان کی توقیر کرو' جب تک یہ لوگ خود تعلقات قائم نہ کریں' خود اس کی کوشش نہ کرو۔[1]

زیادہ نہ ہنسا کرو' اس سے قلب مردہ ہو جاتا ہے جو کام کرو اطمینان اور وقار کے ساتھ کرو' جلدی نہ کرو۔ کوئی شخص پیچھے سے پکارے تو جواب نہ دو' اس لیے کہ پیچھے سے پکارنا جانوروں کے لیے مخصوص ہے' راستہ چلو تو دائیں بائیں نہ دیکھو بلکہ نیچی نظریں کر کے چلو' بازار میں زیادہ نہ جایا کرو۔

گفتگو میں نہ سختی و درشتی ہو اور نہ آواز بلند' بلکہ متانت و وقار پیش نظر رہے' لہو ولعب سے پرہیز کرو' لوگوں کے راز کو افشا نہ کرو' جو تم سے مشورہ کرے تو اپنی معلومات کے بقدر بتانے میں کوتاہی نہ کرو' اس سے اللہ کا تقرب حاصل ہو گا' اپنے ہمسایہ کی کوئی برائی دیکھو تو پردہ پوشی کرو' اس لیے کہ یہ امانت ہے۔

بخل سے پرہیز کرو' حریص نہ بنو اور نہ کبھی جھوٹ بولو' بازاری لوگوں کی صحبت نہ اختیار کرو' ہر معاملہ میں اپنی عزت اور وقار کا خیال رکھو' ہمیشہ قلب میں استغنا رکھو' دنیا کی طمع ورغبت بالکل نہ کرو' اپنی طرف سے ہمیشہ استغنا کا اظہار کرو' خواہ تم مفلس ہی کیوں نہ ہو۔

ہر معاملہ میں ہمت و جرأت سے کام لو' اس لیے کہ جس کی ہمت کمزور ہو جاتی ہے' اس کا رتبہ بھی گر جاتا ہے۔ عام عورتوں سے بات چیت نہ کرو' اور نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو' اس سے قلب مردہ ہو جاتا ہے۔ بیوی کے ساتھ بھی بہت زیادہ بات چیت میں مشغول نہ رہو۔ بقدر ضرورت خلا ملا رکھو اور اس میں ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو' اپنی بیوی کے سامنے دوسری عورتوں کا تذکرہ نہ کرو اس لیے کہ پھر وہ بھی غیر مردوں کا تذکرہ شروع کر دے گی' اس لیے آپس میں اختلاف ہو گا۔

1- اوپر ذکر آ چکا ہے کہ دعوت دین کے سلسلہ میں ان سے ملنا جلنا اور تعلق قائم کرنا چاہیے۔ یہ ہدایت عام ہے۔

Marfat.com

نوخیز لڑکیوں سے بات چیت نہ کرو' اس لیے کہ اس سے فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے' چھوٹے بچوں سے پیار کرنے اور ان کے سر پر دست شفقت پھیرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بازار میں زیادہ نہ جایا کرو' راستہ میں نہ بیٹھا کرو' اگر راستے میں بیٹھنے کی ضرورت آجائے تو پھر مسجد میں چلے جایا کرو۔

اس وصیّت کو سامنے رکھ کر اگر امام ابو یوسف کے صحیفۂ زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ انہوں نے استاد کی اس نصیحت کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنالیا تھا۔ گو یہ وصیّت امام صاحب نے خاص طور پر امام ابو یوسف کے لیے کی تھی مگر اس میں ہر شخص کے لیے بہترین مشورے اور نہایت قیمتی ہدایتیں موجود ہیں جو انسان بننا چاہتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

مکتوبات شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
اپنے مریدوں کے نام

(آیات قرآنی کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے)

Marfat.com

سوانح شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ یکم رمضان 470ھ میں ایران کے مشہور موضع جیل میں پیدا ہوئے'اس شہر کو گیلان بھی کہتے ہیں۔اس لیے جیلانی یا گیلانی کہلائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سادات خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب' فرد الاحباب' غوث اعظم جیسے القاب سے مشہور ہیں۔ آپؒ کی وفات 11 ربیع الاول 561ھ میں ہوئی۔

آپؒ نے اپنی عمر کے 33 سال پڑھانے اور فتویٰ دینے میں اور 40 سال مخلوق خدا کو صحیح راستہ دکھانے اور نصیحت کرنے میں صرف کیے۔ آپؒ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت ابو صالح الحسنی تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تعلیم بغداد میں حاصل کی جبکہ آپؒ ابھی لڑکپن میں ہی تھے۔

آپؒ بہت بڑے عالم' زاہد اور عابد تھے۔ آپؒ کمزور بدن' میانہ قد' لمبی ڈاڑھی' گندمی رنگ اور بلند آواز تھے۔ حتیٰ کہ مجلس میں دُور دُور تک بیٹھے ہوئے لوگ بھی آپؒ کی آواز بخوبی سُن سکتے تھے۔ آپؒ نے عبادت اور ریاضت میں کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔ آپؒ کے ہاتھ پر بے شمار غیر مسلم ایمان لائے۔ آپؒ کا وعظ سن کر لوگوں کی طبیعت میں جوش اور مثبت انقلاب آجاتا تھا۔ آپؒ سے بہت سی کرامات کا ظہور بھی ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش اخلاق تھے۔ لاکھوں آدمیوں نے آپؒ کے ذریعے راہ ہدایت پائی۔ تصوف میں آپ سلسلۂ قادریہ کے سرچشمہ ہیں جس سے اب بھی لوگوں کے دلوں کی آبیاری اور روحوں کی صفائی ہو رہی ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک بغداد میں ہے جہاں عقیدت مندوں کا ہر وقت مجمع لگا رہتا ہے۔

Marfat.com

آپ رحمتہ اللہ علیہ کبھی عربی اور کبھی فارسی دونوں زبانوں میں تقریر کیا کرتے تھے۔ آپ حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو حدیث شریف پر اس قدر عبور حاصل ہو گیا تھا کہ آپ کے اساتذہ بھی بعض احادیث کے معانی آپ سے پوچھا کرتے تھے۔ آپ بغداد کے مدرسہ قادریہ میں بہت عرصہ تک مدرس رہے۔

مکتوب نمبر 1

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سب مکتوبات فارسی یا عربی زبان میں ہیں' ہم نے ان کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔

"اے عزیز! قلب سلیم درکار ہے تاکہ آیت (عبرت پکڑو آنکھوں والو) کا بھید سمجھ میں آئے اور عقل کی ضرورت ہے تاکہ (ہم دکھاتے ہیں اپنی نشانیوں کو کائنات میں اور خود تمہارے نفوس میں) کی باریکیاں ہاتھ آئیں اور ان کا ادراک ہو۔ یقین صادق درکار ہے تاکہ اس آیت کے مقامات عرفان حاصل ہوں۔ (کوئی شے بھی ایسی نہیں جو پروردگار کی حمد و تسبیح میں مشغول نہ ہو' مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے) اور دل کی آنکھ سے ان کی تسبیح کا مشاہدہ ہو جائے۔ فانی امیدوں نے ان کو دھوکا اور لالچ میں ڈال رکھا ہے۔ (عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا) کہ نیند سے ہوشیار ہو کر (خدا کی طرف بھاگو) کی کشتی میں سوار اور (انہیں پیدا ہوئے جنات اور انسان مگر عبادت کے لیے) دریائے معرفت میں غوطہ لگائے۔ اگر گوہر مقصود ہاتھ آ گیا تو (بڑی مراد مندی حاصل ہوئی) اور اگر جان اس تلاش میں گئی تو (یقیناً خدا تعالیٰ اس کا عوض دے گا۔)

مکتوب نمبر 2

"اے عزیز! جب جذبات کی فوجیں (اللہ جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے) ولایت دل پر حملہ کرتی ہیں اور نفس امارہ کی خواہشات کو ریاضت کی لگام (اللہ کی راہ میں مکمل طور پر جہاد کرو) سے فرماں بردار بنا لیتی ہیں اور ظالم فرعونوں کو مجاہدہ کی زنجیر سے باندھ کر مجلس زہد و تقویٰ میں لے آتی ہیں ان کی آرزوؤں کے طوق کو (اللہ تبارک تعالیٰ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو) کے تحت نکال پھینکتی ہیں اور اعمال ارادی و اختیاری کو (جو کوئی ذرّہ برابر بھی نیکی کرے گا' اس کا اس کو لازماً بدلہ دیا جائے گا) مزّین کرتی ہیں۔

جاہلیت کے رسم ورواج شیطانیت کے قواعد اور سرکشی کے ارکان بالکل ان میں سے نکال کر ان کی زبانِ حال سے (بادشاہ جب کہیں حملہ کرتا ہے تو وہاں کے باشندوں کو تہس نہس کر کے عزت داروں کو ذلیل و محتاج کر دیتے ہیں) کی صداقت قوی کا اعلان کراتی ہیں۔ پھر جب صفائی قلب کی پسندیدہ خواہشات (جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کو تلاش کرے گا' تو وہ ناقابلِ قبول ہے) کے ذریعہ بالکل پاکیزہ ہو جاتی ہیں پھر روح کے باغوں میں (جسے اللہ سیدھے راستہ پر چلاتا ہے وہی ہدائیت یافتہ ہے) کی نسیم الطاف و کرم سرسراتی اور عطر بیزی کرتی ہے۔

رازداری کے پتوں پر ایمان کے ہر جہتی نقشے تحریر کیے جاتے ہیں۔ اسرافیل عشق کا صور پھونکتا ہے جس کی ہولناک آواز کے اثر سے (زمین و آسمان کی ہر چیز مدہوش ہو جاتی ہے) کا ظہور ہوتا ہے' پھر اقبال مندی و خوشخبری کا نقیب آکر ان کو صبر و قرار دیتا اور مقام عّیین میں پہنچاتا (آج کا دن مبارک ہو) کی صدا لگا کر جنات[1] نعیم کے دروازے کھول کر کہتا ہے۔

(آپ پر سلامتی ہو۔ اچھے رہیے خوش رہیے اور ہمیشہ ہمیشہ یہاں قیام کیجئے) جس کے جواب میں اچھے لوگ کہتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو جنت دی جس میں جہاں چاہیں رہیں۔ اچھے کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 3

اے عزیز! خواہشات نفسانی سے پرہیز کرو۔ (خواہشات نفسانی سے پرہیز کرو' ورنہ راہ الٰہی سے بھٹک جاؤ گے) اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرو۔ فاسق و فاجر جن کے دل سخت ہو گئے ہیں اور وہ یادالٰہی نہیں کرتے ان سے علیحدہ رہو۔ (سخت دل لوگوں پر لعنت ہے

1- باغات

Marfat.com

جو اللہ کی یاد نہیں کرتے) موت جسے کوئی نہیں ٹال سکتا اس کے آنے سے پہلے اللہ کے احکام کی تعمیل کرو اور منادی کا یہ اعلان (مسلمانوں کے دل ذکر الٰہی کے لیے جھکتے کیوں نہیں) کو ہوش کے کانوں سے سنو۔ (لوگوں کو کیوں خیال ہو گیا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیئے جائیں گے) کی تنبیہ پر کسی رات تو خواب غرور و تکبر سے بیدار رہو اور اہل ذل اور اہل حضور (جو ایسے لوگ ہیں کہ خرید و فروخت وغیرہ ان کو ذکر الٰہی سے باز نہیں رکھتی) سے مقامات عالیہ کی خبریں دریافت کرو۔ کعبہ مقصود کے حصول میں سر پر پاؤں رکھ کر جنگلوں کی مسافت طے کرو' پھر اللہ کی یکتائی کو لیے ہوئے (میں نے اپنا سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا ہے) کے سامان کوچ کی معیت میں قافلہ اہل صداقت (سچوں کے ساتھ ہو جاؤ) کے ساتھ سفر کرو۔ دنیاوی آرائشوں اور زینتوں سے عبور کرتے ہوئے (تمہاری اولاد اور مال و دولت سب سامان فتنہ ہیں) کے مہلک راستہ سے سلامت رہ کر (جس کا جی چاہے قرآن کریم کو اٹل قانون بنا کر اللہ تک رسائی کا سبب بنانے) کے صاف راستہ پر گامزن رہو۔ اضطرار و بے چینی کی زبان سے گریہ وزاری کے ساتھ (اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا) کی خواہش لیے اللہ تعالیٰ کی قدیم خوشخبری (اچھی طرح سن لو' اولیاء اللہ کو کوئی خوف و غم نہیں ہے) کے پیش نظر (اللہ تعالیٰ ان کو مبارک باد دے گا) بشارت حاصل کرنے کی خاطر آگے بڑھو۔ (مسلمانوں کو خوشخبری دے دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے فتح و کامیابی تمہارے قدم چومے گی) کی سواری پر سوار ہو کر پروردگار کے دربار فضل و نعمت کی جانب روانہ ہو' جہاں عزت و وصال کی ہوائیں ہر طرح سے چلتی ہیں اور غیبی ساقیوں کے ہاتھوں شراب محبت کے جام پیتے نظر آؤ۔ جہاں (یہ تمہارے اچھے کاموں کا بدلہ ہے تمہاری کوشش اور کاوشیں قبول کی گئی ہیں) کی صدائیں بلند ہوتی ہیں' پھر اس مقام محبت میں (اللہ نے حضرت موسیٰ کو کلام کرنے کی عزت بخشی) کی فسانہ گوئی کا آغاز کرو۔ (اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی فرمائی) کے دیباچہ کی طنابیں کھینچ لو۔ آنکھوں کے دیکھنے کی قوت مناظر پھر سکرات کی حالت میں موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوش ہو کر گر جانے کے حالات بیان کریں۔ اس وقت تم (جس دن ہشاش بشاش لوگ اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے) کو مشاہدہ کے طور پر معائنہ کرو گے۔ اپنی عاجزی کا ہمیشہ اقرار کرتے رہا کرو۔ اپنی زبان اور حال سے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہتے اور مانتے رہو۔ (ان کو ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں) بلکہ اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں کو دکھائے گا اور اس بصارت کی روشنی سے بینائی حاصل کرنے کی کوشش کر کے آنکھ والے بن جاؤ۔

مکتوب نمبر 4

عزیز من! خرق عادات سے آسمان شہود یہ جب (اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت یافتہ کرتا ہے) چمکتا ہے اور واہب عنایات کی ہوائیں اس کی اپنی ذات پروردگار تک رسائی کے لیے چلتی ہیں جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے (جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر لیتا ہے) الفت و محبت کے پھول دل کے باغ میں کھلتے ہیں۔

گلستان ارواح میں شوق کے بلبلے یا (ہائے یوسف) کے نغموں کے ساتھ بلبل ہزار داستان کی مانند ترنم ریزی کرتے ہیں۔ رازوں کی دنیا میں اشتیاق کی آگ شعلہ زنی کرتی ہے۔ غور و فکر کے پرندے اپنی بلند پروازی کے ساتھ فضائے بسیط میں اس طرح چھا جاتے ہیں کہ تل رکھنے کو جگہ نہ رہے۔

بڑے بڑے ماہر عقل مند وادی معرفت میں مسلسل گم ہو جاتے ہیں۔ اس کی ہیبت و جلال سے سمجھ بوجھ کے قواعد اسباب و ارکان متزلزل ہو جاتے ہیں۔ ارادوں کی کشتیاں (اللہ کی قدرت کے موافق اس کی عظمت نہیں کی) کے سمندر میں (وہ بڑے بڑے پہاڑوں کی مانند ایک ہی موج میں بہالے جاتا ہے) کی ہواؤں کے ساتھ حیران و پریشان ہو جاتی ہیں۔

دریائے عشق (باہم ایک دوسرے سے محبت و الفت رکھتے ہیں) کی موجوں میں طغیانی ہوتی ہے۔ ہر ایک زبان حال سے التجا کرتا ہے (اے اللہ مجھے بہترین مقام پر متمکن کر کیونکہ تو بہترین مقام عنایت کیا کرتا ہے) تب اللہ کی عنایت کے سبب (جنہوں نے ہماری راہ میں سبقت کی ان کو ہم اچھائیوں سے مالا مال کریں گے) تب پہنچتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنے جود و کرم کی بدولت (صداقت کے منبروں پر) جلوہ افروز کرتا ہے اور بادۂ الست کے مستوں کی مجلس میں جگہ دیتا ہے (جنہوں نے اچھائیاں کی ہیں ان کو اور زیادہ) کی نعمتوں کے دستر خوان ان آنے والوں کے لیے بچھائے جاتے ہیں۔ پھر (پروردگار ان کو گھوم پھر کر پلانے والوں کے ہاتھوں شراب طہور پلاتا ہے) کے جام قرب الٰہی کی گردش ہو گی اور پھر (جدھر رُخ کرو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور بڑی بڑی مملکت کے مالک و وارث ہوں گے) کی اَبدی مملکت اور سرمدی دولت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

شیخ الاسلام حضرت امام ابن تمییہؒ کے مکتوبات

1- والدہ ماجدہ کے نام

2- سلطان مصر کے نام

Marfat.com

سوانح شیخ الاسلام حضرت امام ابن تمیّیہ

نسب

نام احمد تقی الدین ابوالعباس احمد بن شہاب الدین ابوالمحاسن عبدالعلیم بن مجدالدین۔

آپؒ کا خاندان

خاندانِ ابن تمیّیہ کے نام سے معروف ہے۔

ولادت

امام صاحب کی ولادت دس ربیع الاول 661ھ کو بہ مقام حرّان ہوئی جو فلسفہ کا گہوارہ اور فلاسفہ کا نشیمن رہا ہے۔

ہجرت

آپ رحمتہ اللہ علیہ چھ سال کی عمر تک یہیں (حران میں ہی) رہے۔ سات سال عمر تھی جب تاتاریوں نے اس شہر پر غارت گری کی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ ہجرت کر گیا اور بڑی مصیبتوں کے بعد دمشق میں پہنچ گیا لیکن تاتاریوں کے ظلم و ستم کا ایسا اثر دل و دماغ پر نقش ہو گیا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ جوانی میں اپنی ٹولیاں بنا کر تاتاریوں سے لڑا کرتے تھے اور مقصود یہ ہوتا تھا کہ لوگوں کو ان کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے ان کی حکمرانی ختم کی جائے۔

علم و عمل

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد علامہ عبدالعلیم بڑے بلند مرتبہ عالم تھے۔ آپؒ کے دادا امجد الدین بھی بہت بڑے عالم تھے اور فقہ حنبلی کے آئمہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اس طرح امام ابن تمیمیہ کو علم و فضل وراثت میں ملا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا حافظہ بہت ہی مضبوط تھا اور قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کئی دینی کتابیں حفظ کر لیں۔ اس لیے لوگ ان سے مناظرہ کرتے ہوئے کتراتے تھے۔ 22 سال کی عمر میں آپؒ نے درس و تدریس کی مسند سنبھالی اور عمر بھر اس شغل میں مصروف رہے۔ 38 سال کی عمر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تاتاریوں کے خلاف جہاد کیا۔ یہ 699ھ کا واقعہ ہے جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شاہ تاتار سے اس قدر جوش و جذبہ اور حقائق سے بھرپور گفتگو کی کہ وہ مرعوب ہو کر رہ گیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جھوٹے صوفیوں اور بدعات اور منکرات کے دلدادہ لوگوں کے خلاف جہاد کیا اور حیرت انگیز کارنامے سرانجام دے کر ان کا قلع قمع کیا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی جلالت و منزلت کو دیکھ دیکھ کر حاسد جلا کرتے تھے اور ہر وقت آپؒ کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے۔ آپ نے محی الدین ابن عربی پر بھی سخت تنقیدیں کیں جن سے ان کے معتقدین آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سخت خلاف ہو گئے۔ (واضح رہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی پر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوبات میں کڑی نکتہ چینی کی ہے) فقہا بھی ان کی تنقید سے گھبراتے تھے اور ہر ممکن طریقے سے آپؒ کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچاتے تھے۔ 4 رجب 711ھ کو آپ رحمتہ اللہ علیہ پر قاتلانہ حملہ ہوا' لیکن اللہ کی مدد سے آپؒ بچ گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کئی بار قید بھی ہوئے لیکن آخری رہائی 10 محرم 721ھ 1321ء میں سلطان ناصر شاہ مصر کے حکم سے ہوئی۔ یہ قید و بند آپ نے مصر ہی میں برداشت کیے۔ پھر آپؒ واپس دمشق آ گئے جہاں آپؒ کا فقید المثال استقبال ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 20 ذوالقعدہ 728ھ 1327ء میں وفات پائی۔ اس وقت آپؒ قلعہ دمشق میں قید تھے۔ نماز جنازہ میں تقریباً دو لاکھ کی حاضری کا اندازہ کیا گیا ہے۔ 15 ہزار عورتوں کا تخمینہ اس کے علاوہ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی جہاد میں ہی گزری۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تلوار' قلم' تقریر اور درس و تدریس سب طریقوں سے جہاد کیا۔ جود و سخا آپ کا دستور تھا۔

Marfat.com

مولانا ابوالکلام آزادؒ لکھتے ہیں:

"آپ رحمتہ اللہ علیہ علوم واعمال وہبیہ وسماویہ کی ان بلندیوں پر تن تنہا جا کھڑے ہوئے جہاں ان کے اقران و معاصرین کے وہم و تصور کو بھی بار نہیں حتی کہ خود ان کے معاصرین کو یک زبان و یک قلم ہو کر اعتراف کرنا پڑا کہ نہ تو ہماری آنکھوں نے اس کا مثل دیکھا اور نہ خود اس کو اپنا سا کوئی نظر آیا۔"

حضرت امام ابن تمیّیہ کا مکتوب گرامی اپنی والدہ ماجدہ کے نام

وجہ تحریر

امام صاحب کو اپنی والدہ سے غیر معمولی محبت تھی۔ جیل سے نکلنے کے بعد جب انہوں نے مصر میں کچھ عرصہ تک کے لیے اقامت کا فیصلہ کیا تو دل میں یہ بات کھٹکی کہ اس فیصلہ سے حرماں نصیب ماں کے بے قرار دل کو دکھ پہنچے گا کیونکہ وہ اپنے بچے کو دیکھنے اور اس سے ملنے کے لیے بے تاب ہو رہی ہو گی (ان کی والدہ دمشق میں تھیں) چنانچہ انہوں نے ایک اثر انگیز خط اپنی ماں کو لکھا جو مندرجہ ذیل ہے۔

مکتوب گرامی

"احمد بن تمیّیہ کی طرف سے اپنی سراپا شفقت و محبت ماں کے نام' اپنی نعمتوں سے خدا ان کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ ان پر اپنی بیش از بیش رحمتیں نازل کرے اور انہیں اپنی باندیوں میں شامل کرے۔

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر حمد و ثناء صرف اسی کو سزاوار ہے' وہی ہے جو ہر چیز پر قادر و توانا ہے اور درود و رحمت ہو خاتم النبیّین اور امام المستقین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کے بندے اور رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم تسلیماً

Marfat.com

میں آپ کی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ میرا رواں رواں خدائے بے ہمتا[1] کی نعمتوں' احسانوں اور نوازشوں کا شکر گزار ہے۔ خدا سے میری دعا ہے کہ اس کی رحمتوں اور نوازشوں کا مزید سلسلہ اس بندۂ ناچیز و ناتواں پر جاری رہے۔ خدا کی نعمتیں جب نازل ہوتی ہیں تو ان میں نمو اور ازدیاد[2] کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے احسانات اور بخششوں کا نہ کوئی شمار ہے نہ حد۔

آپ کو معلوم ہے کہ فی الحال بلاد مصر میں میرا قیام امور ضروریہ کے باعث ہے۔ ان سے اگر غفلت کروں تو دین و دنیا کے معاملات ابتر ہو جائیں گے۔ خدا جانتا ہے کہ آپ کے دامن محبت سے یہ دوری خوشی خوشی میں نے برداشت نہیں کی ہے' میرا بس ہوتا تو پر پرواز پیدا کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا' لیکن اپنی مجبوری میں ہی جانتا ہوں۔ اگر آپ کو یہاں کے اندرونی حالات معلوم ہوتے تو بلاشبہ آپ کا بھی یہی فیصلہ ہوتا' جو میرا ہے۔ شوقِ دیدار کا تو یہ عالم ہے کہ میں نے ایک مہینہ کے بھی قیام کی نیت نہیں کی ہے بلکہ ہر روز اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے اور آپ کے لیے جو کچھ کرے بہتر کرے۔ خدا سے آپ بھی یہی دعا کیجیے۔ خدائے بزرگ و برتر سے یہی التجا ہے کہ وہ ہم سب بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے وہی کرے جس میں خیر و عافیت کا پہلو ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خیر و رحمت اور ہدایت و برکت کے ایسے دروازے کشادہ کر دیئے ہیں جن کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مجھے تو بس ایک ہی دھن ہے یہ کہ خدا سروسامان سفر مہیا کرے اور میں آپ کی خدمت میں پہنچوں۔ دنیا کی کوئی چیز میرے لیے ایسی نہیں ہے جو آپ کے قرب کی نعمت کے مقابلہ میں زیادہ ہو بلکہ بعض دینی چیزیں (فرائض کے علاوہ) آپ کے مقابلہ میں ترجیح نہیں رکھتیں۔ بات یہ ہے کہ کچھ ایسے اہم حالات و مسائل در پیش ہیں کہ انہیں یونہی لٹکا ہوا چھوڑ آنے میں دین کے خاص و عام معاملات کو ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔ موقع واردات پر جو موجود ہوتا ہے' اسے حالات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے' بہ نسبت اس کے جو موجود نہ ہو۔

میری تمنا ہے کہ آپ بارگاہ الٰہی میں بار بار دعا کریں کہ خدا ہمارے لیے ایسا فیصلہ کرے جو خیر پر مبنی ہو...... خدا کے احاطۂ علم میں سب کچھ ہے ہم اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں

1- جس کی مثال نہ ہو۔ 2- زیادہ ہو۔

Marfat.com

جانتے۔ وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ ہم بے بس ہیں وہ علام الغیوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابن آدم کے لیئے باعث سعادت یہ ہے کہ وہ اللہ سے خیر کا جویا[1] ہو اور خدا جو کچھ فیصلہ کر دے' اس پر راضی برضا ہو جائے اور ابن آدم کی شقاوت (بدبختی) یہ ہے کہ اللہ سے طلب خیر کا جویا نہ رہے اور خدا جو فیصلہ کرے اس پر ناخوش ہو اور کڑھے۔

آپؒ کو معلوم ہے کہ تاجر جب سفر کرتا ہے اور کسی کاروبار میں مصروف ہوتا ہے تو ضیاعِ مال سے ڈرتا ہے۔ اس وقت تک وہاں قیام کرتا ہے جب تک کہ اپنا کاروبار وسیع طریقہ سے نہ نپٹالے۔ ہمیں جس چیز نے یہاں پابند کر رکھا ہے وہ تو کاروبار تجارت کے مقابلہ میں بہت بلند و ارفع ہے۔ اس کا وصف بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ساری قوت و قدرت بس خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔

پس اب میں اپنا عریضہ ختم کرتا ہوں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے اور اپنی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل فرمائے۔ یہی دعا گھر کے ہر چھوٹے بڑے اور اہل و اصحاب کے لیے فرداً فرداً ہے۔ ساری ستائش خدا کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

درود نازل ہو ہمارے آقا اور سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اخیارؓ پر۔"

سلطان مصر الملک الناصر کے نام

وجہ تحریر

اہل جبل کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں کے باعث مسلمان تنگ آچکے تھے۔ امام صاحب نے سلطان الناصر کو ان کی سرکوبی کے لیے آمادہ کیا اور جب یہ لوگ دب گئے تو امام صاحب نے سلطان کو مندرجہ ذیل مکتوب لکھ کر اسے اہل جبل کی طنیت اور جبلت سے واقف کیا اور آئندہ کے لیے ان سے چوکنا رہنے کی تاکید کی اور بتایا کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے عیسائیوں سے ساز باز کر کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔

1- تلاش کرنے والا

مکتوب گرامی

اہل جبل کی داستان غدّاری

جب تاتاریوں نے بلاد اسلام پر یلغار کی تو اہل جبل نے مسلم سپاہ کے ساتھ بڑی زیادتیاں روا رکھیں اور قبرص کے عیسائیوں کے ہمدم و ہمراز بن گئے اور ایک ساحل پر جو اسلامی حکومت کے تسلط میں تھا' اُن کا قبضہ کرا دیا۔ مسلمانوں کے خلاف اور عیسائیوں کی تائید و نصرت میں ان کا جوش اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ یہ خود صلیبی پرچم اٹھاتے پھرتے تھے اور اس پر بس نہیں کیا بلکہ مسلمانوں میں سے ان کے اسپ (گھوڑے) و سلاح (اسلحہ) چھین کر اور بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر کے قبرص کے نصرانیوں کے پاس بھیج دیا اور یہ سب اتنی تعداد میں تھا' جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ نو مفتوح ساحل پر عیسائیوں نے کامل بیس دن تک بازار لگائے جس میں مسلمان اسیر اور ان کے چھینے ہوئے اسپ و سلاح جنگ قبرص کے عیسائیوں کے ہاتھ فروخت کیے گئے پھر جب تاتاری لشکر نے بلاد اسلام پر یلغار کی تو ان پر اہل جبل نے گھی کے چراغ جلائے اور خوشی کے شادیانے بجائے اور پھر جب عساکر اسلام مصر سے نکل کر تاتاریوں سے رزم آرا ہوئے تو ان پر اداسی چھاگئی اور مُردنی کی کیفیت طاری ہوگئی اور بعد ازاں جب خدائے بزرگ و برتر نے سلطان مصر کے یمن قدم سے اسلامی لشکر کو تاتاریوں پر فتح عظیم عطا فرمائی تو یہ سینہ کوبی اور ماتم میں مصروف ہوگئے اور طرح طرح سے یہ اپنے غم و غصہ اور رنج و غم کا اظہار کرنے لگے۔ چنگیز خان کو بلاد اسلامیہ پر یورش کی ہرگز جرأت نہ ہوتی' اگر اہل جبل اس کا حوصلہ نہ بڑھاتے۔ ہلاکو خان بغداد کی اینٹ سے اینٹ کبھی نہیں بجا سکتا تھا' اگر اہل جبل نے اس کا ساتھ نہ دیا ہوتا۔ حلب کی بربادی اور صالحیہ (دمشق کا ایک محلہ) کی تباہی کبھی ظہور میں نہ آتی' اگر اہل جبل مسلمانوں کی مخالفت میں پیش پیش نہ ہوتے۔ غرض ان کی زندگی کے سارے کارنامے اسلام کے خلاف اور مسلمانوں سے بغض و عداوت کے واقعات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔"

پھر اسی خط میں آگے چل کر امام صاحب نے سلطان مصر الملک الناصر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"جو بد قسمت مسلمان ان اہل جبل کے پڑوسی ہیں وہ مستقل مصیبت میں ہیں اور ان کے شر و فساد سے ان کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ ہر رات کو ان کے مسلح گروہ پہاڑ سے اترتے

Marfat.com

ہیں اور مسلمانوں پر شب خون مار کر فتنہ و فساد اور کشت و خون کا بازار گرم کرتے ہیں' ان کی پھیلائی ہوئی آفتوں اور مصیبتوں سے مسلمان کتنے بیزار اور نالاں ہیں' اس کا علم صرف خدائے خبیر و علیم ہی کو ہے۔ یہ لوگ رات کی تاریکی میں پہاڑ سے اتر کر راہزنی کرتے ہیں۔ پر سکون گھریلو زندگی بسر کرنے والے مسلمانوں کے ساتھ تو ان کا یہ سلوک ہے لیکن قبرص کے عیسائی جب ان کے پاس آتے ہیں تو یہ ان کی ضیافت کرتے ہیں۔ ان کے قدموں پر آنکھیں بچھاتے ہیں۔ مسلمانوں سے چھینے ہوئے سلاح جنگ تمغہ اور عطیہ کے طور پر ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں' جو مسلمان بھی ان کے ہاتھ آ جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پاک سرشت اور نیک نہاد ہو یا تو یہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں' ورنہ پھر اس کے کپڑے تک اتروا لیتے ہیں' شاید ہی کوئی مسلمان ہو گا جو ان کے بس میں آنے کے بعد دست تظلّم سے بچ جاتا ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنو نضیر (یہودی قبیلہ) کا محاصرہ کیا تھا تو صحابہؓ نے ان کے کھجور کے درخت کاٹ ڈالے تھے اور انہیں جلا دیا تھا' چنانچہ علمائے کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر مصالح جنگ کا تقاضا ہو اور ضرورت داعی ہو تو دشمن کے درخت کاٹے جا سکتے ہیں اور آبادیاں ویران کی جا سکتی ہیں کیونکہ جب جنگ کی حالت میں قتل نفوس تک جائز ہے تو پھر درختوں اور چونے پتھروں کی عمارتوں کی حفاظت و نگہبانی اور رعایت کا سوال کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ اس لیے کہ دشمن درختوں کی اوٹ میں کمین گاہیں بناتا ہے تاکہ محفوظ رہ کر مسلمانوں پر حملہ کر سکے' لہٰذا ضروری ہے کہ دشمن کا یہ سب سے بڑا حربہ ناکام بنا دیا جائے۔ درخت کاٹ دیئے جائیں تاکہ کمین گاہ کا کام ان سے نہ لے سکے' ورنہ اس سہولت سے وہ پورا پورا فائدہ اٹھائے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمانوں کو ضرور نقصان پہنچے گا۔"

ردّ عمل

اہل جبل باطنی شیعہ تھے اور ان کی شرارتوں سے مسلمان تنگ آ گئے تھے۔ امام صاحب نے مصر کے سلطان الملک الناصر کو آمادہ کیا کہ اہل جبل کی سرکوبی کرے اور خود اپنے ایک رفقاء کی جماعت لے کر اہل جبل کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔ بعد میں شامی فوج بھی آ ملی۔ کافی کشت و خون کے بعد ان کا زور ٹوٹا۔ سپاہیوں سے ہتھیار رکھوا لیے گئے۔ پہاڑوں کے درخت کاٹ ڈالے تاکہ اہل جبل کمین گاہیں بنا بنا کر اور چھپ چھپ کر مسلمانوں پر حملے نہ کر سکیں۔ اہل جبل کی ایک بڑی جماعت نے اپنے گناہوں اور غلطیوں سے توبہ کی اور شرائع (قوانین اسلام) کی پابندی اور بجا آوری کا عہد کیا' اس کے ساتھ ہی اور کئی فتنوں کا سدّباب ہو گیا۔

حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

کے مکتوبات اپنے مریدوں کے نام

سوانح حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

1- ملّا بدر الدّین کے نام

2- عبد القادر کے نام

3- شیخ بخاری کے نام

4- شیخ قلیچ اللہ کے نام

5- شیخ قلیچ محمد کے نام

Marfat.com

سوانح حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

-1 آپ رحمتہ اللہ علیہ شوال 971ھ جمعہ کی شب سرہند شریف سابق ریاست پٹیالہ انڈیا میں پیدا ہوئے۔ احمد نام رکھا گیا۔ آپؒ کے والد بزرگوار کا نام شیخ عبدالاحد تھا۔ آپؒ فاروقی خاندان سے تھے۔

-2 آپؒ نے پہلے کچھ تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی' باقی دوسرے علماء سے مکمل کی اور سترہ سال کی عمر میں تمام ظاہری علوم سے فارغ ہو گئے۔ آپؒ نے قرآن مجید بھی حفظ کیا تھا' پھر مزید علوم اور درس و تدریس کے لیے آگرہ تشریف لے گئے۔

-3 شروع میں آپؒ سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے' پھر خواجہ محمد باقی باللہ سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی جو فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں۔ آسمان کے نیچے ان کی نظیر نہیں اور ان جیسے اس امّت میں چند ہی آدمی گزرے ہیں۔ آپؒ نے اکبر بادشاہ کے جاری کردہ دین الٰہی کے خلاف زبردست جہاد کیا اور قید و بند کی سختیاں برداشت کر کے جہانگیر بادشاہ کو مجبور کر دیا کہ دین الٰہی کو منسوخ کر کے شاہی حکم نامہ پوری مملکت میں نشر کیا جائے' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور دین الٰہی کے منسوخ ہونے کے ساتھ مسلمانوں میں بدعات اور کافرانہ و مشرکانہ بدعات کا خاتمہ ہوا۔ آپؒ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے تحریر و تقریر سے کام لیا اور سالکین کی جماعت تیار کی جنہوں نے لوگوں کی روحانی' اخلاقی اور ذہنی پاکیزگی کی انمٹ مثالیں چھوڑیں۔ جہانگیر کو آپؒ کے ساتھ جو عقیدت ہو گئی تھی اس کا ذکر کتابوں میں یوں آتا ہے:

Marfat.com

''کشمیر سے آتے جاتے دو دفعہ بادشاہ نے حضرت امام ربّانی کے لنگر یا باورچی خانہ میں کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا۔ کھانا اگرچہ سادہ تھا مگر بادشاہ نے کہا کہ میں نے ایسا لذیذ کھانا آج تک نہیں کھایا۔''

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جہانگیر آخر عمر میں کہا کرتا تھا:

''میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے نجات کی امید ہو' البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے اس کو اللہ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز شیخ احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے۔''

وصال سے پہلی رات آپ نے اپنے خادموں کو ارشاد فرمایا:

''تم نے بہت محنت کی' صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ اسی رات آپؒ نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جن کا صحیحین میں ذکر ہے۔ رات کے آخری حصہ میں وضو فرمایا۔ تہجد کھڑے ہو کر ادا کی اور فرمایا یہ ہماری آخری تہجد ہے۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ حسب عادت مراقبہ اور اشغال بھی فرمایا۔ نماز اشراق اور ماثورہ دعائیں بھی پڑھیں اور اسی دن یعنی 28 صفر 1024ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں اپنے محبوب حقیقی کو یاد کرتے کرتے اسی دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپؒ کا مزار مبارک سرہند شرقی پنجاب انڈیا میں ہے۔

آپؒ کا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ تقریباً تمام عالم اسلام میں مقبول ہے۔

مکتوب نمبر 1

مُلّا بدر الدّین کے نام!

عالم ارواح' عالم مثال...... اور عالم اجساد کے بارے میں حقائق و معارف

تم نے لکھا تھا کہ روح بدن کے تعلق سے پہلے عالم مثال میں تھی اور مفارقت بدن کے بعد پھر عالم مثال میں جائے گی۔ پس عذاب قبر عالم مثال میں ہوگا۔ جیسا کہ عالم مثال کے اندر خواب میں درد و تکلیف کا احساس کیا جاتا ہے' یہ بھی لکھا تھا کہ یہ بات بہت سی شاخیں رکھتی ہے۔ اگر اس کو قبول کر لیا جائے تو اس سے بہت سے مسائل فروعیہ بر آمد ہوں گے۔

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ اس قسم کے خیالات سچائی سے کم حصہ پائے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خیالات تم کو غلط راستے پر ڈال دیں۔ چند کلمات ضرورت کی بنا پر باوجود موانع کے اس بحث کی تحقیق میں لکھے جاتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کا ہدایت کرنے والا ہے۔)

برادرم' عالم ممکنات کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

1- عالم[1] ارواح' 2- عالم مثال[2]' 3- عالم اجساد[3]

عالم مثال کو برزخ بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم مثال یا برزخ' عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ عالم مثال باقی دونوں عالم کے معانی و حقائق کے لیے ایک آئینے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اجساد و ارواح کے معانی و حقائق عالم مثال میں لطیف شکلوں کے اندر ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اس عالم مثال میں ہر معنی و حقیقت کے مناسب ایک جداگانہ صورت ہیئت ہے۔ عالم مثال فی حد ذاتہٖ صورتوں' ہیئتوں اور شکلوں کو اپنے اندر نہیں رکھتا۔ صورتیں اور شکلیں دوسرے عالم سے منعکس ہو کر اس میں ظہور پذیر ہوتی ہیں جیسے آئینہ ہوتا ہے کہ اپنی ذات سے وہ کوئی صورت اپنے اندر لیے ہوئے نہیں ہے۔ اس میں جو صورت موجود ہے وہ باہر سے آئی ہوئی ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو جاننا چاہیے کہ روح' بدن کے تعلق سے پہلے اپنے عالم (عالم ارواح) میں تھی جو کہ عالم مثال کے اوپر ہے اور تعلق بدن کے بعد اگر روح نیچے اتری ہے تو عالم اجساد میں علاقہ حُبی (محبت یا تعلق) کی وجہ سے اتری ہے۔ (غرضیکہ) اس کو عالم مثال سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ نہ تعلق بدن سے پہلے نہ تعلق بدن کے بعد...... اس سے زیادہ نہیں کہ بعض اوقات بتوفیق خداوندی وہ اپنے بعض حالات کو عالم مثال کے آئینے میں مطالعہ کر لیتی ہے اور اس کو اپنے احوال کا حسن و قبح عالم مثال سے معلوم ہو جاتا ہے...... چنانچہ کشف و خواب میں یہ حقیقت واضح ہے۔ بعد از مفارقت بدن اگر روح علوی ہے تو اوپر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور سفلی ہے تو پستی میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ الغرض عالم مثال سے اس کو کوئی سروکار نہیں۔ عالم مثال تو "از برائے دیدن" (دیکھنے کے لیے) ہے...... نہ کہ "از برائے بودن" (رہنے کے لیے) روح کے رہنے کی جگہ یا تو عالم ارواح ہے یا عالم اجساد' عالم مثال کی حیثیت ان ہر دو عالم کے لیے آئینے کی ہے' اس سے زیادہ نہیں جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور خواب کے اندر جو تکلیف عالم مثال میں محسوس

1- دنیا میں آنے سے پہلے روحیں جہاں رہتی ہیں۔ 2- مرنے کے بعد جہاں روحیں جمع ہوتی ہیں۔ 3- یہ دنیا

Marfat.com

ہوتی ہے وہ اس کی عقوبت[1] وسزا کی ایک صورت وشکل ہے۔ جس کا مستحق دیکھنے والا ہوتا ہے۔ تنبیہ کے لیے یہ بات اس پر ظاہر کر دی جاتی ہے۔

عذاب قبر اس قبیل سے نہیں ہے وہ تو حقیقت عقوبت ہے۔ صورت عقوبت نہیں ہے۔ نیز وہ تکلیف جو خواب میں محسوس ہوتی ہے اگر بالفرض اپنے اندر حقیقت بھی رکھتی ہو تو وہ دنیاوی تکلیفوں کی قسم سے ہوگی اور عذاب قبر عالم عذاب اخروی سے ہے۔ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ عذاب دنیوی کی عذاب اخروی کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔

پناہ بخدا! آتش دوزخ کی اگر ایک چنگاری دنیا میں آجائے تو ساری دنیا کو بالکلیہ سوختہ اور نابود کر دے۔ عذاب قبر کو خواب کی طرح ماننا صورت عذاب اور حقیقت عذاب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ اشتباہ[2] یوں بھی پیدا ہوتا ہے کہ عذاب دنیا اور عذاب آخرت کی مجانست ومماثلت کا توہم ہو جاتا ہے حالانکہ یہ بات باطل ہے اور کیسی کچھ باطل، بالکل کھلی ہوئی باطل۔ اگر یہ سوال ہو کہ ارواح کا قبض کرنا جس طرح موت میں ہوتا ہے، خواب میں بھی ہوتا ہے پھر ایک کی (یعنی خواب کی) تکلیف کو دنیا کی تکلیفوں میں شمار کرنا اور دوسرے کی (یعنی موت کی) تکلیف کو عذاب ہائے آخرت سے کہنا کس وجہ سے ہے؟ جواب یہ ہے کہ نیند میں موت اس طرح کی ہے جیسے کوئی اپنے وطن مالوف سے شوق ورغبت کے ساتھ سیر وتماشا کے لیے کہیں باہر جائے تاکہ فرحت وسرور حاصل کرے اور پھر شاداں وفرحاں اپنے وطن کی طرف واپس ہو جائے۔ اس کی (نیند میں موت کی) سیر گاہ عالم مثال ہے جس میں عجائب ملک وملکوت ہیں، لیکن موت ایسی نہیں ہے وہاں تو وطن مالوف کا انہدام اور بنائے معمور کی تخریب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیند والی موت میں محنت اور کلفت حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ فرح وسرور کو متضمن ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے موت میں شدت اور کلفت ہے۔ پس نیند والی موت کا وطن دنیا ہوتا ہے، اس سے جو معاملہ ہوگا معاملات دنیا میں سے ہوگا اور موت میں اپنے وطن مالوف کی تخریب کے بعد آخرت کی طرف انتقال کرنا ہے اس کا معاملہ معاملات اخروی سے ہو گیا۔

تمہاری عبارت کے انبساط نے مجھ کو اس توہم میں ڈال دیا کہ اس کا بڑا امکان ہے کہ یہ تخیلات تم کو اکابر اہل سنت کی تقلید سے باہر اور اپنے ذاتی کشف کا تابع کر دیں۔ شیطان قوی دشمن ہے۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو صراط مستقیم اور شاہراہِ حق سے ہٹا کر تنگ گلیوں میں ڈال دے۔

1- تکلیف وسزا 2- شک

مکتوب نمبر 2

اپنے مُرید عبدالقادر کے نام

اخلاق حسنہ کا خاکہ احادیث کی روشنی میں

چند احادیث نبوی ﷺ جو تذکیر و وعظ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں، لکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان احادیث کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ لطف و نرمی کرنے والا ہے اور وہ لطف و نرمی کو پسند کرتا ہے اور وہ نرمی پر جو عطا فرماتا ہے، وہ سختی اور درشتی اور نرمی کے علاوہ کسی چیز پر نہیں دیتا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اے عائشہؓ اپنے اوپر نرمی کو لازم کر لو۔ سختی اور درشتی اور گفتگو میں حد سے تجاوز کرنے سے باز رہو۔ بیشک نرمی جس چیز میں پائی جاتی ہے اس کو آراستہ کر دیتی ہے اور جس چیز میں سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا، وہ نیکی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"میرے نزدیک تم میں زیادہ محبوب وہ ہے جو اخلاق میں زیادہ اچھا ہے۔"

اور یہ بھی فرمایا کہ:

"جس کسی کو نرمی و ملائمت کا حصہ دیا گیا اس کو دنیا و آخرت کی نیکی دے دی گئی۔"

اور یہ بھی فرمایا کہ:

"حیا ایمان کی شاخ ہے اور ایمان والا بہشت میں جائے گا۔ بے حیائی اور بے ہودہ گوئی بدی کی بات ہے اور بدی والا جہنم میں جائے گا۔ بے شک و شبہ خداوند کریم حد سے

Marfat.com

گزرنے والے بیہودہ گو کو دشمن رکھتا ہے۔ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ کون ہے وہ جو آتش دوزخ پر حرام ہے اور آتش دوزخ اس کے لیے حرام ہے؟ (سنو) ہر اس شخص پر آتش دوزخ حرام ہے جو آہستہ رو' نرم طبع' لطف و مہربانی کی وجہ سے لوگوں سے نزدیک اور نرم خو ہے۔ مسلمان (نرمی کے مواقع میں) نرم طبع اور مطیع ہوتے ہیں اس اونٹ کی طرح جس کی ناک کی مہار ڈال دی گئی ہو۔ اس اونٹ کو جب کھینچا جاتا ہے' مطیع ہو کر کھنچ جاتا ہے اور جب کسی پتھر پر بٹھاتے ہیں بیٹھ جاتا ہے۔ اور جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ غصہ کے مطابق عمل در آمد کی قوت رکھتا تھا' تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن تمام اولین اور آخرین کے مجمع میں بلائے گا اور اس کو اختیار دے دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کرے۔"

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ سے عرض کیا:

"مجھے کوئی نصیحت فرمایئے؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"غصہ مت کرنا۔"

اس شخص نے پھر کئی بار یہی عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ یہی ارشاد فرمایا کہ: "غصہ مت کرنا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اہلِ بہشت کی خبر نہ دوں؟

"(سنو!) ہر ضعیف و حقیر سمجھا جانے والا شخص مگر (عنداللہ اس مرتبے کا) کہ جب وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو پورا کر دے۔"

فرمایا کہ کیا میں خبر نہ دوں اہلِ دوزخ کی؟

"(سنو!) ہر وہ شخص جو سخت مزاج' سخت گو' جھگڑالو اور متکبّر ہے" (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہے پس اس کو بیٹھ جانا چاہیے۔ اس طریقے سے اگر غصہ چلا جائے تو بہتر ہے ورنہ کروٹ کے بل لیٹ جائے۔"

فرمایا کہ: "غصہ کرنا ایمان کو اس طرح تباہ و برباد کر دیتا ہے' جس طرح ایلواء شہد کو خراب کر دیتا ہے۔"

فرمایا: "جس کسی نے اللہ کے واسطے تواضع اختیار کی اللہ نے اس کو اونچا کر دیا۔ پس وہ تواضع و انکساری کرنے والا اپنے نزدیک حقیر ہے' مگر لوگوں کی آنکھوں میں عظیم ہوتا ہے اور جس کسی نے تکبّر اختیار کیا' اس نے اس کو حقیر و پست کر دیا۔ پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں

Marfat.com

حقیر ہے اور اپنے نزدیک بڑا بنا ہوا ہے' حتیٰ کہ لوگوں کی نظروں میں وہ کتے اور سؤر سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: "اے پروردگار تیرے نزدیک تیرے بندوں میں عزیز ترین کون ہے؟"

فرمایا: "وہ شخص جس کو سزا دینے پر قدرت ہو اور معاف کر دے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: "جو اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیب ڈھانپ لے گا اور جو کوئی اپنے غصہ کو پی جائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنے عذاب کو دور رکھے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے عذر خواہی کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا۔"

یہ بھی فرمایا کہ: "جس کسی پر اپنے بھائی کا کوئی حق ہو مثلاً کسی کی ہتک عزت کی ہو' یا کچھ اور بے انصافی و حق تلفی کی ہو تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اس حق کو معاف کرائے' اس وقت سے پہلے کہ جبکہ اس کے پاس دینار و درہم نہ ہوں گے۔ اگر اس کے پاس اعمال صالحہ ہوں گے تو ان میں سے اس ظلم کے بقدر لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس ظالم پر ڈال دیا جائے گا۔"

نیز فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے: "کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفلس وہ ہے جس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ فرمایا: "میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز' روزہ' زکوٰۃ (سب کچھ اعمال خیر) لے کر آئے گا' مگر اس حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی تھی' کسی پر تہمت دھری تھی' کسی کا مال ناحق کھالیا تھا' کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا۔ پس ان مظلوموں میں سے ہر ایک کو ظالم کے حسنات دے دیئے جائیں گے۔ اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور ابھی پورے طریقے پر ادائیگی حقوق نہیں ہوئی تو ان مظلوموں کے گناہ لے لیے جائیں گے اور وہ گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس ظالم کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لکھا کہ مجھے کوئی وصیت لکھ بھیجئے ___ حضرت عائشہؓ نے انہیں لکھا کہ ___ سلام ہو تم پر' بعد سلام کے واضح ہو۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

"جس کسی نے لوگوں کی ناراضگی کا خیال نہ رکھتے ہوئے اللہ کی خوشنودی کو طلب کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کارسازی کر دے گا اور لوگوں کی ناراضگی و روگردانی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے

Marfat.com

گی اور جس کسی نے لوگوں کی خوشنودی طلب کی اور اللہ کی ناراضگی کا خیال نہ کیا تو پھر اللہ اس کو لوگوں کے سپرد کر دے گا۔"

(مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مدد سے محروم کر کے اسی جیسے محتاج لوگوں کے سپرد فرما دے گا) والسلام علیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا صحیح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے جن کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

مکتوب نمبر 3

شیخ بخاری کے نام!

دل شکستگی اور پریشان حالی اخلاص وعمل میں کمی کے ازالہ کے سبب میں

اگر اچھی طرح غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اگر دنیا میں درد والم اور مصیبت کا وجود نہ ہوتا تو پھر تو دنیا کی قیمت ایک جو کے برابر بھی نہ تھی۔ اس دنیا کی ظلمتوں اور تاریکیوں کو یہاں کے مصائب وحوادث زائل کرتے ہیں۔ حوادث کی تلخی کڑوی مگر فائدہ مند دوا کے مانند ہے جو مرض کو دور کر دیتی ہے...... بعض دعوت ہائے عام میں اس فقیر کو محسوس ہوا ہے کہ کھانا پکایا گیا اور اس دعوت میں نیت خالص نہ تھی۔ کچھ لوگ کھانا کھانے والوں میں شکوہ وشکایت کا دفتر کھول دیتے ہیں اور کھانے میں عیب نکالتے اور کھلانے والوں کی مذمت کرتے ہیں۔ صاحب طعام جب یہ سنتا ہے تو اس کے دل میں شکستگی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی یہی شکستگی قلب اس ظلمت کا ازالہ کر دیتی ہے جو خلوص نیت نہ ہونے کی وجہ سے کھانے میں پیدا ہو گئی تھی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ دعوت قبول ہو جاتی ہے۔ اگر شکایت کرنے والے شکایت نہ کرتے اور صاحب دعوت کا دل نہ ٹوٹتا تو کھانا (عدم خلوص کی بنا پر) سراسر پُر از ظلمت وکدورت تھا۔ قبولیت کی ایسی صورت میں کیا گنجائش ہوتی پس مدار کار شکستگی قلب اور پریشان حالی پر ہے اور ہم جویانِ عیش وتنعم کے لیے یہ شکستگی مشکل کام ہے۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 4

شیخ قلیج اللہ کے نام

(دنیا بظاہر شیریں ہے لیکن بباطن مُردار ہے)

اے فرزند ــــ دنیا محل آزمائش و امتحان ہے۔ اس کے ظاہر کو رنگ برنگ کی باطل ٹیپ ٹاپ سے مُزیّن اور اس کی صورت کو وہمی خال و خط اور زلف و خد سے آراستہ کر دیا گیا ہے۔ دنیا دیکھنے میں شیریں اور ترو تازہ نظر آتی ہے' لیکن فی الحقیقت یہ ایک مُردار ہے' جس کو عطر آلود کر دیا گیا ہے۔ ایک کُوڑے کا گھر ہے جو مکھیوں اور کیڑوں سے پُر ہے۔ ایک سراب[1] ہے جو آب نما ہے۔ ایک شکر ہے جو زہر میں ملی ہوئی ہے۔ اس کا باطن سراسر خراب و ابتر ہے۔ اس گندگی کے باوجود اس کا معاملہ اپنے لوگوں سے انتہائی بُرا ہے۔ اس دنیا کا فریفتہ (درحقیقت) دیوانہ اور جادو زدہ ہے۔ اس کی محبت میں جو گرفتار ہے مجنوں اور فریب خوردہ ہے جو شخص اس کے ظاہر پر لٹو ہوا۔ وہ ابدی خسارے کے داغ سے داغدار ہو گیا اور جس نے اس کی (ظاہری) حلاوت و طراوت پر (للچائی ہوئی) نظر ڈالی۔ سرمدی[2] ندامت اس کے حصے میں آئی۔

سرور کائنات حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دنیا اور آخرت دونوں آپس میں سوتن سوتن ہیں ان میں سے ایک راضی ہوئی تو دوسری ناراض ہو گئی۔"

بنا بریں جس نے دنیا کو راضی کیا آخرت اس سے غصے میں رہی' ناچار وہ آخرت سے بے نصیب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو دنیا اور اہل دنیا کی محبت سے محفوظ رکھے۔

1- ریگستانی علاقوں میں جہاں دھوپ میں چمکتی ہوئی ریت پانی کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

2- ہمیشہ کے لیے۔

Marfat.com

اے فرزند جانتے ہو—دنیا کس کو کہتے ہیں؟ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ سے تم کو باز رکھے وہ دنیا ہے—پس زن و فرزند' مال و جاہ و ریاست (اگر یہ خدا سے غافل کردیں) نیز لہو ولعب اور لایعنی اشیاء میں مشغولیت یہ سب چیزیں داخل دنیا ہیں جو علوم آخرت میں کام آنے والے نہیں۔ وہ بھی دنیاوی ہیں اگر علوم نجوم' منطق اور ہندسہ وحساب اور ان جیسے دیگر عقلی علوم کی تحصیل آخرت میں کار آمد ہوتی تو تمام فلاسفہ اہلِ نجات ہوتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"بندے سے اللہ تعالیٰ کی روگردانی کی علامت یہ ہے کہ بندہ لایعنی مشاغل میں مشغول ہو۔"

ہرچہ جُز عشق خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جاں کندن است

(عشق خداوندی کے دائرے سے جو چیز بھی نکلی ہوئی ہے چاہے وہ شکر کا کھانا ہی ہو باعثِ ہلاکت ہے)

مکتوب نمبر 5

شیخ قلیج محمد کے نام

(تقویٰ کی حقیقت—دین کا مدار تقویٰ پر ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"رسول جس چیز کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔"

(اس آیت کے پیش نظر) مدار نجات دو باتوں پر ہوا۔

1- اوامر[1] کی بجا آوری۔ 2- نواہی[2] سے باز رہنا۔

اور ان دونوں جزوں میں جزوِ آخیر زیادہ اہم ہے کہ ورع و تقویٰ اسی کا نام ہے—

1- جس چیز کا حکم دیا جائے۔ 2- جس چیز سے منع کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی عبادت و ریاضت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کے تقویٰ کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "تقویٰ کے برابر کوئی چیز نہیں۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: "تمہارے دین کا مدار کار تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔" انسان کی فرشتوں پر جو فضیلت ہے وہ اسی جزوِ آخیر کی بنا پر ہے اور مدارج قرب کی ترقی بھی اسی جزو سے ہوتی ہے' اس لیے کہ ملائکہ پہلے جزو میں شریک ہیں لیکن ان میں ترقی مفقود ہے۔

پس رعایتِ جزو آخیر (ورع و تقویٰ) اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد میں سے ہے اور اس جزو کی رعایت جس کا مدار حرام باتوں سے بچنے پر ہے' پورے طریقے پر اس وقت میسّر ہو سکتی ہے کہ فضول مباحات[1] سے پرہیز کیا جائے اور مباحات ضروریہ پر اکتفا کی جائے' اس لیے کہ ارتکاب مباحات کی لگام ڈھیلی چھوڑ دینا' امور مشتبہات تک پہنچا دے گا اور مشتبہ حرام کے قریب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے چرایا' اپنے جانوروں کو شاہی سبزہ زار کے آس پاس' قریب ہے کہ چرائے وہ اس کے اندر۔" (یعنی وہ جانور شاہی چراگاہ میں داخل ہو جائیں گے جو کہ ممنوع ہے)

پس کمالِ تقویٰ کے حصول کے لیے مباحات پر بقدر ضرورت اکتفا ضروری ہوا اور وہ بھی ادائے وظائف بندگی کی نیت سے مشروط ہو کر ورنہ (بغیر نیت کے) اس قدر بھی وبال ہے اور قلیل بھی حکم کثیر رکھتا ہے اور چونکہ فضول مباحات سے پورے طریقہ پر بچنا خصوصاً اس زمانہ میں بہت ہی کم ہے' لہٰذا ایسا تو ہو کہ محرمات سے اجتناب کو لازم کر کے حتیٰ الامکان فضول مباحات کے دائرہ ارتکاب کو تنگ تر کر دیا جائے اور فضول مباحات کے (کبھی کبھار) ارتکاب کے بعد ہمیشہ استغفار اور التجا و تضرّع ہونا چاہیے۔ ممکن ہے کہ اس سے بھی وہی نتیجہ پیدا ہو جائے جو فضول مباحات سے کلیتہً پرہیز سے ہوتا — ایک درویش کا قول ہے کہ مجھے عاصیوں کا انکسار عبادت گزاروں کی جدوجہد سے زیادہ پسند ہے۔

محرمات[2] سے بچنا دو قسم پر ہے۔ ایک قسم حقوق اللہ سے تعلق رکھتی ہے' دوسری حقوق عباد سے۔ ان میں سے دوسری قسم کی رعایت بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ تو غنیِ مطلق اور ارحم الرحمین ہے اور بندے فقراء و محتاج ہیں اور بالذات بخیل و لئیم (اس لیے ان کے حقوق کی ادائیگی ضرور ہونا چاہیے۔)

1- جائز چیزیں یا باتیں۔ 2- حرام چیزیں یا باتیں۔

Marfat.com

تصوّف کیا ہے؟

اس کتاب میں حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے تذکرے بھی شامل ہیں۔ آپ حضرات تصوف کے سرچشمے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تصوف کے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے آفتاب تھے اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سلسلۂ عالیہ کے نقشبندیہ کے مہر منور تھے۔ ان حضرات کے تذکرے لکھنے کے بعد مولف کے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ جب تک تصوف کے متعلق چند ضروری باتیں نہ لکھی جائیں گی ہمارے قارئین کرام اس معاملے میں تشنگی محسوس کریں گے۔ اس لیے ہم ذیل میں تصوف کے متعلق چند بنیادی باتیں درج کرتے ہیں۔

راقم آثم نے 1942ء میں ایک بار مرشدنا حضرت خواجہ محمد نُور بخش نُور اللہ مرقدہٗ سے عرض کیا تھا کہ حضرت تصوف کیا ہے؟ تو آپ نے ایک ہی جملے میں اس کی تمام تفصیل کو سموتے ہوئے فرمایا تھا:

"خیالات کی صفائی کا نام تصوف ہے۔"

آج کے علمائے سائنس بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انسانی جسم میں سے سب سے زیادہ طاقتور چیز اس کا تصور یا تخیل (Imagination) ہے جو آنکھ جھپکتے ہی فرش سے عرش اور مشرق سے مغرب تک بلا کسی دقت اور کوشش کے پہنچ جاتا ہے اور اسی تصور یا تخیل کی بدولت انسانی اعمال تین مدارج میں سے گزرتے ہیں۔

1- کسی چیز یا کام کا خیال ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔
2- اسے حاصل کرنے کا ارادہ ابھرتا ہے۔
3- اور پھر اس کی تکمیل کے لیے عمل میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

پس اگر خیال صاف اور پاکیزہ ہو تو ارادہ بھی نیک ہو گا اور عمل بھی صالح بن جائے گا اور تصوف کا مقصود بھی یہی ہے کہ خیال' ارادہ اور عمل نہ صرف نیک ہی ہوں بلکہ ان میں اخلاص بھی ہو۔ اسی چیز کے حصول کے لیے صوفیائے کرام نے کچھ اصول وضع کیے ہیں۔ کچھ طریقے اپنائے ہیں اور ریاضت کی بعض صورتوں کو ضروری سمجھا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ انسانی سوچ دو حصوں پر مشتمل ہے۔

1- شعور جو سوچ اور عقل و فکر کا مرکز ہے اور اس کی بدولت انسان دوسری تمام مخلوقات سے ممتاز ہے۔

2- لاشعور جہاں مختلف قسم کی سوچیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور ایسی سوچ اور خواہش جسے ہم کسی وجہ سے پوری نہ کر سکیں یا عمل میں نہ لا سکیں یا جس واقعہ اور یاد کو ہم بھول جائیں۔ لاشعور ان سب کا مرکز ہے جہاں نامکمل آرزوئیں جمع ہو کر اپنا ایک علیحدہ نظام قائم کر لیتی ہیں اور مختلف قسم کی الجھنیں (Complex) پیدا کرتی رہتی ہیں۔

اگر خیالات صاف ہوں اور سوچ سمجھ کر کسی کو شعور میں جگہ دی جائے پھر اس پر مداومت[1] کی جائے تو یہ سوچ لاشعور پر غالب آ کر وہاں اپنا گھر بنا لیتی ہے اور پھر چلتے پھرتے' اُٹھتے بیٹھتے یہ سوچ ہم پر اس طرح غالب آ جاتی ہے کہ ہم اس کے سامنے ایک ادنیٰ کارکن بن کر رہ جاتے ہیں' چنانچہ صوفیائے کرام اللہ' اللہ کرنے کو شعور میں پختہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ پھر کثرت ذکر کی وجہ سے لاشعور میں بھی اس کا مقام پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حال میں بدن کا رواں رواں اس ذکر سے سرشار ہو جاتا ہے' پھر شریعت کی پابندی آسان' ضروری اور پر خلوص ہو جاتی ہے۔

اس سلسلے میں حضرت سیّد علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ المعروف داتا گنج بخش لاہور کی مایہ ناز تصنیف ''کشف المحجوب'' کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''شریعت کی مثال اگر جسم کی ہے تو حقیقت کی مثال اس کے اندر روح کی ہے' جس طرح روح اور جسم کے اتصال سے ہی انسان وجود میں آتا ہے اسی طرح حقیقت اور شریعت کے باہم اتصال سے ہی دین صورت پذیر ہوتا ہے۔ نہ شریعت حقیقت سے کوئی الگ شے ہے اور نہ حقیقت کا شریعت سے الگ کوئی وجود ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگ مُلحد ہیں اور ان پر خدا کی لعنت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ولی شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔

1- ہمیشگی

Marfat.com

کسی شخص سے خرق عادت کا ظہور اس کے برگزیدہ ولی ہونے کی قطعی دلیل نہیں ہے جبکہ کتاب و سنت کا کامل اتباع ولایت کی ایک لازمی شرط ہے۔ شریعت کے علم کے بغیر نہ کوئی عالم کہلا سکتا ہے' نہ صوفی' نہ فقیر اور نہ ان میں سے کسی چیز کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

"فقیر کی اصلی متاع دنیا کا ترک اور اس سے علیحدگی نہیں ہے بلکہ دل کو اس کی محبت سے خالی اور بے نیاز کرنا ہے تاکہ دنیا کی کسی متاع کا ہونا یا نہ ہونا اس کے نزدیک یکساں ہو جائے۔"

ذات خداوندی کے سوا تمام چیزوں سے دل کو فارغ رکھنے کا نام فقر ہے۔ صوفی وہ ہے کہ جب بولے تو اس کی زبان پر حق جاری ہو اور جب خاموش ہو تو اس کے جسم کا رونگٹا رونگٹا زبانِ حال سے شہادت دے کر اس کے اندر دنیا کی کوئی ہوس موجود نہیں ہے۔

صوفی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو حق سے فنا کر دے اور اس کے اندر کوئی کدورت اور تیرگی باقی نہ رہے' کیونکہ دین کی روح اور اس کی جان تو احکام الٰہی کی اخلاص اور محبت کے ساتھ پیروی ہے۔

تصوف نام ہے نفس اور حرص و ہوا کی غلامی سے آزاد ہونے کا۔ باطل کے مقابلے پر مردانگی دکھانے کا۔ دنیوی تکلفات کو ترک کر دینے کا۔ اپنے مال کا دوسروں پر صرف کر دینے اور دنیا کو دوسروں کے لیے چھوڑ دینے کا۔

دل کی محافظت اور پاسبانی آدمی اس وقت کر سکتا ہے جبکہ دل کو دوسرے تمام غموں اور ارمانوں سے فارغ کر کے صرف عقبیٰ کے غم اور ارمانوں کو اس میں آباد کرے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے:

"خدایا' دنیا کو میرے لیے فراخ فرما' لیکن اس کے چکر میں پھنسنے اور اس میں مبتلا ہونے سے مجھے بچا۔"

تصوّف کی ضرورت

اس دنیا میں ہر انسان نہایت سکون سے زندگی گزارنا چاہتا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اپنے بنائے ہوئے سکون اور راحت کے معیار اور حصول کے لیے ذرائع اختیار کرنے کی بجائے خالق اکبر سے رہنمائی حاصل کرے' کیونکہ اس کا ارشاد ہے:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

(اطمینان قلب تو اللہ کے ذکر میں ہے)

Marfat.com

تصوف کے تمام سلسلوں کا سر چشمہ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تصوف ایک مستقل سائنس ہے جس نے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر روحانی حقائق کا اس طرح انکشاف کیا ہے کہ جس طرح سائنس دان دوربین کی مدد سے کرۂ ارض سے کروڑوں میل دُور سیاروں کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ صوفیائے کرام بھی چشم باطن میں عرش کی بلندیوں تک دیکھتے ہیں۔ تحت الثریٰ کی پہنائیوں تک ان کی نگاہ جاتی ہے جس طرح سائنس دان خوردبین سے بظاہر نظر نہ آنے والے جرثوموں کو دیکھتے ہیں' اسی طرح صوفیائے کرام ان بلاؤں کو دیکھتے ہیں جو انسانوں' جسم اور ان کے قلوب وارواح میں دوڑ رہی ہیں۔ اخلاق رذیلہ ہی اس قسم کی بلائیں ہیں۔

مقصد حیات کا حصول ممکن اور آسان اسی صورت میں ہے کہ صوفیائے کرام کے وابستگان میں شامل ہو کر اسرار و رموز اور آفاق والنفس سے آگاہی حاصل کریں اور اپنے خالق و مالک کے عاجز اور فرمانبردار بندے بن کر اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس کی حمد و تقدیس کے لیے اس طرح وقف کر دیں کہ دنیا کے کام بھی ہوں اور بدن کا رواں رواں اللہ اللہ کا ذکر بھی کرتا رہے۔

تصوّف کی ایک مثال

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

"فقہ کا تعلق انسان کے ظاہری اعمال سے ہے۔ وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ تم کو جیسا اور جس طرح حکم دیا گیا تھا اس کو تم بجالائے یا نہیں۔ اگر بجالائے تو فقہ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ تمہارے دل کا کیا حال رہا تھا۔

دل کے حال سے جو چیز بحث کرتی ہے اس کا نام تصوف ہے۔ مثلاً تم نماز پڑھتے ہو' اس عبادت میں فقہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ تم نے وضو ٹھیک کیا ہے' قبلہ رو کھڑے ہوئے ہو' نماز کے تمام ارکان ادا کیے ہیں جو چیزیں نماز میں پڑھی جاتی ہیں' وہ سب پڑھ لی ہیں اور جس وقت جتنی رکعتیں مقرر کی گئی ہیں ٹھیک اس طرح اتنی ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ جب یہ سب تم نے کر دیا تو فقہ کی رو سے تمہاری نماز پوری ہو گئی۔

لیکن تصوف یہ دیکھتا ہے کہ اس عبادت میں تمہارے دل کا کیا حال رہا ہے۔ تم خدا کی طرف متوجہ ہوئے یا نہیں۔ تمہارا دل دنیا کے خیالات سے پاک ہوا یا نہیں۔ تمہارے اندر نماز سے خدا کا خوف اور اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور صرف اس کی خوشنودی

Marfat.com

چاہنے کا جذبہ پیدا ہوا یا نہیں۔ اس نماز نے تمہاری روح کو کس قدر پاک کیا ہے۔ تمہارے اخلاق کہاں تک درست کیے' تم کو کس حد تک سچا اور پکا مسلمان بنا دیا۔ یہ تمام باتیں جو نماز کے اصل مقصد سے تعلق رکھتی ہیں جس قدر کمال کے ساتھ ہوں گی' تصوف کی نظر میں تمہاری نماز اتنی ہی کامل ہو گی۔

اس فرق کو تم ایک مثال سے سمجھ سکتے ہو۔ جب کوئی شخص تم سے ملتا ہے تو تم اس پر دو حیثیتوں سے نگاہ ڈالتے ہو۔ ایک حیثیت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ صحیح و تندرست ہے یا نہیں۔ اندھا' لنگڑا' لولا تو نہیں۔ خوبصورت ہے یا بدصورت۔ اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہے یا میلے کچیلے۔ دوسری حیثیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق کیسے ہیں۔ اس کی عادات و خصائل کا کیا حال ہے۔ اس کی عقل اور سمجھ بوجھ کیسی ہے۔ وہ عالم ہے یا جاہل' نیک ہے یا بد۔ ان میں پہلی نظر گویا فقہ کی نظر ہے اور دوسری نظر گویا تصوف کی نظر ہے۔

دوستی کے لیے جب تم کسی شخص کو پسند کرنا چاہو گے تو اس کی شخصیت کے دونوں پہلوؤں کو دیکھو گے اور تمہاری تو یہ خواہش ہو گی کہ اس کا ظاہر بھی اچھا ہو اور باطن بھی۔ اس طرح اسلام میں پسندیدہ زندگی وہ ہے جس میں شریعت کے احکام کی پابندی ظاہر کے اعتبار سے بھی صحیح ہو اور باطن کے اعتبار سے بھی۔ جس شخص کی ظاہری اطاعت درست ہے مگر باطن میں اطاعت کی روح نہیں ہے' اس کے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوبصورت ہو مگر مُردہ ہو۔ اور جس شخص کے باطن میں تمام خوبیاں موجود ہوں مگر ظاہری اطاعت درست نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بہت شریف اور نیک ہو مگر بدصورت اور اپاہج ہو۔

اس مثال سے آپ کو فقہ اور تصوف کا باہمی تعلق معلوم ہو گیا ہو گا مگر افسوس ہے کہ بعد کے زمانوں میں علم اور اخلاق کے زوال سے جہاں اور بہت سی خرابیاں ہوئیں' وہاں تصوف کے چشمے کو گندہ کر دیا گیا۔ لوگوں نے طرح طرح کے غیر اسلامی فلسفے گمراہ قوموں سے سیکھے اور ان کو تصوف کے نام سے اسلام میں داخل کر دیا۔ عجیب عجیب عقیدوں اور طریقوں پر تصوف کا نام چسپاں کر دیا' جن کی کوئی اصل قرآن و حدیث میں نہیں' پھر اس قسم کے لوگوں نے رفتہ رفتہ اپنے آپ کو شریعت کی پابندی سے بھی آزاد کر لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ تصوف کو شریعت سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ کوچہ ہی دوسرا ہے۔ اس قسم کی باتیں اکثر جاہل صوفیوں سے سننے میں آئی ہیں۔ مگر دراصل یہ بات بالکل غلط ہے۔ اسلام میں کسی ایسے تصوف کی گنجائش ہی نہیں ہے جو شریعت کے احکام سے بے تعلق ہو۔ کسی صوفی کو یہ حق

Marfat.com

نہیں ہے کہ وہ نماز اور روزے، حج اور زکوٰۃ کی پابندی سے آزاد ہو جائے۔ کوئی صوفی ان قوانین کے خلاف عمل کرنے کا حق نہیں رکھتا جو معاشرت' معیشت' اخلاق اور معاملات حقوق و فرائض اور حدود حلال و حرام کے متعلق خدا اور رسول نے بتائے ہیں' کوئی ایسا شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے طریقے کا پابند نہ ہو وہ مسلمان صوفی کہلائے جانے کا مستحق نہیں۔

تصوف تو دراصل خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کا نام ہے اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ خدا کے احکام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بال برابر بھی انحراف نہ کیا جائے۔ پس اسلامی تصوف شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ شریعت کے احکام کو انتہائی خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ بجا لانے اور اطاعت میں خدا کی محبت اور اس کے خوف کی روح بڑھنے ہی کا نام تصوف ہے۔ اس کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں "احسان" کا نام دیا گیا ہے اور قرآن نے اپنی اصطلاح میں اسے "تزکیہ" کہا ہے۔

قرون اولیٰ میں بہت سے صحابہ کرامؓ نے بھی اس پر توجہ دی ہے۔ اگرچہ اس وقت یہ علم باقاعدہ مدون نہیں ہوا تھا' کیونکہ انہیں کفار و مشرکین کے خلاف جہاد اور مفتوحہ علاقوں کے انتظام کے سلسلے میں زیادہ وقت نہیں ملا' اس کے باوجود حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت سلیمان فارسیؓ اور حضرت حذیفہ یمانیؓ جیسے بزرگوں کی دنیاوی زندگیاں نمایاں طور پر بہت سادہ تھیں اور ان کی عبادت و ریاضت کے تذکرے پڑھ کر عجیب جذب و سرور کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

اس وقت تصوف کی اصطلاحات وضع نہیں ہوئی تھیں مگر چراغ سے چراغ جلتے رہے۔ اصطلاحات اور طریقہ ہائے کار وضع ہوتے رہے حتیٰ کہ تصوف نے باقاعدہ سائنس کی شکل اختیار کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو حیات مستعار کے مقصد سے آگاہ کر کے انہیں علم و عمل کی دعوت دی۔

Marfat.com

مولّف کی چند گزارشات
قارئین کرام کی خدمت میں

چند گزارشات

خاتمہ کلام کے طور پر مولف اپنے قارئین کرام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل چار چیزوں پر خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہوئے ان گزارشات کو ذہن میں جگہ دیں اور لمحات فرصت میں ان پر غور کر کے اپنی زندگی کی مٹتی ہوئی گھڑیوں کی قدر و قیمت کو پہچانئے۔ یہ چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1- وقت
2- آنکھ
3- چہرہ
4- دل

وقت

ایک آدمی سخت گرمی میں برف کی چند سلیں فروخت کرنے کی غرض سے سڑک پر بیٹھا ہوا تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چلاتا تھا:

"لوگو مجھ پر رحم کرو میرا سرمایہ پگھل رہا ہے۔"

لوگ پاس سے گزر جاتے تھے اور ان پر اس کی یہ صدا بے اثر ثابت ہوتی تھی۔ اتنے میں ایک صاحب دل وہاں سے گزرا اور جب اس نے یہ صدا سنی تو بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگوں نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، تھوڑا سا پانی بھی پلایا۔ اس پر وہ ہوش میں آ کر اٹھ بیٹھا۔ لوگوں نے پوچھا:

"حضرت، آپ بے ہوش کیوں ہو گئے تھے؟"

Marfat.com

بولے: ''اس آدمی کی صدا نے مجھے بے ہوش کر دیا۔ یہ صرف برف پگھلنے پر چلّا رہا ہے لیکن میرا سرمایۂ حیات ـــــ زندگی ـــــ اُڑتی ہوئی گھڑیوں میں پگھلتا جا رہا ہے مگر میں اس حقیقت سے کس قدر غافل ہوں۔''

حضرات ہماری زندگی پگھلتی جا رہی ہے لیکن ہم مجلسوں میں بیٹھ کر سیاست بازی' غیبت' چغلی' فحش گوئی اور ایسی ہی دوسری کئی قسم کی لغویات سے دل بہلاتے ہیں۔ اپنا نامۂ اعمال خراب کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو گنواتے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ جب اللہ کے نافرمان بندے حشر کے دن اس کے سامنے پیش ہوں گے تو ربّ کائنات ان سے پوچھے گا:

''کہو' تم دنیا میں کتنے دن رہے ہو؟''

وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب بس ایک دن یا اس سے بھی کم۔''

اللہ پاک فرمائیں گے: ''اگر تمہیں دنیا میں اس بات کا احساس ہو جاتا تو آج تمہاری یہ حالت نہ ہوتی۔''

یعنی اگر دنیا میں کسی کو یہ احساس ہو جائے کہ اس کی ستر اسّی سال کی عمر آخر میں ایک دن کے برابر محسوس ہو گی تو وہ اس زندگی کو ضائع کرنے کی بجائے نیک کاموں میں صرف کرتا اور آخرت میں انعام کا مستحق ہو جاتا۔ کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ میری زندگی کے لمحات کس قسم کے مشاغل میں اڑتے جا رہے ہیں؟

دیوار پر ایک وال کلاک ٹِک ٹِک کر رہا ہے اور خوشی سے مسرور ایک آدمی اس سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے:

''سمے تو دھیرے دھیرے بیت[1]''

وہی آدمی ایک دن انتہائی مغموم ہو کر اس جگہ کھڑا ہو کر وال کلاک سے کہہ رہا ہے:

''سمے تو جلدی جلدی بیت۔''

وال کلاک سے آواز آتی ہے:

''ہمیں کسی کی خوشی یا غم سے کوئی غرض نہیں' ہم اپنی ڈیوٹی دیتے ہوئے کھٹاکھٹ چلے جا رہے ہیں۔''

1- اے وقت تو آہستہ آہستہ گزر۔

Marfat.com

وقت کسی کا ساتھ دینے کا پابند نہیں ہے' نہ ہم وقت پر کنٹرول کر سکتے ہیں کہ جب چاہیں اسے روک لیں بلکہ وقت کے مقابلے میں ہم مجبور محض ہیں' اس لیے جس نے وقت کی قدر نہ کی وہ خسارے میں رہا اور مرنے کے بعد اسے اس کی قدر و قیمت سے اغماض کر لینے پر بہت زیادہ دکھ ہو گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جنّت میں (جہاں کوئی غم نہ ہو گا) چھوٹے درجے والا آدمی انتہائی بلندیوں میں بڑے درجے والے آدمی کے محلات کو دیکھ کر حسرت سے کہے گا کاش میں نے دنیا میں فلاں فلاں وقت ضائع نہ کیا ہوتا بلکہ اسے اپنے مالک اور خالق کو راضی کرنے کی کوشش کی ہوتی تو آج میرا محل بھی اسی قدر شاندار اور ان ہی بلندیوں پر ہوتا۔

قارئین کرام! مولف کی گزارش ہے کہ آپ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قدر کیجئے۔ ایمان کے بعد دنیا کی سب سے بڑی دولت وقت ہے' اسے ضائع نہ کیجئے۔ آخرت کے لیے کچھ سامان اکٹھا کرنے کی کوشش میں ان لمحات سے فائدہ اٹھائیے۔ یاد رکھئے:

"وقت دو دھاری تلوار ہے۔
یہ آپ کو بادشاہ بھی بنا سکتا ہے۔
اور اگر اس کی قدر نہ کریں گے تو بے کس' بے بس اور بے نوا بھی کر سکتا ہے۔"

حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ:

"دنیا میں انسان عمر کی جتنی گھڑیاں گزار رہا ہے' وہ سب اس کے سامنے ترتیب سے پیش کی جائیں گی تو زندگی کی جو ساعت اللہ کی یاد سے غفلت میں گزری ہے اس پر نفس کو سخت افسوس ہو گا۔

آنکھ

اے اللہ کے بندے اپنے سر کی آنکھوں کو نیچی رکھ اور ان سے نامحرم عورتوں کو نہ دیکھ اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف نہ دیکھ' کیونکہ آدمی خدا کی نافرمانی اس وقت کرتا ہے جب کہ اس کے دل کی آنکھیں خدا سے ہٹ کر کسی اور کا نظارہ کرنے میں محو ہو جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے نبیؐ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی

Marfat.com

حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

اور اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں۔ بجز اس کے جو ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"بدن کا چراغ آنکھ ہے۔

پس اگر تیری آنکھ درست ہو تو تیرا سارا بدن روشن ہو گا۔

اور اگر تیری آنکھ خراب ہو تو تیرا سارا بدن تاریک ہو گا۔

پس اگر روشنی جو تجھ میں ہے تاریکی ہو تو تاریکی کیسی بڑی ہو گی۔"

غیبت کی طرح بُری نظر سے دیکھنے کا مرض بھی ہمارے معاشرہ میں زوروں پر ہے اور یہ ایسا کم بخت مرض ہے کہ اس سے جی نہیں بھرتا' حالانکہ اکثر گناہ کر لینے کے بعد دل میں اس کی مزید خواہش اس وقت جاتی رہتی ہے لیکن بری نظر ایسا مرض ہے کہ اس کا بار بار تقاضا ہوتا رہتا ہے اور سیری نہیں ہوتی بلکہ ایک کانٹا سا کھٹکتا رہتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نظر بد ہے' اس لیے زانی کی آنکھوں میں خاص قسم کی ظلمت ہوتی ہے جب کہ متقی کی آنکھوں میں رونق اور چمک ہوتی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

"وہ (اللہ) تمہاری آنکھوں کی چوری اور دل کے کھوٹ کو جانتا ہے۔"

لوگ خود تو گناہ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے مگر بزرگوں سے کہتے ہیں کہ دعا کریں اللہ پاک ہمیں گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے حالانکہ ترک گناہ کا تعلق اپنی قوت ارادی سے ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

1- ایک نظر کے بعد دوسری نظر ڈالنا' پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری معاف نہیں۔

2- نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو کوئی مجھ (اللہ) سے ڈر کر اسے چھوڑ دے' میں اس کے بدلے میں اسے ایسا ایمان دوں گا' جس کی حلاوت

Marfat.com

(مٹھاس) وہ اپنے دل میں پائے گا۔" (حدیث قدسی)

-3 جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹالے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔

-4 اپنی نگاہ کو روکو اور شرم گاہ کی حفاظت کرو ورنہ اللہ تمہاری صورتیں بگاڑ دے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک بار مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ مسجد میں دو ایسے شخص داخل ہوئے جو کسی کو بد نظری سے دیکھ کر آرہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"کیا حال ہے لوگوں کا کہ مسجد میں آتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔"

مبارک ہے وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روتی ہے۔

مبارک ہے وہ آنکھ جو مجاہدین کی حفاظت کے لیے رات کو جاگتی ہے۔

مبارک ہے وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے باز رہتی ہے۔"

ذرا غور کیجئے کیا بُری نگاہ سے دیکھنے والی آنکھ ہر شے میں خدا کا جلوہ نہیں دیکھ سکتی؟

یاد رکھیئے! "ہر نظر کے ساتھ شیطان کی امیدیں وابستہ ہیں۔"

چہرہ

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"ہرگز نہیں اصل بات یہ ہے:

کہ تم لوگ جلدی حاصل ہونے والی چیز (دنیا) سے محبت رکھتے ہو۔

اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔

اُس روز کچھ چہرے ترو تازہ ہوں گے۔

اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور کچھ چہرے اداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ

ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

(القیٰمۃ:20-25)

"جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا' ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل۔ ان کے چہروں پر روسیاہی اور ذلت نہ چھائے گی۔ وہ جنت کے مستحق ہیں' جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

Marfat.com

اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں اور ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی بدلہ پائیں گے۔ ذلت ان پر مسلط ہو گی۔ کوئی اللہ سے ان کو بچانے والا نہ ہو گا۔ ان چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہو گی۔

جیسے رات کے پردے ان پر پڑے ہوں۔
وہ دوزخ کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

(یونس:26-27)

پس معلوم ہوا کہ چہروں کی رونق اور بے رونقی' ان کا گورا اور کالا ہونا' آرائش و زیبائش یا دھن دولت پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ اعمال کے اثرات ہیں جو چہروں کو دلفریب بناتے ہیں یا انہیں مسخ کر دیتے ہیں۔ آپ روزانہ اپنے گردوپیش میں دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کے چہرے بہت جاذب نظر ہوتے ہیں اور ان میں سے نورانی لہریں اٹھتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ یہ نیک کردار لوگ ہیں اور بعض چہرے بڑے منحوس ہوتے ہیں' جنہیں دیکھ کر کراہت محسوس ہونے لگتی ہے یہ بدکردار لوگ ہیں۔

آپ نے بہت سے بوڑھوں کے بسورتے ہوئے چہرے دیکھے ہوں گے' جن پر مکھیاں بھنبھناتی ہیں' نحوست اور نکبت کی پرچھائیں دور سے نظر آتی ہیں۔ ان کے بیٹے' پوتے بھی ان سے بیزار ہوتے ہیں۔ بہوئیں ان کی صورت تک دیکھنے کی روادار نہیں ہوتیں۔ وہ ایسی چلتی پھرتی لاشیں ہیں جن سے ہر شخص نفرت کرتا ہے۔ ان کے بڑھاپے کا بیشتر حصہ دروازوں کے باہر چوکھٹ پر ہی گزرتا ہے۔ بچے انہیں دیکھ کر ٹھٹھے مارتے اور انہیں عجیب و غریب ناموں سے پکارتے ہوئے ان سے دُور بھاگتے ہیں۔ لوگ بڑی معصومیت سے کہتے ہیں: "یہ بے چارے مظلوم ہیں۔"

ہاں بے شک اب یہ لوگ مظلوم ہیں لیکن انہوں نے جوانی کو ذکر الٰہی سے غفلت میں گزارا اور اپنے مالک و خالق کی نافرمانی میں اپنی ساری صلاحیتوں اور قوتوں کو وقف کر رکھا تھا' جس کا لازمی نتیجہ ان کی یہ عبرتناک حالت ہے۔ یہ ہر نوجوان کے لیے باعث عبرت ہے اور ان کی بدبختی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ آنکھیں کھول کر ہمیں دیکھو' ہم بھی تمہاری طرح نوجوان تھے لیکن جوانی کی ترنگ میں ہم اپنے مالک و خالق کو بھول گئے تھے' جس کی پاداش میں آج سب ہم کو بھول گئے ہیں۔ اپنے اور بیگانے دشمن ہو گئے ہیں۔ تم جوانی کو سوچ سمجھ کر گزارنا تاکہ تمہارے چہرے بھی ہماری طرح منحوس اور بھیانک نہ ہو جائیں۔

آپ نے نورانی چہرے والے بوڑھوں کو بھی دیکھا ہو گا جن کی جوتیاں سیدھی کرنے کو بڑے بڑے لوگ اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ دور دور سے لوگ ان کی زیارت کے لیے آتے اور ان سے خیر و برکت کی دعائیں کراتے ہیں۔ وہ خود بھی سکون قلب کی حقیقی دولت سے مالامال ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی سکون قلب کا سرچشمہ ہیں۔ ان کی صحبت میں چند گھڑیاں گزارنے سے دل کو بڑا سکون نصیب ہوتا ہے۔ یہ بوڑھے وہ خوش نصیب ہیں جنھوں نے اپنی جوانی کو یادِ الٰہی سے منور اور معطر کر لیا تھا' چنانچہ یہ روشنی اور خوشی ان کی عمروں کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہی اور آج خیر و برکت کی جھلک اور نورانی چمک ان کے چہروں سے صاف عیاں ہے۔ ان کی خوش بختی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جو بھی اپنی جوانی کو اپنے مالک و خالق کی فرمانبرداری میں گزارے گا' اس کا بڑھاپا بھی بڑا حسین اور خوشگوار ہو گا۔

یاد رکھیئے! بڑھاپے میں آدمی وہی کچھ کاٹتا ہے جو اس نے جوانی میں بویا تھا۔ جوانی اگر فسق و فجور کی نذر ہو گئی تو بڑھاپے میں رونا اور دانتوں کا پسینا ہو گا' لیکن اگر جوانی بے داغ رہی تو بڑھاپے میں اس کی خوشبو دوسروں کو بھی راحت کا پیغام دے گی۔

موت سے غفلت جوانی میں تو لذت دے گئی
ہاں مگر پیری میں اس نے مجھ کو رُسوا کر دیا

دل

خواجہ میر دردؔ نے فرمایا ہے:

ارض و سماء کہاں تیری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام تیرا اپنی راہ لے
اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

کیا آپ نے کبھی اپنے دل کو اس بات کے لیے تیار کیا ہے کہ وہ اپنے مالک اور خالق کا پیغام وصول کر سکے؟

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:

"رونا یہ ہے کہ دل اُجڑ گئے اور یہ وہ بستی ہے کہ جب ویران ہو جائے تو پھر آبادی کہاں"۔

Marfat.com

مجھے ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

تم لوگ اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے۔

تم گلدستے سجاتے ہو مگر آہ تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کے مشام روح یکسر محروم ہیں۔ کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی۔

وہ زمانہ کیا ہوا جب مری آہ میں اثر تھا
یہی چشم خوں فشاں تھی یہی دل یہی جگر تھا

قرآن مجید اور دل کی قسمیں

ہم صرف ان قلوب کے نام لکھتے ہیں، باقی تفصیل آپ قرآن مجید میں دیکھیں۔

1- سخت دل	(البقرہ:74)
2- زنگ آلود دل	(المطففین)
3- گناہ آلود دل	(البقرہ:282)
4- ٹیڑھ والے دل	(آل عمران:7)
5- دانشمند دل	(آل عمران:8)
6- نہ سوچنے والے دل	(الاعراف:179)
7- لرز اٹھنے والے دل	(الانفال:2)
8- ٹھپہ لگے ہوئے دل	(یونس:74)
9- مطمئن دل	(الرعد:28)
10- مجرم دل	(الحجر:13)
11- کانپ اُٹھنے والے دل	(الحجر:35)
12- اندھے دل	(الحج:46)
13- قلب سلیم	(الشعراء:89)

Marfat.com

14- بے ایمان دل — (الزمر:45)

15- متکبّر دل (المومن:35)

16- ایمان والے دل (الحدید:16)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قلب (دل) چار قسم کے ہوتے ہیں۔

1- قلب اجرد: یعنی پاک صاف دل' یہ سچّے مومن کا دل ہے کہ اس میں ایمان کا چراغ روشن رہتا ہے۔

2- قلب اغلف: یہ کافر کا دل ہے جس پر مُہر لگی ہوئی ہوتی ہے۔ (یعنی ہدایت قبول نہیں کرتا)

3- قلب منکوس: (معکوس) یعنی اوندھا دل' یہ خالص منافق کا دل ہے جو حق بات کو جانتے ہوئے بھی اس کا انکار کرتا ہے۔

4- قلب مُصفح: یہ اس شخص کا دل ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں۔

یہ گویا قرآن مجید میں بتائی گئی دلوں کی اقسام کا خلاصہ ہے اور ہمارے لیے لمحہ فکریہ' تاکہ ہم اپنے دل کا جائزہ لیں کہ ہمارا دل کس قسم کے دلوں سے تعلق رکھتا ہے۔

1- کچھ دل اللہ کا کلام سن کر نادم ہوتے ہیں۔

2- کچھ دل اللہ کا کلام سن کر لرز اُٹھتے ہیں۔

3- کچھ دل اللہ کا کلام سنتے ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

4- کچھ دل اللہ کا کلام سن کر سخت ہو جاتے ہیں۔

5- کچھ دل اللہ کا کلام سن کر بغاوت اور سرکشی پر اُتر آتے ہیں۔

اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لیں کہ دلوں کی کون سی قطار میں کھڑا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ فرعون کا دل آپ کے پہلو میں دھڑک رہا ہو۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ منافق کا دل آپ کے پہلو میں پرورش پا رہا ہو۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی یاد سے غافل دل آپ کو پریشان کر رہا ہو۔

کیونکہ ایسے دلوں سے بار بار یہ کہتے ہوئے سکون برباد ہوتا ہے کہ:

"اے دل تجھے کہاں لے جاؤں۔"

غالب بھی ایسے ہی دل کے ہاتھوں پریشان ہو کر اکثر کہا کرتا تھا:

Marfat.com

ــــ دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

کہیں آپ بھی اس اُلجھن میں مبتلا تو نہیں ہیں؟

اپنے دل کو اللہ 'اللہ کا ذکر کرنے کا پابند بنایئے اور اگر یہ اس پر راضی نہ ہو تو اس سے کہہ دیجئے:

"اے دل یا تو اپنے مہربان مالک اور خالق کے سامنے جھک جا اور اس کا ذکر کر کے سکون کی نعمت سے مالا مال ہو جا ــــ یا ــــ اگر یہ بات پسند نہیں تو پھر اس کی کائنات سے نکل جا ــــ کیونکہ تیری یہ دو عملی اور دو رخی تجھے اپنے مالک اور خالق کی نظروں سے گرا دے گی۔

یاد رکھ:ــــ

جس دل وچ عشق نہ رچیا اس دل تھیں کُتے چنگے
مالک دے در بیٹھے رہندے صابر بھُکھے ننگے

احادیث مبارکہ

قارئین کرام!
ہماری یہ مبارک علمی ادبی اور دینی مجلس اب ختم ہو رہی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: "جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اللہ کے ذکر اور مجھ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھنے سے پہلے منتشر ہو جائیں تو یہ انجام بد اور حسرت کا مقام ہوگا۔"

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم

اس لیے ہم ذیل میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر عمل کی توفیق ارزاں فرمائیں۔

1- محنت بھی صدقہ ہے

خود اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کماؤ' اس سے خود بھی فائدہ اٹھاؤ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاؤ۔ یہ بھی صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

2- ہمسایہ سے حُسن سلوک

اپنے ہمسایہ کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آنا ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

3- دکان دار کو ہدایت

دکان دار کو چاہیے کہ وہ ذرا جُھکتا ہوا تولے کہ اس سے خریدار خوش ہو جاتا ہے اور نقصان کچھ نہیں ہوتا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

Marfat.com

4- غصّے میں احتیاط

غصّے کی حالت میں کوئی شخص بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے اور دونوں فریق کے درمیان ہر معاملے میں برابری کا برتاؤ کرے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

5- مخلوق خدا سے سلوک

ساری مخلوق اللہ کا کُنبہ ہے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کے کُنبے کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ (صحیح بخاری)

6- رزق حلال کے لیے ہدایت

1- حلال روزی کے لیے جدوجہد کرنا اور اس کا حاصل کرنا فرض ہے۔ (مشکوٰۃ)

2- جس جسم کی پرورش حرام غذا سے ہو گی وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ وہ آتش جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔ (مشکوٰۃ)

7- اہل و عیال سے برتاؤ

1- جس شخص کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے اہل و عیال پر سب سے زیادہ مہربان ہو، وہی ایمان میں بھی سب سے زیادہ کامل ہے۔ (ترمذی)

2- اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ بھی ڈالو گے اس کا بھی تم کو اجر و ثواب ملے گا۔
(صحیح بخاری و مسلم)

Marfat.com

کُتب حوالہ جات

-1 قرآن مجید
-2 رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی — ڈاکٹر محمد حمید اللہ
-3 عہد نبوتؐ کے ماہ و سال — علامہ محمد ہاشم سندھی رحمتہ اللہ علیہ
-4 مکتوبات نبویؐ — مولانا سید محبوب رضوی
-5 محسن انسانیت — مولانا نعیم صدیقی
-6 سیر الصحابہؓ — مولانا شاہ معین الدین ندوی رحمتہ اللہ علیہ
-7 الرّحیق المختوم — مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری (انڈیا)
-8 حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط — پروفیسر خورشید احمد فارق (انڈیا)
-9 حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط — پروفیسر خورشید احمد فارق (انڈیا)
-10 عثمان ذوالنورینؓ — مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
-11 مکتوبات حضرت علیؓ — حکیم نبی احمد خان رامپوری (انڈیا)
-12 قصص الاولیاء — محمد عبداللہ بن سعد یمنیؒ
-13 اخبار الاخیار — شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
-14 انوار الاولیاء (کامل) — رئیس احمد جعفریؒ
-15 حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ — محمد ابو زہرہؒ (مصر)
-16 قصص القرآن — مولانا قاضی زین العابدین
-17 تجلیات ربانی — مولانا نسیم احمد فریدیؒ (انڈیا)
-18 کشف المحجوب — (حضرت سیّد علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوریؒ)
-19 ذہنی اضطراب اور سکون کی راہ — علی اصغر چودھری
-20 سیر الصحابہ جلد ہشتم — مولانا حافظ مجیب اللہ ندوی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

انبیائے کرام

اور

مشاہیرِ اسلام کے بہترین خطوط

علی اصغر چودھری